دلیل الیقین
من
کلمات العارفین

تصنیف

السید الشاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی رحمہ اللہ

سجادہ نشین درگاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف

مترجمین

مولانا محمد حارث چشتی / علامہ محمد داؤد رضوی

عکس
AKSPUBLICATIONS

نام کتاب : دلیل الیقین من کلمات العارفین

مصنف : السید الشاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین : مولانا محمد حارث چشتی / علامہ محمد داؤد رضوی

سن طباعت : ۲۰۱۸ء

قیمت : 300/-

AKSPUBLICATIONS
Book Street, Data Darbar Market, Lahore.
Ph:042-37300584,Call # 0300-4827500-0346-4078844
E-mail:publications.aks@gmail.com

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

الحمدللہ! اہل سنت و جماعت کثرھم اللہ تعالیٰ کے عقائد و نظریات افراط و تفریط کی ہر آمیزش سے پاک ہیں ان میں رافضیت ہے اور نہ ہی خارجیت اس لیے کہ رافضیت حضرات خلفاء ثلاثہ و دیگر صحابہ کرام علیھم الرضوان کے ساتھ بغض و عداوت کا نام ہے۔ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خلافت حقہ کا انکار و ان کے اور اہل بیت اطہار علیھم الرضوانکے ساتھ بغض و عداوت رکھنے کا نام خارجیت ہے۔

(کمافی دلیل الیقین)

جب کہ حضرات صحابہ کبار و اہل بیت اطہار میں سے ہر ہر فرد کو اپنے اپنے مرتبہ میں رکھ کر ان سے الفت و محبت رکھنے کا نام سنیت ہے۔ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

"لکل شیء اساس واساس الاسلام حب اصحاب رسول اللہ وحب اهل بیت"۔

ہر شی کی ایک بنیاد ہے اور اسلام کی بنیاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام و اھل بیت عظام کی محبت ہے۔

(کشف الخفاء رقم الحدیث ۲۰۶۶ ص ۲۷۱ ج ۲ المکتبۃ المصریہ۔ در منثور تحت الایۃ قل لا اسئلکم الایۃ، ص ۳۵۰، ج ۷ دار الفکر بیروت)

الحمدللہ!! کہ کتاب مستطاب دلیل الیقین من کلمات العارفین، تصنیف لطیف حضرت سراج

السالکین تاج العارفین سیدنا و مولانا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری الملقب بہ میاں صاحب زیب سجادہ قادریہ برکاتیہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ترجمہ و حواشی کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے جو کہ تفضیل شیخین کے عقیدے پر بے مثال اپنی نوعیت کی منفرد تصنیف مبارکہ ہے۔ اس میں حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے شیخین کریمین رضی اللہ عنہم کی تمام صحابہ کرام پر قرب الٰہی ولایت باطنی میں تفضیل تفصیلی اقوال و دلائل سے بیان فرمائی اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین کریمین پر افضل کہنے والے کو تفضیلی رافضی قرار دیا۔

فقیر رضوی عفی عنہ یہاں کتاب ھذا و دیگر کتب علماء اہل سنت سے عقیدہ اہل سنت دربارہ افضلیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خلاصۃً بیان کرتا ہے۔

(۱)۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ قطعی و اجماعی عقیدہ ہے کہ بشر میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں سے علی الاطلاق (جس کو افضلیت مطلقہ و فضل کلی سے تعبیر کرتے ہیں) شیخین کریمین افضل ہیں۔ (دلیل الیقین فصل اول)

(۲)۔ اس پر بھی تمام مسلمانان اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس طرح حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت ظاہری میں خلیفہ بلافصل ہیں اسی طرح خلافت باطنی (ولایت روحانیت) میں بھی بلا کسی تخصیص و استثناء کے آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل ہیں۔ حضرات خلفائے اربعہ بالترتیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے ظاہر و باطن تھے ان کو دونوں خلافتیں (ظاہری و باطنی) حاصل تھیں۔

(کمافی دلیل الیقین فصل سوم، فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۹ بیروت رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۶۵۔ مکتبہ محمودیہ کوئٹہ)

(۳)۔ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے بعد جمہور اہل سنت کے نزدیک تمام صحابہ کرام سے افضل حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔

(کمافی شرح الفقہ الاکبر ص ۱۱۹، لاہور)

(۴)۔ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی افضلیت بر جمیع صحابہ کا منکر ضال و مضل، اہل سنت سے خارج تفضیلی رافضی ہے۔

(کمافی شرح الفقہ الاکبر ص ۶۳، ۶۴۔ دلیل الایقین فصل اول)

(۵)۔ خلافت کی ظاہری و باطنی تقسیم کر کے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صرف سیاسی خلیفہ بلافصل کہنے اور سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو علی الاطلاق خلیفہ بلافصل فی الروحانیۃ والولایۃ قرار دینے اور آپ رضی اللہ عنہ کو ولایت باطنی و قرب الٰہی میں مطلقاً حضرت ابوبکر صدیق سے افضل قرار دینے والا بھی تفضیلی، اہل سنت سے خارج ہے۔(کمافی المستند المعتمد لامام اہل السنۃ ص ۲۴۰ دار العرفان لاہور، دلیل الیقین آخر فصل اول، الفتاوی الرضویہ امور عشرین ج ۲۹، ص ۶۱۵)

(۶)۔ حضرات شیخین کریمین ولایت میں مرتبہ کاملیت (دل کو غیر اللہ سے پاک کر کے مقامات فنا اور وہاں سے بقا کی طرف فائز ہو کر جب سیر فی اللہ اور قربت معارج کے مقام پر قدم رکھتا ہے تو اس وقت اس کو ولی کامل اور عارف بھی کہتے ہیں جو شخص اس سیر میں جتنی ترقی کرے گا اس کا اتنا زیادہ اونچا مقام ہو گا۔ اس ولایت کو ولایت ذاتی اور کمال نفسانی سے بھی تعبیر کرتے ہیں) پر فائز تھے۔

(کمافی دلیل الیقین، فصل دوم)

(۷)۔ جب کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جمہور مشائخ کرام کے نزدیک ولایت

سے جو فیضان و ہدایت مخلوق کو پہنچا اور جو فیضان پہنچے گا اس ہدایت و فیضان کے آپ رضی اللہ عنہ پیشوا ہیں کیونکہ آپ (ولایت) میں خود بھی کمال تک پہنچے دوسروں کو پہنچایا، پہنچا رہے ہیں اور پہنچاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس فیضان ولایت کی تقسیم آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہے یہ آپ کی خصوصیت اور تمام صحابہ کرام پر جزوی فضیلت ہے جو کہ حضرات شیخین کی افضلیت مطلقہ کے منافی نہیں۔ اور کوئی دوسرا شخص اس مرتبہ (مکملیت و تعدیہ ولایت) میں آپ کے ساتھ شریک نہیں۔ اور اس مرتبہ میں آپ رضی اللہ عنہ بلاواسطہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں اور تمام اولیاء آپ ہی سے فیض پاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اکثر سلاسل اولیاء (قادری، چشتی وغیرہ) مشائخ کی انتہاء آپ رضی اللہ عنہ کی ذات پاک پر ہوتی ہے۔ اس مرتبہ کو مرتبہ مکملیت، ولایت تعدیہ (فیضان رسانی) اور مرتبہ تکمیل وارشاد سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ یہ مرتبہ اگرچہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل تھا لیکن قلت و ندرت کے ساتھ کیونکہ آپ سے صرف ایک سلسلہ نقشبندیہ جاری ہوا باقی اکثر سلاسل حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جاری ہوئے۔

(کمانی دلیل الیقین فصل چہارم)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اس مرتبہ ولایت، تکمیل وارشاد و قاسم فیضان ولایت ہونے کو کئی علماء کرام نے اپنی اپنی کتب میں بیان کیا۔ جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری آیت مبارکہ "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" کے تحت اور "السیف المسلول" میں، علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں اور امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی رضویہ جلد نہم (جدید) اور برادر اعلیٰ مولانا حسن رضا خان نے "تزک مرتضوی" میں کیا ہے۔ جس سے اکثر تفضیلی روافض زمانہ مسلمانان اہل

سنت کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو جی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین سے خلافت باطنی عقرب الٰہی میں افضل ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو صرف سیاسی خلیفہ تھے۔ان کا یہ قول خبیث کئی وجوہ کی بنا پر باطل ومردود ہے۔کیونکہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک جب حضرات شیخین کی فضیلت کلی وافضلیت مطلقہ کا عقیدہ قطعی و اجماعی ہے(کماذکر) تو اس اجماعی وقطعی عقیدہ کے مقابل ومعارض کوئی ظنی دلیل نہیں ہوسکتی تو چہ جائے کسی عالم وصوفی کا قول اور وہ بھی مودل کیسے معارض ہوسکتا ہے؟۔

امام قسطلانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں!"إجماع أهل السُّنة والجماعة على أفضليته. وهو قطعي فلا يعارضه ظني "(کما فی ارشاد الساری)

امام اہل سنت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں!انصافاً اگر تفضیل شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب التاویل ہے اور اگر بفرض باطل صالح تاویل نہ ہو تو واجب الرد کہ تفضیل شیخین متواتر اجماعی ہے۔(فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۵۰۹)

روافض زمانہ کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس خصوصیت مرتبہ تکمیل وارشاد کو لے کر حضرات شیخین پر افضلیت کا قول کرنا اس وجہ سے باطل ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جزوی فضیلت وخاصہ ہے جو کہ شیخین کی افضلیت مطلقہ وفضل کلی کی بالکل منافی نہیں کیونکہ جزوی فضیلت اور چیز ہے اور افضلیت مطلقہ اور چیز ہے(کما ذکرة فی حاشیه هذا الکتاب)ففهم وتدبر۔

کتاب مستطاب" دلیل الیقین من کلمات العارفین"(فارسی)مصنفہ شاہ ابو الحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ کا ترجمہ کرنے کے دوران فقیر رضوی غفرلہ کو اپنی کم علمی ،بے بضاعتی کا مکمل اعتراف رہا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت،

اساتذہ و مشائخ کرام کی دعاؤں سے اس کتاب کے ترجمہ کا آغاز کیا۔اپنی تدریسی مصروفیات کی وجہ سے مولانا محمد حارث چشتی زید علمہ وفضلہ نے اس ترجمہ کی تکمیل کرنے میں خصوصی معاونت فرمائی۔

ترجمہ کے دوران فقیر کے پاس ۱۲۹۸ھ مطبوعہ انڈیا کا نسخہ موجود رہا۔یہ کتاب مسئلہ تفضیل شیخین پر اپنی مثال آپ ہے۔حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ہر طبقے کے علماء عرفاء صوفیا قدست اسرارھم کے اقوال مبارکہ سے تفضیل شیخین کلی کو ثابت کیا ہے۔اور خاص کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ولایت و روحانیت میں حضرات شیخین پر تفضیل دینے والے تفضیلیہ وروافض کے شبہات کا ازالہ بھی فرمایا ہے۔اس کتاب کے بعض مقامات پر سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے بے نظیر حاشیہ بھی لگایا ہے۔فقیر کے پاس چونکہ کتاب کی فوٹو کاپی تھی اس وجہ سے کئی مقامات پر حروف مٹنے کی وجہ سے متن کو سمجھنے میں اور ترجمہ کرنے میں دقت کا سامنا ہوا اور حاشیہ کا معاملہ تو اس سے بھی زیادہ مشکل تھا۔ترجمہ میں اگر کسی صاحب علم کو کوئی سقم نظر آئے تو براہ کرم اطلاع کریں تا کہ اس کی اصلاح کر دی جائے۔

آخر میں فقیر رضوی نہایت عاجزی وانکساری سے دعا گو ہے کہ مولائے کریم اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسل سے اس حقیر سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر اس کے ذریعے مسلمانان اہل سنت کو نفع پہنچائے اور روافض زمانہ کی ہدایت کا سبب بنائے اور فقیر کے لیے خاتمہ بالخیر کا ذریعہ بنائے۔آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین

فقیر رضوی غفرلہ ربہ التقوی الولی نے دلیل الیقین پر ''خسر الرحیق فی ولایۃ الصدیق''

کے نام سے مقدمہ لکھنا شروع کیا جو کہ بفضلہ تعالیٰ بہت طویل ہوگیا جس کا یہاں پر خلاصہ ذکر کیا گیا ہے جو کہ بعد میں ان شاءاللہ تعالیٰ کتابی صورت میں شائع کیا جائے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی الہ واصحابہ اجمعین۔

فقیر حافظ محمد داؤد رضوی عفی عنہ (فتح جنگ برج اٹک)

مختصر سوانح حیات

حضرت نور العارفین الکرام سلالۃ الواصلین العظام حامی شرع مبین رکن رکین دین متین سیدنا وسندنا مولانا ومقتدانا السید ابو الحسین احمد نوری الملقب بہ میاں صاحب قادری برکاتی آل رسول رسولی تاجدار مسند مارہرہ مطہرہ قدس سرہ۔

خاندان برکاتیہ عالیہ کا آغاز سرزمین مارہرہ میں ۱۰۱۷ھ عہد جہانگیر میں مقدام العارفین حضرت سید شاہ عبد الجلیل خلف اکبر سند المحققین حضرت میر سید شاہ عبد الواحد بلگرامی قدس سرہما کے یہاں تشریف لانے اور مستقل قیام فرمانے سے ہوا جسے اب قریباً چارسو سال ہونے کو آتے ہیں۔اس خاندان فضل وکمال سے عرفان و ہدایت وارشاد وولایت کے بہت سے مہر درخشاں، ماہ تاباں طالع ہوئے جن کے انوار نہ صرف مارہرہ اور اس کے مضافات کو منور فرماتے رہے بلکہ ان کی روشنی حدود ہند سے گزر کر اطراف عالم میں دور دراز تک پہنچی، قطب العارفین، شمس الدین حضرت سیدنا الشاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہ کا نام نامی اسم گرامی اس باب میں سند وافی ہے۔آپ کے کشف وکرامات وخوارق عادات زبان زد خواص وعوام ہیں۔مختصر یہ کہ آپ مظہر جناب غوثیت مآب تھے۔

حضرت سید شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہ کہ اچھے میاں قدس سرہ کے برادر خورد ہیں۔ان کے ایک صاحبزادے حضرت السید الشاہ آل رسول قدس سرہ ہیں۔آپ کی ولادت کریمہ ۱۲۰۹ھ کو مارہرہ شریف میں ہوئی۔آپ نے اپنے عم مکرم حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہ کے خلفاء مولانا الشاہ عبد المجید

صاحب اور حضرت مولانا الشاہ سلامت صاحب علیہ الرحمہ علوم ظاہری کی ابتدا فرمائی اور حضرت مولانا نورو مولانا انوار فرنگی محلی اور حضرت مولانا الشاہ عبدالعزیز دہلوی وغیرہم اکابر علماء سے تکمیل کو پہنچایا۔

آپ کے ایک صاجزادے سید شاہ ظہور حسن صاحب جن کی ولادت ۱۲۲۹ھ میں ہوئی والد ماجد ہیں حضرت قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین حضرت سیدنا السید الشاہ ابو الحسین نوری کے۔ سید ابو الحسین احمد نوری کی ولادت ۱۲۵۵ھ ہے۔ آپ نے دو عقد فرمائے مگر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ خلافت و بیعت آپ کو اپنے جد امجد سے تھی۔ علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل مولانا نور احمد صاحب بدایونی، مولانا محمد سعید صاحب بدایونی، حضرت مولانا عبد القادر صاحب بدایونی، حضرت مولانا فضل رسول بدایونی اور مولانا احمد حسن صاحب صوفی مراد آبادی سے فرمائی۔ اور تربیت و تعلیم علوم باطنی اپنے جد امجد اور اپنے گھر کے اکابر خلفاء مثل مولانا الشاہ فضل رسول صاحب بدایونی اور شاہ شمس الحق عرف تنکا شاہ صاحب بخاری سے پائی۔

آپ کے بہت خلفاء اور ہزارہا مرید ہیں۔ آپ کا وصال شریف مارہرہ میں گیارہ رجب المرجب شنبہ ۱۳۲۴ھ میں ہوا۔ اور دالان پائیں گنبد حضرت سید شاہ برکت اللہ قدس سرہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی تصانیف و تالیف سے چند رسائل تکسیر و عقائد و آداب مریدین و اوراد اذکار و اشغال و اعمال فقہ میں ہیں۔ سراج العوارف مطبوعہ کا ترجمہ آپ کے روبرو ہے آپ شعر بھی کہتے تھے۔ اول تخلص سعید فرماتے تھے پھر نوری کرلیا۔ (تاریخ خاندان برکات)

الحمد للّٰہ وکفی والصلاۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما علی سید الأکارم الشرفاء الذي فاق العالمین فضلا وشرفا سیدنا ومولانا محمدن المصطفی وعلی آله وصحبه الأطائب اللطفا خصوصا علی النواب الأربعة الخلفاء أمراء المسلمین وسادات الحنفاء وعلی جمیع من تابعهم في الصدق والصفا من الأولیاء الکرام البررة العرفا والعلماء العظام معادن الوفا الذین رأسوا الأمة وبذلوا الهمة فکشفوا الغمة وأقاموا الحجه فأوضحوا المحجة وأزالوا الخفا فزادوا الکفرة والضالة الفجرة حسرة وأسفا وعلینا معهم صلاۃ وسلاما فیهما من کل داء شفاء أما بعد!

تمام تعریفیں اللہ جل شانہ کی جو کافی ہے اور درود و سلام ہوں اس کے چُنے ہوئے بندوں پر خصوصاً شرافت و بزرگی والے سخیوں کے اس سردار پر جو فضل و بزرگی میں تمام جہانوں والوں سے فوقیت لے گئے ہمارے سردار، ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) آپ کی طیب و طاہر محسن و مہربان آل و صحابہ پر اور خصوصاً آپ کی نیابت کرنے والے چاروں خلفاء مسلمانوں کے بادشاہوں اور ہر دین باطل کو چھوڑ کر دین اسلام کی طرف مائل ہونے والے سرداروں اور پیشواؤں پر اور صدق و وفا میں ان کی اتباع کرنے والے تمام اولیاء کرام شایانِ حق صلحاء اور ایسے بزرگ علماء پر جو وفا کے معادن امت (مرحومہ) کے سردار ہوئے، جنھوں نے (استخراج مسائل میں) اپنی کوشش خرچ کی اور دقائق (باریک باتیں) کھولیں اور دلائل قائم کیے اور صراط مستقیم کو روشن و واضح کیا اور پنہائیوں (مخفی رازوں) کو دور کر کے کافروں، بدکاروں

کے افسوس و پشیمانی کو دو گنا کیا اور ان کی معیت میں ہم پر بھی رحمتیں برکتیں ہوں ان دونوں میں ہر بیماری سے شفا۔

امابعد!

تقصیر و کمی کا اقرار کرے والے سید ابوالحسین احمد نوری المعروف بہ میاں صاحب بن سید ظہور حسن قادری برکاتی احمد رسولی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ۔ اللہ تعالیٰ اسے یقین والوں کا راستہ چلائے اور (یقین \) والی جنتی نہر تک پہنچائے اور اسے موت تک اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائے اور پرہیزگاروں کی جماعت میں اس کا حشر فرمائے اور اسے اولین میں حق کو قبول کرنے والا اور بعد کے آنے والوں میں اس کا ذکر خیر جاری فرمائے۔ اپنے تمام اصحاب (مشائخ و مریدین \) کے ساتھ۔ آمین

اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے رسولوں کے سردار حضرت محمد (ﷺ) آپ کی آل پاک اور تمام صحابہ کرام پر۔

یہ سر دست، مختصر سا (لیکن نافع اور دل چسپ) رسالہ حاضر ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل کے ساتھ مسئلہ تفضیل کو ظاہر کرے گا اس طرح نقاب کشائی کرے گا اور جہاں کو روشن کرنے والے آئینہ سے ادھر اُدھر کی غبار کے زنگ کو دور کر کے درمیانہ راستہ (صراط مستقیم افراط و تفریط سے پاکی والا) دکھائے گا۔

اس نظم لطیف و سخن منیف کی تالیف و تصنیف کا سبب دو مختلف فرقوں کی بے جا شورش بنی ہے جو کہ عصبیت (بے جا ظرف داری) کے نشہ میں صحیح راستہ (اہل سنت و جماعت) کو ہاتھ سے کھو بیٹھے اور مقصود (غرض فاسد) کی طلب میں کہاں سے کہاں بڑھ گئے۔

ایک فرقہ حضرات شیخین کی تمام وجوہ سے تفضیل ثابت کرتا ہے اور نجاۃ

الہالکین امام السالکین اسد اللہ الغالب سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے فضائل جمیلہ کو اور خصائص جلیلہ کو یک لخت (معاً) بھُلا دیتا ہے۔

اے پروردگار! شاید ان کی غلطی کا منشا لفظ فضل کلی ہو جو کہ انہوں نے علماء کے کلمات میں دیکھا اور اس سے فضل من جمیع الوجوہ سمجھ بیٹھے۔(۱)

اور دوسرا فرقہ (تفضیلی) تفریط جیسے ہلاکت والے مقام میں جا پڑا۔ اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی تفضیل کو بے جا محل پر منطبق کرتا ہے اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے ظاہر و باہر فضل و بزرگی اور شرف کو ھوائے نفس (نفسانی خواہش) کی بنا پر ایک دوسری قسم پر محمول کرتا ہے۔(۲)

شاید وہ نہیں جانتا کہ حضرت صدیق و فاروق (رضی اللہ عنہما) کی تفضیل (افضلیت) موثوق (مضبوط بدلائل) کتاب (اللہ) کی آیات اور جناب رسالت مآب (علیہ التحیۃ والسلام) کی احادیث صحابہ (کرام) کے اجماع اور (جناب) ابو تراب حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی تصریحات جلیلہ اور بارگاہ خداوندی میں مقبول بندوں کے کلمات طیبات (رب الارباب جل جلالہ وصلی اللہ علی النبی الاکرم وعلیہم اجمعین وبارک وسلم) سے بنا محکم اور اساس مستحکم کی طرح مضبوط ہے۔

پس سوائے مخالف کے اختلاف کا نقصان کس پر لگائے، ان حوادث کا چارہ (علاج و تدبیر) اور مباحث کی تنقیح علماء کے کلمات سے ظاہر کرتا ہے۔ فقیر کو اس عجالہ میں انہی فرقوں کے ساتھ کام پڑا ہے (ان سے چند باتیں کرنی ہیں) جو جہالت کی بنا پر یا تجاہلاً، حضرات صوفیہ صافیہ کو اس مسئلہ میں اپنا ہم زبان اور تفضیل شیخین کے (عقیدہ) سے دور کہہ دیتے ہیں۔ حاشا وکلا ہرگز یہ ایسا نہیں۔ (وہ علماء صوفیا کرام اس باطل عقیدہ

سے پاک ہیں)

تصوف تو صرف قرآن وسنت کی اتباع کا نام ہے اور جو کوئی اس کے (قرآن وسنت) کے خلاف راستہ نکالتا ہے تو وہ شیطانی وسوسہ ہے، جو ابلیس خبیث کی تلبیس کی وجہ سے (پیدا) ہوا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ (اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے)

آخر (کیا) تو نے نہیں سنا؟ کہ حضرت مولی المسلمین امام الواصلین (حضرت سیدنا علی) کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے تفضیل شیخین کو کس قدر واضح رنگ میں رنگا (صراحتاً بیان کیا)۔ اور اس (عقیدہ) کے منکرین کو کیفر کرادر تک پہنچایا۔

پس حضرات صوفیا (کرام) تو ان کی غلامی کے سوا سانس بھی نہیں لیتے اور ان کی غلامی (اتباع فرماں برداری) سے گردن بھی نہیں پھیرتے۔) چہ یعنی کیوں اور کیا وغیرہ سوال تک نہیں کرتے) لہٰذا ان اکابر کی برأت اور اظہار حق کی تجدید کو ظاہر کرنے کے لئے یہ چند ورقے صرف ان عظماء (بزرگ ہستیوں) کے کلام سے میں جمع کر رہا ہوں اور حضرات خلفاء کی مبارک عدد کی نسبت سے تبرک کے طور پر چار فصل پر تقسیم (کرتا ہوں اور) "دلیل الیقین من کلمات العارفین" (تاریخی عدد ۱۲۹۸ھ) کے نام ساتھ موسوم کرتا ہوں۔

پہلی فصل: شیخین کی تفضیل یعنی فضل کلی اجمال کے طریقہ پر۔

دوسری فصل: شیخین کی بالتعین تفضیل ذاتی ولایت و مرتبہ کاملیت میں۔

تیسری فصل: حضرت مولیٰ علی کی تفضیل تعدیہ ولایت اور مرتبہ مکملیت میں

چوتھی فصل: خلاصہ کلام اور کتاب کے لب لباب میں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ التوکل وبہ الاعتصام

پہلی فصل:

شیخین کی افضلیت کلی کے اجمالاً بیان میں:

عرفاء کے سرتاج ہمارے آقا و مولیٰ جناب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے چند ارشادات صحیح بخاری شریف میں سے جو کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب ہے۔ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کی! "أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ-صلى الله عليه وسلم- قَالَ أَبُو بَكْرٍ. قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ"

(الجامع الصحیح للبخاری مناقب اصحاب النبی ﷺ ج ا،ص ۵۱۸، مطبوعہ کراچی)

کہ نبی کریم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابو بکر۔ میں نے عرض کی پھر کون؟ تو فرمایا: حضرت عمر۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

وہ (حضرت محمد بن حنفیہ) منبع ولایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بطریقہ تواتر روایت کرتے ہیں۔ (۳)

کہ آپ نے فرمایا!

افضل هذه الأمة بعد نبيها صلى الله عليه وسلم أبو بكر و بعد أبي بكر عمر۔ کہ اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر ہیں اور حضرت ابو بکر کے بعد سب سے افضل حضرت عمر ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند شریف میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا!

<u>إن عليا كرم الله تعالى وجهه صعد المنبر فحمد الله تعالى وأثنى عليه</u>

وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال خیر هذه الأمة بعد نبیها أبو بکر والثانی عمر۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بجالانے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے اور آپ پر درود شریف بھیجنے کے بعد فرمایا۔ اس امت میں نبی کریم (ﷺ) کے بعد سب لوگوں سے بہتر (افضل) حضرت ابو بکر ہیں۔ ان کے بعد دوسرا مرتبہ حضرت عمر کا ہے۔ (افضلیت میں)۔

امام دار قطنی عبد بن حمید اور ابو ذر ہروی مختلف طرق سے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا)

دخلت علی علی فی بیته فقلت یا خیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال مهلاً أبا جحیفة ألا أخبرك بخیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم أبو بکر ثم عمر إلی آخره۔

(الصواعق المحرقہ الباب الثالث الفصل الاول ص ۸۵ مطبوعہ مکتبۃ النوریہ الرضویہ لاہور۔ الفتح المبین ص ۶۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اپنے دولت خانہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے کہا رسول اللہ (ﷺ) کے بعد تمام لوگوں سے بہترین کون ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ابو جحیفہ!۔۔۔ (صبر سے کام لو) خبردار! میں تجھے بتاتا ہوں کہ رسول اللہ (ﷺ) کے بعد تمام لوگوں سے بہتر (افضل) حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ الیٰ آخرہ

امام دار قطنی نے حضرت ابو جحیفہ سے روایت کی ہے!

أنه كان يرى أن عليا أفضل الأمة فسمع أقواما يخالفونه فحزن حزنا شديدا فقال له بعد أن أخذ يده وأدخله بيته ما أحزنك يا أبا جحيفة فذكرله فقال له ألا أخبرك بخير الأمة خيرها أبو بكر ثم عمر قال أبو جحيفة فأعطيت الله تعالى عهدا لا أكتم هذا الحديث بعد أن شافهني به علي ما بقيت۔

ان کا خیال تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے افضل ہیں تو انہوں نے لوگوں کو اس کی مخالفت کرتے ہوئے سنا تو سخت رنجیدہ (پریشان) ہوئے۔ حضرت مولی علی ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے گھر لے گئے اور فرمایا کس چیز نے تجھے پریشان کیا ہے؟ تو انھوں نے اپنی (مذکورہ) رائے کے ساتھ لوگوں کی مخالفت کا ذکر کیا تو حضرت مولائے کائنات نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتا دوں کہ امت میں سب سے بہتر (افضل) کون ہے۔ (پھر فرمایا) سب سے بہتر (افضل) ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر (رضی اللہ عنہما)۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر لیا ہے (قسم اٹھا لی ہے) جب تک زندہ رہوں گا اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا، بعد اس کے حضرت علی نے بالمشافہ مجھے ایسا فرمایا ہے۔

(الصواعق المحرقہ، الباب الثانی، ص ۱۷۸، السنۃ لعبد اللہ بن احمد حنبل رقم الحدیث ۱۳۷۸ دار ابن القیم الدمام، تاریخ ابن عساکر، باب اخبرنا ابو سعد احمد، ص ۲۰۴ تا ۴۴۲ دار الفکر بیروت)

ونیز دار قطنی در سنن و ابو عمر بن عبد البر در استیعاب از حضرت مولی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ راوی لا أجد أحدا فضلني على أبي بكر وعمر إلا جلدته حد المفتري۔

نیز امام دار قطنی نے سنن میں اور امام ابوعمر بن عبد البر نے استیعاب میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا یعنی میں جسے پاؤں کہ وہ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہو تو میں اس کو الزام تراشی کی سزا ۸۰ کوڑے ماروں گا۔

(فضائل الصحابۃ لامام احمد، رقم الحدیث ۴۹، ص ۲۴ دار الکتب العلمیہ بیروت، المؤتلف والمختلف للدار قطنی، ج ۳، ص ۹۲ بیروت، الصواعق المحرقہ ص ۹۱ دار الکتب العلمیہ بیروت، کنز العمال فضائل الصحابہ، ج ۱۳، ص ۱۴، رقم الحدیث ۳۶۱۵۲ دار الکتب العلمیہ بیروت، الفتح المبین ص ۶۳ دار الفکر بیروت)

(ف) امام ابوعبداللہ ذہبی گوید کہ ایں حدیث صحیح ست۔ (۴)

(فائدہ) امام ابوعبداللہ ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

ابو القاسم طلحی در کتاب السنۃ روایت می کند علي رضی اللہ تعالیٰ عنہ را خبر رسید کہ برخی از مردمان او را بر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما تفضیل می دیند۔ پس بالائے منبر رخت و پس از حمد و ثنا فرمود:

یا أیها الناس أنه بلغنی أن أقواما یفضلونی علی ابی بکر و عمر ولو کنت تقدمت فیه لعاقبت فیه فمن سمعته بعد هذا الیوم یقول هذا فهو مفتر علیه حد المفتری۔

امام ابو القاسم طلحی کتاب السنہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ آپ کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم پر افضل بتاتے ہیں (یہ سن کر) آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالانے کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! مجھے خبر

پانچویں ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر وعمر سے افضل کہتے ہیں۔اس بارے میں اگر میں نے پہلے حکم سنادیا ہوتا تو یقیناً میں سزا دیتا(لیکن) آج کے بعد جسے ایسا کہتا ہوا سنوں گا وہ مفتری ہوگا اس پر ۸۰ کوڑوں کی سزا لازم ہے۔

(کنز العمال فضائل الصحابہ، ج ۱۳،ص ۱۱، رقم الحدیث ۳۶۱۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت، جامع الاحادیث، ج ۱۶،ص ۲۲۲، رقم الحدیث ۷۷۳۵ دار الفکر بیروت، ازالۃ الخفاء، ج ۱،ص ۶۸ مطبوعہ لاہور، الفتاوی الرضویہ، ج ۲۸،ص ۴۸۱ طبع لاہور، الفتح المبین ص ۶۳ دار الفکر بیروت، الاعتقاد والھدایہ للبیہقی، ج ۱،ص ۳۶۱، مطبوعہ دار الافاق الحدیدہ بیروت، شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ رقم الاثر ۲۶۷۸، ج ۲،ص ۳۴۴ دار الحدیث قاھرہ، السنۃ لابن ابی عاصم رقم الحدیث ۹۹۳، ج ۲،ص ۳۷۹ المکتبۃ الاسلامی بیروت)

درحیاۃ السالکین خطبہ حضرت مولی در تفضیل شیخین روایت می کنند:

اعلموا أن خیر الناس فی ھذہ الأمۃ بعد نبیھا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولم یکن احد اولیٰ بالاسلام ولا احبّ الی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ولا اکرم علی اللہ عزوجل فی ھذہ الأمۃ بعد نبیھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منہ ولا خیر منہ ولا أفضل فی الدنیا والأخرۃ منہ ثم أن خیر الناس فی ھذہ الأمۃ بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وسلم وبعد أبی بکر الصدیق عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورین ثم انا وقد رمیت بھا فی رقابکم وراء ظھور رکم فلا حجۃ لکم علی اللہ عزوجل وانا استغفر اللہ تعالیٰ لی

ولکم ولجميع اخواننا و بلغ ثم عليا رضی الله تعالی عنهم أن عبد الله بن سبا يفضله علی أبي بكر و عمر رضی الله تعالی عنهما فقال والله لهممت بقتله فقيل له رجل أحبك اتقتله فقال لا جرم والله لا يساكنني في بلدة أنا فيها فنفاه۔

ترجمہ: حیاۃ السالکین میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے افضلیت شیخین کے بارے میں آپ کا خطبہ روایت کرتے ہیں (کہ آپ نے ارشاد فرمایا) جان لو! اور آگاہ ہو جاؤ (اے لوگو!) اس امت میں نبی کریم (ﷺ) کے بعد سب لوگوں سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان سے زیادہ اسلام کے نزدیک کوئی نہیں اور نہ ہی ان سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو کوئی محبوب ہے اور اس اُمت میں ان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عزت و بزرگی والا نہیں اور اس اُمت میں نبی کریم (ﷺ) کے بعد کوئی اُن سے بہتر بھی نہیں اور نہ دنیا و آخرت میں اُن سے کوئی افضل ہے پھر اس اُمت میں نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل و بہتر حضرت عمر ہیں پھر حضرت عثمان ہیں اور پھر میں ہوں میں نے مار دیا اور اسی بات کا تیر تمہاری گردنوں (کی طرف) میں پھینک دیا اور تمہارے پیچھے بھی۔ (تمہارے بعد آنے والوں کے لیے)

(یعنی اس مسئلہ کو میں نے بہت وضاحت کے ساتھ تو آشکارا کر دیا ہے اور تمہارے ہر حاضر و غائب کے لئے ہر اعتبار سے مسئلہ کو ظاہر اور روشن کر دیا ہے تا کہ کوئی یہ نہ کہے میں یہ (مسئلہ افضلیت خلفاء) نہیں جانتا یا مجھے اس کا علم نہیں یا مجھے مبہم معلوم تھا کہ سمجھنے میں غلطی لگ گئی)۔ پس اللہ تعالیٰ کے ہاں افضلیت کی اس ترتیب کے انکار میں تمہارے

پاس کوئی حجت (بہانہ) نہ رہے۔ پھر فرمایا: میں اپنے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتا ہوں اور تم سب اپنے بھائیوں کے لیے بھی۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن سبا آپ کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر افضلیت دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں اس کو قتل کردوں۔ کسی شخص نے عرض کی۔ (یا حضرت) وہ تو آپ سے محبت کرتا ہے اور آپ اس کو قتل کریں گے؟! آپ نے فرمایا: اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ قسم بخدا وہ اس شہر میں نہیں رہ سکتا جس میں ہوں (تو راوی کہتے ہیں) کہ آپ نے اس کو شہر بدر کردیا۔ (۵)

(الفتح المبین، ص ۶۹ دار الفکر بیروت) یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ ان کتب میں بھی موجود ہے (الریاض النضرۃ، ص ۲۶۲ تا ۲۶۵، ج ۱ مطبوعہ لاہور، کشف الاستار وغیرہ)

امام ابو حنیفه کوفی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه که از اکمل اولیائے کاملین ست و از معرفت ذاتیه ولایت معتد به بهره وافی داشت در فقه اکبر می فرماید: أفضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم أبو بكر الصديق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهم اجمعين۔

ترجمہ: امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیاء کاملین میں سے اکمل تھے۔ معرفت الٰہی اور قرب ذات باری تعالیٰ سے ایک وافر حصہ رکھتے ہیں۔ آپ (رضی اللہ عنہ) فقہ اکبر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر ابن الخطاب، پھر حضرت عثمان بن عفان، پھر حضرت علی بن

ابی طالب ہیں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔(٦)

(فقہ اکبر،ص ٦،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

در غنیۃ الطالبین شریفہ کے شہرت بذات پاک حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارد مذکورست:

أفضل أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله تعالی عنهم،

وہمدراں در ذکر عقائد روافض فرماید:

ومن ذلك تفضيلهم عليا على جميع الصحابة،

یعنی از عقائد روافض ست تفضیل دادن ایشاں مر علي را بر ہمہ صحابہ ہمدرانست۔

إنما قيل لها الشيعة لأنها تشيعت عليا وفضلوه على سائر الصحابة.

یعنی شیعہ را شیعہ ازاں گفتند کہ ایشاں خود را بزور در سلک محبان علی کشیدندواورا بر ہمہ صحابہ بزرگ داشتند۔

غنیۃ الطالبین شریف جوکہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہے اس میں مذکور ہے کہ تمام لوگوں سے افضل حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔اور اسی میں روافض کے عقائد کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ ان کے عقائد یہ بھی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام پر افضلیت دیتے ہیں اور اسی میں یہ بھی ہے کہ (رافضیوں کو) شیعہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے وہ اپنے آپ کو بتکلف حضرت علی کے گروہ میں داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور حضرت علی کو تمام صحابہ پر افضلیت دیتے ہیں۔(٧)

امام حجة الاسلام غزالی قدس سرہ الوالی کہ از اکابر عارفین بود نش

ہمچو ماہ نیم ماہ و مہر نیم روز روشن ست در کتاب قواعد العقائد فرماید

افضل الناس بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أبو بكر ثم عمر ثم

عثمان ثم علي رضي الله تعالي عنهم

پس ترمی گوید

فمن اعتقد جميع ذلك موقنا به كان من أهل الحق وعصابة السنة

وفارق رهط الضلال وحزب البدعة۔

ترجمہ: حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ العالی اکابر عارفین میں سے تھے (وہ) نصف النہار اور روز روشن کی طرح اپنی کتاب قواعد اعقائد میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم (ﷺ) کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں۔ پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان اور حضرت علی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: پس جس شخص نے بھی اس سب پر اعتقاد رکھا یقین کے ساتھ وہ اہل حق اور اہل سنت و جماعت سے ہو گیا۔ اور گم راہ گروہ اور بدمذہبوں کی جماعت سے علیحدہ ہو گیا۔

(احیاء علوم الدین کتاب قواعد العقائد، ج ۱، ص ۱۲۶، دار الحدیث قاھرہ، مجموعہ رسائل الامام الغزالی، ص ۱۶۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(فائدہ): امام غزالی کے اس کلام یہ بات ظاہر ہے کہ وہ تفضیل شیخین کی قطعیت کی طرف راہ دکھاتا ہے اور یہی امام اہل سنت ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا مختار مذہب ہے (کہ تفضیل شیخین کا عقیدہ قطعی ہے) کہ اہل سنت نے ان کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا ہے اور وہ اشاعرہ کہلاتے ہیں۔ (۸)

اور امام مدینہ مالک بن انس کا بھی یہی مسلک ہے۔اور اس عقیدہ پر ہمارے مشائخ بھی تھے۔اور ہمارے نزدیک بھی یہی مقبول و پسندیدہ ہے۔حضرت والا جدی وشیخی ومرشدی سیدنا آل الرسول الاحمدی قدس سرہ العزیز کے متعلق میں نے سنا کہ وہ اپنے استاد جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے تفضیل شیخین قطعی ہے یا فرمایا کہ قطعی کے قریب ہے شک فقیر کی جانب سے ہے اور فقیر کے دوسرے اقربا میں سے ثقاہت کے ساتھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت والا سے سو سے زائد بار سنا ہے کہ آپ بغیر کسی تردد کے فرماتے تھے۔تفضیل شیخین قطعی ہے۔(۹)

فقیر مؤلف عفی اللہ تعالیٰ عنہ کہتا ہے اگر تفضیل شیخین ظنی بھی ہو تب مفضلہ (تفضیلیہ) کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔کیا جو چیز قطعی نہیں ہوتی اس کا انکار جائز ہو جاتا ہے۔

اے عزیز! اگر تفضیل قطعی ہو تو فرض کے مرتبہ میں ہے اور اگر تو ظنی فرض کر لے تو (بھی) وجوب کے مرتبہ (جگہ) میں ہے۔اگر فرض و واجب کا ترک استحقاق عذاب بندہ کے گناہ گار ہونے کے اندر دونوں برابر ہیں۔(۱۰)

اسی طرح مسئلہ کا اصول دین سے نہ ہونے کا کیا نقصان ہے؛ کیونکہ واجبات بھی تو اصول دین سے نہیں کیا اسی بنا پر تو ان کے ترک کو جائز سمجھے گا۔بات بڑھتی جارہی ہے پھر جس بحث میں ہم پہلے تھے اسی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ اکبر محی الملۃ والدین ابن عربی رسالہ "تذکرۃ الخواص وعقیدہ اہل الاختصاص" میں فرماتے ہیں! پس روشن ہوگیا اس کی وجہ سے جو ہم نے مسلسل کہا اور

بے در پے (لگاتار) بیان کیا یعنی روشن دلیلوں سے اختصار کے طور پر اور اجمال یہ ہے کہ حضرت ابو بکر بزرگ (افضل) ہیں اور صحابہ کرام میں سے مطلقاً افضل و بزرگ تر ہیں۔ اور سب سابقہ لوگوں سے افضل ہیں (اُمتیوں میں سے) اور تمام آنے والے لوگوں سے (بھی) انبیاء پیغمبروں علیہم السلام کے بعد۔

(تذکرۃ الخواص و عقیدہ اہل الاختصاص، ص ۶۱، مخطوطہ)

اور اسی رسالہ میں ہے! یعنی تحقیق کے ساتھ ہم نے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بزرگی (افضلیت) کو بیان کیا ہے اور آپ کی سرداری و فضیلت کو تمام صحابہ پر بیان کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ رائے میں تمام صحابہ سے وافر ترین ہیں اور فضل (بزرگی) میں ان سے کامل ترین ہیں اور نظر و رعایت میں ان سے بہت عمدہ ہیں۔ دین و اُمت کے لیے اور انتظام و تدبیر میں ان سب سے دانا ترین ہیں اور ہر اس چیز میں کہ جس میں مسلمانوں کی بھلائی ہے سب سے بہتر (افضل) ہیں۔ اور ہم نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ کے مقام و مرتبہ کو اور اکثر حالات میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے قبول فرمانے کو اور آپ کی شریعت کی عمدہ پاسداری اس صورت پر ہے کہ جو یہاں پر ذکر کیے جانے سے مستغنی ہے۔ اور وہ ایسے امام (مقتدا) ہیں کہ جن کی امامت پر اجماع منعقد ہے اہل سبقت (صحابہ کرام) کی قبولیت اور اُن کے اجماع اُن پر راضی ہونے اور اُن کی فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے۔

حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی قدس سرہ کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر زاد و مرید سلسلہ کے مالک ہیں، آداب المریدین میں عقائد صوفیہ کے بیان میں فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر افضل البشر

ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں کہ! پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے! ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبیین والمرسلین علی ذی البهجة خیر من ابی بکر۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد حضرت ابو بکر سے بہتر کسی ذات پر آفتاب نہ ہی طلوع ہوا اور نہ ہی غروب۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل ذکر صحابہ و فضلهم، ج ۱۱، ص ۲۵۴ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ فضائل الصحابہ، ص ۴۲ رقم ۱۳۵ دار الکتب العلمیہ بیروت)

لم یفضلکم ابو بکر بکثرة صیام ولا صلوة وانما فضلکم بشیء وقر فی صدره۔

ابو بکر (رضی اللہ عنہ) تم سے کثرت روزوں اور نماز کی وجہ سے فضیلت نہیں لے گئے بے شک وہ فضیلت لے گئے (ایک چیز سے) جو اُن کے سینے میں ڈال دی گئی وہ تعظیم خداوند تعالیٰ ہے۔

(نوادر الاصول، ج ۳، ص ۵۵ مطبوعہ بیروت، احیاء العلوم، ج ۱، ص ۳۷ دار الحدیث قاھرہ، الاجوبة المرضیة، ج ۳، ص ۱۱۴۷ مطبوعہ ریاض)

پہلا وہ شخص کہ جس نے پیغمبر ﷺ کی تصدیق کی ہے اور اُن پر ایمان لایا ہے وہ حضرت ابو بکر ہیں پس یہ سنت حسنہ (اچھے طریقے کی بنیاد) آپ نے رکھی ہے پس جو کوئی پیغمبر ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور آپ کی تصدیق کرتا ہے تو وہ حضرت صدیق کی سنت پر عمل کرتا ہے۔ پس اُس تصدیق اور ایمان لانے کے ساتھ جو ثواب تمام اُمت کو دیا جاتا ہے تنہا آپ کو بھی (اس سے حصہ) ملتا ہے کیونکہ یہ آپ کی سنت ہے پس

اسی وجہ سے انبیاء ورسل علیہم السلام کے بعد یقیناً تمام اُمت پر فضیلت آپ ہی کو حاصل ہے۔ ''قولہ ثم عمر'' پس حضرت ابوبکر کے بعد تمام لوگوں سے بہتر (افضل) حضرت عمر ہیں ''قولہ ثم عثمان'' پس حضرت ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہم) کے بعد تمام لوگوں میں بہتر (افضل) حضرت عثمان ہیں ''قولہ ثم علی'' پس حضرت ابوبکر و عمر و عثمان ذی النورین (رضی اللہ عنہم) کے بعد سب سے بہترین (افضل) حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں

(انتہی ملخص)

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے ملفوظات ''معدن معانی'' کے دسویں باب میں درذکر فضل صحابہ برجملہ امم (صحابہ کی تمام اُمتیوں پر فضیلت) فصل ذکر درمناقب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا و عمارت روضہ متبرکہ میں ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے بس فقیر نے عرض کی کہ صحابہ کرام کی فضیلت تمام مومنین پر اسی صحبت (صحابیت) کی فضیلت ہے اور پس یہی کافی ہے۔

یا دوسری صفات میں ہے؟ جیسے علم، عبادت، زہد و تقوی و توکل اور ان صفات کے علاوہ بندگی۔ مخدوم معظمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مسئلہ کا مکمل جواب یہ ہے کہ تمام مخلوق سے افضل تر مطلقاً حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کے بعد ساری مخلوق میں سے افضل انبیاء ورسل صلوات اللہ علیہم ہیں اور انبیاء و رسولوں کے بعد سب بنی آدم میں سے افضل اُمت محمدیہ ہے اور اُمت محمدیہ میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں آپ کے بعد حضرت عمر بن خطاب ہیں اور آپ کے بعد حضرت عثمان ہیں اور آپ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

اور دوسرا یہ بھی جاننا چاہیے کہ خواص بنی آدم یعنی انبیاء ورسل علیہم السلام خواص ملائکہ

سے افضل ہیں اور خواص ملائکہ جیسا کہ حضرت جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل عوام بنی آدم سے افضل ہیں اور عوام بنی آدم عوام ملائکہ سے افضل ہیں یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

اب ہم اس مطلب کو بیان کرتے ہیں جو پوچھا کہ تمام مومنین پر صحابہ کرام کی فضیلت ہی صحبت کی فضیلت ہے پس کافی ہے یا دوسری صفات میں جیسا کہ علم تقوی، زہد؟

جب حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا ہے!

"اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم"۔

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں پس تم نے جس کی پیروی کی ہدایت پا گئے۔

یہ عموم پر ہے جیسے کہ تمام صحابہ پر خلفاء اربعہ کی اقتداء واقع ہوئی۔ پس دوسروں کی ہدایت ان کی اقتداء کے ساتھ مقید آئی۔ اور بہر صورت مقتداء مقتدی سے افضل ہوتا ہے اور تمام معانی میں تقاضا کرتا ہے پس صحابہ کرام کو جیسا کہ صحبت کی فضیلت حاصل ہے تمام معانی میں بھی فضیلت حاصل ہے اگر چہ صحابہ کرام تمام معانی کے ساتھ موصوف ہیں جیسا علم تقوی زہد ورع و توکل اور ان کی مثل دیگر صفات میں لیکن صحبت کا اثر اور اس کے فوائد دوسری تمام صفات سے بالا و برتر ہیں۔ صحابہ کرام کو صحبت کی طرف صرف منسوب کرتے ہیں نہ کہ دوسری صفات کی طرف جیسا کہ کہتے ہیں صحابہ رسول (ﷺ) پس اولیاء اللہ میں سے دوسروں کو صحبت کی صفت کے علاوہ دوسری صفات میں موصوف کرنا ممکن اور جائز ہے۔ البتہ جو دولت اور نعمت صحبت میں ہے خاص اسی صحبت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ عبادت اس کو کیسے حاصل کر سکتی ہے (یعنی

شرف صحابیت کو)

مخدوم عظمہ اللہ جب اس حرف پر پہنچے یہ شعر زبان مبارک سے پڑھا

ماہ من گر تو مرا کس نہ کنی من چہ کنم　　سنگ بے تربیت لعل شدن نتواند

اے میرے محبوب اگر تو مجھ کو کوئی چیز نہیں بنائے گا تو میں کیا کر سکتا ہوں کیونکہ بغیر تربیت کے پتھر لعل (ہیرا) بنانا ناممکن ہے۔

حضرت سلطان نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز اپنے ملفوظات قدسی صفات افضل الفوائد میں ذکر کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق کیوں کہتے ہیں؟ اور یہ بھی مبارک جملہ ذکر کرتے ہیں کہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ (یاروں) سے افضل تھے۔ نیز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس تشریف لائے تو جو کچھ فرمایا حضرت صدیق نے اس کی تصدیق کی اور اسے (سب لوگوں کے سامنے) درست کہا اور آپ کی سچائی کی بہت سی باتیں (مشہور) تھیں۔ انتہی ملخصاً

حضرت سیدنا مقتداء شریعت و طریقت راس الاکابر والاماجد حضرت سید عبد الواحد بن سید ابراہیم بلگرامی قدس سرہ السامی کہ فقیر کے بزرگوں اور مشائخ سے ہیں اپنی کتاب سبع سنابل شریف میں اس مسئلہ (افضلیت) کو تنقیح بلیغ و توضیح بدیع کے ساتھ ظاہر (بیان) کرتے ہیں۔ یہ کتاب ہمارے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے روشنی اور خطیرۃ القدس سے خزانہ ہے۔ اور اس کے اعلیٰ حروف میں (ہر) حرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہو چکا ہے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی اس دربار میں بڑی قدر و منزلت اور بلند مقام ہے۔

حضرت سیدی وجدی تاج العاشقین حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہ الشریف کاشف الاستار شریف میں حضرت مولائے موصوف (عبدالواحد بلگرامی) کے ذکر میں فرماتے ہیں سلوک وعقائد میں آپ کی مشہور تصنیف کتاب سنابل حاجی حرمین سید غلام آزاد سلمہ اللہ مآثر الکلام میں لکھتے ہیں جس وقت ۱۱۳۵ھ میں رمضان المبارک میں مؤلف اوراق نے دارالخلافہ شاہ جہان آباد میں شاہ کلیم اللہ چشتی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت کی۔ میر عبدالواحد کا ذکر درمیان کلام میں آگیا، حضرت شیخ نے کافی دیر میر صاحب کے فضائل ومناقب کہے اور فرمایا کہ ایک رات میں مدینہ منورہ میں اپنے بستر پر لیٹا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں اور سید صبغت اللہ بروجی اکٹھے رسول اللہ ﷺ کی مجلس اقدس میں حاضر ہیں آپ کی مجلس اقدس میں ایک شخص حاضر موجود ہے اور آپ اس کی طرف نظر کرم کرتے ہوئے مسکرا رہے ہیں اور اس سے باتیں کر رہے ہیں اور اس کی طرف بھرپور توجہ فرما رہے ہیں جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے سید صبغت اللہ سے پوچھا یہ شخص کون ہے جس کی طرف حضور اقدس ﷺ اس قدر توجہ فرماتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ یہ میر عبدالواحد بلگرامی ہیں اور ان کی اس قدر احترام کی وجہ یہ ہے کہ کتاب سنابل (ان کی تصنیف) نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ہوئی ہے۔ انتہی۔ ہمارے سردار کا کلام ختم ہوا۔

(کاشف الاستار، ص ۴۲، اصح التواریخ، ج ۱، ص ۱۶۸، مآثر الکلام، ص ۲۹ بحوالہ الفتاوی الرضویہ، ج ۲۸، ص ۴۸۶ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مصنف نے اپنی بزرگی والی کتاب اور اس عظیم سفر میں تفضیل شیخین کے مسئلہ کو ایسی تفصیل کا رنگ دیا ہے کہ مخالف منصف کے لیے توبہ ورجوع

کارجز پڑھنے کے ماسوا کوئی راستہ ہی نہیں چھوڑا۔

فقیر مولف (شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ) چیدہ چیدہ عبارتیں ذکر کرتا ہے۔

(میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ) نے فرمایا کہ!

اسی پر اجماع ہے کہ انبیاء (علیہم السلام) کے بعد تمام انسانوں میں افضل ابو بکر صدیق ان کے بعد عمر فاروق ان کے بعد عثمان ذون النورین اور ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(سبع سنابل سنبلہ اول درعقائد ومذاہب،ص ۷ مطبوعہ النوریہ الرضویہ لاہور)

انہوں نے فرمایا: امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ سے مذہب اہل سنت و جماعت (۱۱) (کی نشانی کے بارے میں) پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

وتفضیل الشیخین وتحب الختنین وتری المسح علی الخفین۔
شیخین کو افضل جاننا، ختنین کے ساتھ محبت رکھنی اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا۔

(سبع سنابل،ص ۹،۱۰ مکتبہ النوریہ الرضویہ لاہور)

یعنی ختنین (حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہم) کی فضیلت شیخین کی فضیلت سے کم تر ہے بے کسی نقصان وکمی کے اور شیخین کی محبت ختنین کی محبت کے ساتھ برابر ہے، بغیر کسی فرق ونقصان کے۔صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور تمام علمائے امت کا اسی عقیدہ پر اجماع واقع ہو چکا ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ مخدوم قاضی شہاب الدین نے تیسیر الاحکام میں لکھا کہ جو شخص امیر المؤمنین علی (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ (برحق) نہیں جانتا وہ خارجیوں میں سے ہے۔

(۱۲)

اور جو کوئی ان کو (حضرت علی) امیر المؤمنین ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) پر افضلیت دیتا ہے۔ وہ رافضیوں میں سے ہے۔

(سبع سنابل، ص ۱۰ مکتبہ النوریہ الرضویہ لاہور) انتھی ملخصاً و باقی تکملاً۔

انہوں نے فرمایا کہ میں کیا ہوں کہ اس جگہ دخل دوں۔ بہر حال مذہب اہل سنت و جماعت کو بیان کرتا ہوں کہ شیخین کو ختنین (حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما) اور تمام صحابہ پر فضیلت حاصل ہے۔

اور فرمایا: اے عزیز! اگرچہ شخص کی فضیلت کاملہ ختنین پر بہت زیادہ سمجھنی چاہیے مگر اس طرح نہیں کے تیرے دل میں ختنین کی فضیلت کاملہ کے قاصر و ناقص ہونے کا خیال گزرے بلکہ ان کے اور تمام صحابہ کے فضائل عقول بشریہ اور افکار انسانیہ سے بہت بلند ہیں۔

اور فرمایا: پس جب انبیاء جیسی صفات کے حامل صحابہ کرام کا اجماع واقع ہو گیا کہ شیخین کریمین افضل ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) بھی اس اجماع میں شامل اور متفق تھے۔ تو فرقہ تفضیلیہ نے خود اپنے اعتقاد میں غلطی کھائی ہے۔ میرا گھربار حضرت مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کے نام پر فدا اور میرے جان و دل آپ کے قدموں پر قربان ہوں۔ کون ازلی بد بخت ہے۔ جس کے دل میں محبت مرتضیٰ نہیں ہے اور کون ہے بارگاہ خداوندی کا دھتکارا ہوا۔ جو توہین مرتضیٰ کو روا رکھتا ہو مفضلہ (گروہ تفضیلیہ) نے گمان کیا ہے کہ محبت مرتضیٰ کا تقاضا آپ کو شیخین پر فضیلت دینا ہے اور وہ نہیں جانتے کہ آپ کی محبت کا ثمرہ آپ کے ساتھ موافقت ہے نہ کہ مخالفت۔ (۱۲)

(سبع سنابل، سنبلہ اول، ص ۱۷ مطبوعہ لاہور)

مفضلہ (تفضیلی گروہ) کیا فرماتے ہیں کہ حضرت مولا مرتضیٰ اور تمام صحابہ (کرام) حق کو چھپاتے رہے اور اظہار حق سے خاموش رہے؟

(سبع سنابل، ص ۱۷ مطبوعہ لاہور)

اور فرمایا جب مفضلہ (تفضیلی گروپ) دیکھتے ہیں شیخین کی فضیلت (افضلیت) کتاب (قرآن مجید) احادیث، اجماع صحابہ اور علماء امت کے اتفاق سے مستحکم (مضبوط) ہے تو اپنے فاسد (گم راہ کن نظریات) عقائد کو چھپا دیتے ہیں۔ (سنیت کا لیبل لگا لیتے ہیں اور ہر جگہ اس کو ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور جس جگہ (رافضیت پھیلانے کا) اختیار و طاقت پاتے ہیں تو ایمانی عقائد کو بگاڑنے کی کوشش کے ساتھ مسلمانی قواعد کی تخریب کی (اساس و بنیاد اور ادلہ شرعیہ میں بگاڑ پیدا کرنے کی) بنیاد رکھ دیتے ہیں۔ (۱۴)

(سبع سنابل، ص ۱۹ مطبوعہ لاہور)

اور فرمایا (پیری و مریدی) کے چودہ سلسلے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تک پہنچتے ہیں۔ یہ سلسلے اور خلفاء تک نہیں پہنچتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان خلفا نے کسی شخص کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا کہ اس کو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جگہ بٹھاتے۔ اس لیے کہ جب رسول اللہ (ﷺ) کے خلفاء موجود ہیں تو خلیفہ کے خلیفہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رسول کی جگہ (ظاہر ہوئے) بیٹھے اور جبکہ خلافت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) پر ختم ہوئی تو انہوں نے مجبوراً حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا اور اپنی جگہ پر بٹھایا پھر ان سے یہ سلسلے پیدا ہوئے جو سب مولیٰ علی تک پہنچتے ہیں۔ تو علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کی خلافت کی باری کا مؤخر ہونا یہ سبب بنا ہو۔ تمام سلسلوں کے آپ کی طرف لوٹنے کا اور اگر ان خلفا

میں سے کوئی اور متاخر ہوتا تو تمام سلسلوں کا مرجع وہی ٹھہرتا یہاں سے تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ یہ تفضیلی روافض اس قسم کی بے شمار بے ہودگیاں بکتے ہیں۔لیکن ان کے (روافض) کے بعض بڑے (پیشوا) یہ کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ ہمارے دادا ہیں۔اس وجہ سے ہم انہیں تمام خلفاء سے افضل سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے کو ان پر فضیلت نہیں دیتے۔لیکن میرے بھائی! افضل دینے کی فضیلت ان فضلا سادات کے ہاتھ میں نہیں کہ جس کو چاہیں فضل دے دیں۔اور جس کو چاہیں ایک دوسرے پر فضیلت نہ دیں بلکہ" ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء "۔یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

اے عزیز! تو ان کے فضائل کیا جانے پہچانے؟۔(۱۵)

(سبع سنابل،ص ۱۹۔۲۰،مطبوعہ لاہور)

چند باتیں نزہۃ الارواح سے اس ہستی کے خلوص وتخصیص پر جو" ثانی اثنین إذ هما فی الغار "(صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے) ہیں۔وہ تمام مہاجرین وانصار کے سردار ہیں۔

نبوی اسرار کے خزانہ اور مصطفوی انوار کے اترنے (وارد ہونے) کی جگہ ہیں وہی" قد أفلح المؤمنون "(بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے) (جیسی صفات کے مالک) قافلے کے سردار ہیں۔اور اس لشکر کے ساتھ شریک ہیں۔(وإن جندنا لهم لغالبون) (اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا۔(کنزالایمان)

وہ تجرید کے کمل میں کلیم صفت ہیں۔وہ خلیل سیرت اور گوشہ نشینی میں فرید یگانہ ہیں۔وہ آسمانی راز کے روشناس ہیں۔وہ معانی کے کعبہ کے محرم (واقف ہیں) آپ ثانی اثنین کے خاص ساتھی ہیں۔آپ کونین کے چاروں گوشوں کے سردار ہیں۔اور حکم

(فیصلہ) کی مسند میں عادل امیر ہیں۔آخری زمانہ میں (نبی کریم (ﷺ) کے بعد) پہلے امام (پیشوا) ہیں۔استقامت کے راستہ کے صدیق ہیں اور کرامتوں کی بلندیوں کے سردار۔مقام تجرید (گوشہ نشینی) میں ثابت قدم ہیں۔تمام اہل توحید کے دفتر کے سردار ہیں آپ کو یقین سے ثابت قدمی حاصل تھی۔

انہیں میں سے ایک حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) دین کے سپاہی تھے۔سب مقربین میں سچے تھے۔حق تعالیٰ کی قسم! ان کی طرح سبقت لے جانے والا کوئی نہ تھا اور آپ ہی عرب و عجم کی تعریف ہیں۔(آپ کی عدالت کی وجہ سے عربیوں اور عجمی مسلمانوں کو فخر حاصل ہے) اور (اہل) بطحا و حرم کا چین و آرام ہیں۔آپ صدق (سچائی) وصیانت (حفاظت و نگہبانی) کے کلمہ کے مظہر ہیں۔آپ شریعت و دیانت کے محلات کے معمار (آباد کرنے والے) ہیں۔آپ جہانبانی (بادشاہت) کے قاعدہ کے بانی ہیں اور خلافت کے تخت کے سلیمان ثانی ہیں۔

اوران میں سے ایک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو امام معصوم (بغیر کسی جرم کے آپ شہید کر دیئے گئے اور محفوظ عن الخطاء تھے) محترم (معزز) اور مرحوم (رحم کیے ہوئے) ہیں۔وہ جیش عسرت (غزوہ تبوک پہ جانے والے لشکر) کا انتظام وانصرام کرنے والے اور جیش نصرت کے واسطہ و ذریعہ ہیں اور وہی ارباب حلم بردباروں کے قبلہ وکعبہ ہیں۔

اوران کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) مطلبی سردار اور نبی پاک (ﷺ) کے چچازاد (آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا ابوطالب کے بیٹے) ہیں۔اور شجرہ ولایت کی اصل بنیاد کہ آپ رضی اللہ عنہ سے پیری مریدی کے سلسلے چلے ہیں۔آپ ہی شجرہ نہایت کی فرع (شاخ)

ہیں۔

حضرت میر عبدالواحد قدس سرہ الماجد اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔تمام اولاد پاک، ازواج مطہرات، صحابہ کرام اور متبعین (پیروکاروں) پر اجمالی تحفہ تحیات پیش کرنے کے بعد چار یاروں کا تفصیل کے ساتھ بالترتیب ذکر کیا اور ایسے (عمدہ) طریقے سے کیا (علی الترتیب افضلیت خلفاء اربعہ کو بیان کیا) ان گم راہیوں (تفضیلیوں) کو اس میں کلام (اعتراض) ہے۔

حالانکہ مصنف قدس سرہ نے خلفاء اربعہ کی ترتیب کو مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق ذکر کیا ہے۔اور دو گم راہ مذہبوں کا صراحتاً ذکر کیا ہے۔ان میں سے ایک تو تفضیلی ہیں جو کہ رافضی ہیں اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین حضرت ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) پر افضل قرار دیتے ہیں۔اور خارجی ہیں جو کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے منکر ہیں۔(۱۶)

اور اسی میں ہے جاننا چاہیے کہ مذہب اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے۔(۱۷) اس بات پر کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فضیلت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ“(النور:۲۲)

اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم پر فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں۔(کنزالایمان)

جمہور مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر فاروق حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی اسد اللہ (الغالب) اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فضیلت کے بیان میں ہے اور حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات کی طرف

اشارہ کیا ہے۔

بود چندان کرامت و فضلش	کہ اولوا الفضل خواند ذوا لفضلش
صورت و سیرتش ہمہ جان بود	زاں زچشم عوام پنہاں بود
روز و شب ماہ و سال در ہمہ کار	ثانی اثنین إذ ھما فی الغار

یعنی (حضرت ابو بکر صدیق) ایسی بزرگی و فضل کے مالک ہیں کہ انہیں علم و دانش کی برتری اور فضل والا کہا جاتا ہے ان کی مکمل صورت و سیرت طیبہ اور ان کی ذات پاک کا مقام لوگوں کی نگاہ سے چھپا ہوا ہے۔ دن ہو یا رات مہینہ ہو یا سال وہ تمام کاموں میں "ثانی اثنین اذ ھما فی الغار" ہیں۔

اسی میں ہے کہ اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت ابو بکر کے بعد تمام صحابہ سے افضل حضرت عمر ہیں (رضی اللہ عنہما) جاننا چاہیے کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی محبت کے بغیر دین کی محبت (کا دعویٰ) درست نہیں۔ (۱۸)

لیکن آپ کے ساتھ ایسی محبت نہ ہو کہ باقی خلفاء راشدین کی محبت کے اندر کمی واقع ہو۔ فقیہ ابو لیث (سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ) کی کتاب بستان العارفین میں ہے:

قال علی رضی اللہ تعالی عنه یهلك فی اثنان محب مفرط ومبغض۔

(بستان العارفین، الباب الثامن والعشرون بعد اعانة فی الرفض، ص ۱۳۰ دار الکتب العلمیہ بیروت، فضائل الصحابہ، ص ۲۵۷، رقم الحدیث ۱۱۴۹، ص ۲۱۴، رقم الحدیث ۹۵۳ دار الکتب العلمیہ بیروت، السنۃ لابن خلال، ج ۳، رقم الحدیث ۴۹۶، رقم الحدیث ۷۹۰ دار الرایہ ریاض)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا: یعنی میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہوں گے۔ ایک تو وہ (جو میری) محبت میں حد سے تجاوز کرنے والا اور دوسرا (وہ جو) مجھ سے بے حد

بغض رکھنے والا۔

پھر جس طرح امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے محبت اسلام کی درستی کے لیے شرط ہے اسی طرح بقیہ خلفاء راشدین سے محبت رکھنا بھی اسلام کی درستگی کی شرط میں سے (ضروری) ہے۔(۱۹)

خلفاء راشدین کی خلافت فضیلت کی ترتیب میں اختلاف کرنے والا گمراہ وزندیق

خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی، سید محمد گیسو دراز قدس سرہما فرماتے ہیں!

ہمارا سچا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ (کرام) سے افضل ابو بکر ہیں۔ پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اسی بات کو شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے "اخبار الاخیار شریف" میں بیان کیا ہے!

حضرت سید اشرف جہانگیر چشتی سمنانی قدس سرہ رسالہ بشارۃ المریدین میں فرماتے ہیں: تمام صحابہ (کرام) سے افضل اور سب سے بڑھ کر خلافت کے حق دار ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (میرے) فرزندوں بھائیوں ہم عقیدہ مریدوں اور محبت کرنے والوں کو معلوم ہونے چاہیے کہ میں اسی عقیدہ پر تھا اسی پر ہوں اور ہمیشہ ہمیشہ اسی پر رہنا (پسند کروں) گا۔

اس وجہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کما تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون و کما تموتون تحشرون۔

(روح البیان: سورہ طٰہٰ آیت ۵۳ ج ۵ صفحہ ۳۰۵ دار احیاء التراث العربی بیروت)

جیسے تم جیو (زندہ رہو) گے (ویسے ہی) مرو گے اور جیسے تم مرو گے (ویسے ہی)

اٹھائے جاؤ گے اور (جیسے تم) مرو گے۔ (ویسے) ہی جمع کیے جاؤ گے (تمہارا حشر ہو گا)

اور جو شخص (اس مذکورہ ترتیب پر) عقیدہ نہیں رکھتا وہ گم راہ اور زندیق (بے دین) ہے اور میں اسی سے بے زار ہوں اور خدا عزوجل بھی اس سے راضی نہیں۔

کالپی شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید احمد بن سید محمد حسینی قدست اسرارہما جو کہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں ہمارے خاندان کے مشائخ میں سے ہیں وہ عقائد امام عمر نسفی کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں: (امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا) ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب سے افضل بشر (بعد انبیاء علیہم السلام)

(من العقائد النسفیہ، ص ۲۶۲، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

میں کہتا ہوں کہ افضلیت سے یہاں مراد ہے کہ ان کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر و ثواب کی زیادتی ہے۔ (۲۰) جو آپ نے اعمال خیر سے کمایا نہ یہ کہ افضلیت کا مفہوم علم اور نسب میں ان کا زیادہ ہونا ہے۔ اس لئے کہ اسم تفضیل کا صیغہ معنیٰ مصدری میں زیادتی کے لئے وضع کیا گیا ہے اس صورت پر کہ عام از یں وہ جمیع وجوہ سے ہو یا تمام فضائل کے اعتبار سے من حیث المجموع اختلاف اس معنیٰ میں ہوا جو ابھی آنے والا ہے۔ یہ ایک کے دوسرے پر راجح (فضیلت) والے ہونے کے لحاظ سے جزوی فضائل منافی نہیں۔ (افضلیت کا مذکورہ مفہوم)۔

(امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعد انبیاء علیہم السلام افضل البشر) حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ

تعالٰی عنہم)۔

(العقائد النسفیہ ص ۲۶۲ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

میں کہتا ہوں کہ روافض حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی تمام صحابہ کرام پر فضیلت کے قائل ہیں یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہے۔اس لیے حضرت علی نے حضرت ابوبکر و عمر کی بیعت کی تھی۔(۲۱)

اور وہ بیعت اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کریم (ﷺ) کی رضا خوشنودی کے لئے تھی نہ کہ دنیاوی کسی کام کی خاطر (اسی طرح) آپ رضی اللہ عنہ نے شیخین کریمین کی اتباع و پیروی کی اور وہ بھی دین کے معاملہ کی خاطر نہ کہ دنیا کے کسی کام کے لیے ہے اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اتباع و پیروی نہ کی کیونکہ حق انہوں (حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ) نے اپنی طرف دیکھا (اسی وجہ سے) آپ نے انھیں ملک سے دور کر دیا۔جبکہ یہ مخالفت والی صورت حال حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے حق میں آپ سے ظاہر نہ ہوئی۔
(امام نسفی نے فرمایا) اور ان کی خلافت (نیابت) تو میں کہتا ہوں کہ وہ رسول اللہ (ﷺ) کے خلفا (نائب) بھی اسی خاص افضلیت کی ترتیب پر تھے۔

(النبراس مع شرح العقائد ص ۲۹۲، ۲۹۳ موسسۃ الشرف لاہور)

فائدہ:

فقیر عفی اللہ تعالٰی عنہ کہتا ہے کہ یہ کلام بلاغت نظام تھوڑے الفاظ اور جلیل القدر معانی کے ساتھ تفضیل شیخین پر دلالت کرتا ہے اور چند دوسرے فوائد بھی وضوح (وضاحت) کے مقامات کی جلوہ گری ثابت ہوئی۔ پہلا وہ کہ تفضیل شیخین من جمیع الوجوہ

اہل سنت کا مذہب نہیں اسی کے اندر نزاع واقع ہوا ہے۔ (۲۲)

دوسری بات یہ کہ تفضیل حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا مذہب رافضیوں کا ہے بخلاف اہل سنت کے۔ پس جو شخص اس عقیدہ (تفضیل علی برشیخین کریمین) کا قائل ہو اس کو سنی نہیں کہا جا سکتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ حضرات شیخین کریمین کی حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہما پر افضلیت دینی معاملہ ہے نہ امور دنیا سے (اور اس میں) سرکش و مغرور (رافضیوں) کی ذلت و رسوائی بھی ہے؛ کیونکہ وہ حضرات شیخین کی فضیلت ملک داری و ملک گیری میں زیادہ سلیقہ کی تاویل کرتے ہیں اور ولایت و بزرگی کو حضرت مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے خاص جانتے ہیں۔ (۲۳)

چوتھی بات یہ ہے کہ مسئلہ افضلیت، مسئلہ خلافت سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے علماءِ کرام اس کو الگ لے کر آتے ہیں (ذکر کرتے ہیں) اور وہ یہ کہتے ہیں کہ خلافت بھی افضلیت کی ترتیب پر ہے۔ (۲۴) یہ گذشتہ بیان پر محض حوالہ کے طور پر ہے۔ جیسے تو کہے زید میرے پاس آیا پھر عمرو اور میرے ان دوستوں کی یہی ترتیب ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں شیخین امور خلافت کے ماسوا کچھ نہیں جانتے تھے اور اصل کا (افضلیت کا دار مدار) قرب خداوندی اور عند اللہ کرامت و بزرگی ہے۔ اس زمانہ ایسے نافہموں کو راہ دکھانے کے لیے (بار بار) یاد دلاتے ہیں۔

پانچویں بات یہ ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک خلافت حضرت امیر معاویہ میں حق حضرت مولیٰ علیٰ شیر خدا حق پرست کی طرف تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (۲۵)

بہر حال حق واضح ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطا اجتہادی

تھی۔اس لیے آپ مغفور ہیں اور خطا عنادی نہ تھی کہ آپ کو فسق (گناہ) تک پہنچاتی۔اور آپ پر طعن و تشنیع کو جائز قرار دیتی۔(۲۶)

اسی وجہ سے (علماء کرام نے) آپ کے نام نامی پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعائیہ کلمہ ذکر فرمایا۔(۲۷)

جس طرح بقیہ تمام صحابہ کرام کے مبارک ناموں پر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعائیہ کلمہ) کہتے ہیں۔ایسا نہیں ہوسکتا کہ صحابی بھی ہو اور رسول اللہ (ﷺ) کے سسرالی رشتہ کا امتیاز بھی رکھتا ہو۔) کوئی شخص) سُنی بھی کہلائے اور رسول اللہ (ﷺ) کے صحابہ میں سے کسی کے ساتھ بغض و عداوت رکھے (کیونکہ سنیت میں یہ بات نہیں ہوسکتی) صحابہ کو بُرا بھلا اور فاسق کہا جائے؟ پیشوایان اہل سنت نے تو صاف کہا ہے کہ!"الصحابة كلهم خيار عدول لا نتكلم فيهم إلا بخير"

تمام صحابہ بہترین لوگ اور عادل ہیں، ہم ان کا ذکر صرف خیر ہی سے کرتے ہیں۔

تو کون ہے اور تجھے کیا ہوگیا؟!کہ صحابہ کرام میں سے کسی ایک کی فضیلت پر تو انگلی اٹھاتا ہے یا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے سے تو زبان بند کرتا ہے اور ہزاروں تیرے جیسے نہ کہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

"رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ"۔(سورۃ البینۃ:۸)

اے عزیز! آخر یہ تمام بے شمار آیات کریمہ اور ہزاروں احادیث مبارکہ جو کہ صحابہ کرام کی فضیلت اور ان کے طعنہ زنوں کی مذمت پر عموم کے طریقہ سے وارد ہوئی ہیں کسی جگہ تو نے دیکھا ہے یا سنا ہے کہ اس جگہ حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے لیے یا صحابہ میں سے کسی دوسرے کے لئے استثنا فرمایا ہو اور جب ایسا نہیں ہے بس پُر مسرت ہو جا

اور خوش خبری لے کہ قرآن و حدیث تیرے باطل استثنا کو جو تو نے اپنی طرف سے خدا و رسول کے کلام میں تصرف کیا ہے تیرے منہ پر مارتے ہیں۔ (قرآن حدیث تیرا رد کرتے ہیں)

اور اس ہولناک وعید اور جاں گداز تہدید جو ان لوگوں کے حق میں وارد ہوئی ہے جو صحابہ کو برا کہتے ہیں تیرے لیے بھی وعید کافی وافی ہے۔

فوائد الفواد شریف تالیف کردہ امیر نجم الدین حسن بن علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ میں جو کہ حضرت سلطان اولیاء مولانا نظام الملۃ والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات میں سے ہے۔ (فوائد الفوائد شریف، ص ۱۹۰ طبع لاہور)

اس میں فرماتے ہیں کہ بندہ نے عرض کی کہ حضرت امیر معاویہ کے حق میں کس طرح عقیدہ رکھنا چاہیے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ مسلمان تھے اور صحابہ کرام سے تھے اور نبی کریم (ﷺ) کے خسر کے بیٹے تھے اور آپ کی بہن تھیں جن کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں وہ حضرت رسول پاک (ﷺ) کے حرم اقدس میں تھیں۔ فقط، انتھی۔ (۲۸)

اے غافل! آنکھ کھول اور پاک نگاہ سے دیکھ کہ یہ ہے مردان خدا کا عقیدہ حضرت امیر معاویہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں۔ (ہے)۔

اور ایسا ہرگز نہیں چاہیے کہ تو ان کے ان فضائل سے اپنی آنکھ کو سی لے (بند کر لے)۔

اور آتش دان جیسے سینہ میں تو کینہ کی آگ کو سلگائے۔ یقین کر کہ ایک دن خود کو تو آگ میں جلائے گا۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم أجرؤكم على أصحابي اجرائكم على

النار۔

نبی پاک (ﷺ) نے فرمایا تمہارا میرے یاروں پر دلیری کرنا۔ تمہارا آگ دوزخ پر دلیری کرنا ہے۔

اور نبی پاک (ﷺ) نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو اس پر جو میرے صحابہ کو سب وشتم کرے۔

(فضائل الصحابہ، ص ۱۶، رقم الحدیث ۸۔ ۱۰ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور نبی پاک (ﷺ) نے فرمایا: جس وقت میرے صحابہ کرام کا ذکر ہو تو خاموش ہو جاؤ اور صحابہ کی حرمت کو ملحوظ رکھو اور ان کے حال پاک میں بے جا غور و خوض مت کرو۔ پس ہلاک ہو گئے غور و خوض کرنے والے۔

اسی مناسبت پر اس مقام میں چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں جو کہ کسی مسلمان کے لئے سود مند ہوں گی پھر ہم اپنے مطلب کی طرف آئیں گے۔

شرح التعرف لابراہیم بن اسماعیل بن محمد ن البخاری فی باب التمہید میں ہے پس جب پیغمبروں علیہم السلام پر وحی نازل ہوتی ہے تو اس کو وہ قبول کرتے ہیں اور اس کا ثواب پاتے ہیں اور ان کے بعد جو بھی اس پر عمل کرتا ہے تو جتنا ثواب یہ عمل کرنے والا پاتا ہے اتنا ثواب وہ پیغمبر بھی پاتے ہیں پس وہ پیغمبر تمام میں سے افضل ترین بن گئے ہیں۔ اسی وجہ سے علماء اہل سنت و جماعت نے کہا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام اُمت سے افضل اسی وجہ سے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ پر پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکر صدیق ہیں اور اس اچھی سنت کی بنیاد انھوں نے رکھی اور تا قیامت جو شخص بھی اس سنت پر چلا تو جتنا ثواب وہ خود پائے گا اتنا ہی ثواب حضرت ابوبکر صدیق کو ہو

گا، یہاں تک کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبیین والمرسلین علی ذی الحجة افضل من ابی بکر۔

نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کیا انبیاء علیہم السلام کے بعد کسی ایسے شخص پر جو ابو بکر سے افضل ہو۔

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، ج ۲، صفحہ ۲۵۷، رقم الحدیث ۲۴۳۳، مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۳۵ بیروت)

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تمام لوگوں سے افضل پیغمبر ہیں اور پیغمبروں کے بعد سب سے افضل لوگوں میں حضرت ابو بکر ہیں۔ (رضوی)

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ "شواہد النبوۃ" میں ذکر کرتے ہیں کہ جب حنین کے دن جنگ سخت ہوئی حضرت جندب رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے سامنے آئے اور کہا یا رسول اللہ جنگ گھمسان کی ہوگئی ہے ہم کو خبر دیجئے کہ آپ کے صحابہ میں سے سب سے بڑا کون ہے تا کہ اگر ضرورت پڑ جائے تو ہم اس کو قبول کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ یہ ابو بکر صدیق میرا وزیر اور قائم مقام ہوگا اس کے بعد عمر بن خطاب میرا دوست ہے۔ اور عثمان بن عفان مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور علی میرا بھائی ہے اور قیامت کے دن میرا ساتھی ہے۔

شاہ غلام شرف الدین قادری منیری قدس سرہ اپنے شیخ و مرشد کے ملفوظات مسمی بہ "گنج فیاضی" بمطابق ۲۲ محرم الحرام بروز جمعہ ۱۱۴۷ھ میں فرماتے ہیں کہ مرید اہل سنت و جماعت کے طریقے پر قائم رہے یعنی خلافت ظاہری اور باطنی پر خلافت نبی

پاک سے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق کو پہنچی ان کے بعد حضرت عمر فاروق کو ان کے بعد حضرت عثمان کو اور ان کے بعد حضرت علی کو اور اعتقاد کو مکمل درست کرے اور اہل بیت کی محبت کو ایمان کا جز جانے اور شریعت کے طریقہ پر مستقیم رہے، کتاب آئین محمدی جو کہ قدماء اور متاخرین کے اقوال سے بحسب حکم حضور پر نور سیدنا و مولانا و ملجانا وماونا امام الکاملین والواصلین حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ من معجزات سید المرسلین ﷺ حضور آقائے نعت و دریائے رحمت سیدی وسندی و ذخیرتی لیومی حضور سید آل احمد اچھے میاں مارہروی رضی اللہ عنہ ارضاہ اللہ و افاض علینا من الآلہٖ و نعمائہٖ جمع ہوئی ہے ،اس کتاب کی عقائد اور سلاسل کی جلد میں جو کہ حضور پر نور کی اصلاح اور نظر شریف سے مشرف ہوئی ہے میں فرمایا ہے کہ صحابہ میں سے افضل ترین حضرت ابو بکر صدیق ہیں اور شیعہ کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ ہیں اور اسی کتاب میں ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بعد لوگوں میں سے سب سے افضل ہیں اور ان کے بعد ائمہ معصومین ہیں۔

اور اسی کتاب میں شمس العقائد سے منقول ہے کہ:

الخلفاء الاربعۃ افضل الاصحاب

چار یار باصفاء جو کہ خلفاء راشدین اور جانشین مصطفیٰ ہیں نبی پاک کے اصحاب میں سے افضل اور قریب ترین ہیں۔

و فضلھم علی ترتیب الخلافۃ والمراد بالافضلیت اکثریۃ الثواب

(اور ان کی افضلیت خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے اور اکثریت سے مراد کثرت ثواب ہے)

ان چار میں سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق پھر عمر پھر عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ مسئلہ اہل سنت کے نزدیک یقینیات میں سے ہے۔ اور اس کتاب میں ہے! جاننا چاہیے کہ اہل سنت و جماعت کی تین چیزیں علامتیں ہیں:

تفضیل الشیخین وحب الختنین والمسح علی الخفین

یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو افضل جاننا اور حضرت علی اور حضرت عثمان کو محبوب رکھنا اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا۔

(شرح فقہ اکبر فارسی ص ۵۷ مطبوعہ الرحیم اکیڈمی کراچی، التمہید الابی شکور سالمی ص ۱۷۹، مکتبہ اسلامیہ پشاور)

اور اسی کتاب میں محبوب السالکین سے منقول ہے!

تو جان لے کہ ان تمام سلسلوں (یعنی سلسلہ طریقت) کی ابتداء بھی اسی ترتیب پر ہے، رسول الثقلین نبی الحرمین امام القبلتین جد السبطین شفیع من فی الدارین محمد رسول اللہ ﷺ سے خلافت حضرت ابوبکر صدیق خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق کو پہنچی اور پھر حضور رسالت پناہ ﷺ سے حضرت عمر بن الخطاب فاروق بین الحق والباطل رضی اللہ عنہ کو پہنچی اور پھر حضرت عثمان ذوالنورین جامع القرآن کو پہنچی اور پھر حضرت علی وجہہ الکریم رضی اللہ تعالیٰ کو پہنچی اور امیر المومنین حضرت علی سے امام حسن اور امام حسین کو پہنچی اور پھر ان سے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ تابعی کو پہنچی ۔۔الخ۔

اور اسی کتاب میں رسالہ "رموز الواہین" کے حوالہ سے ہے!

الولایۃ افضل من النبوۃ ای بعد النبوۃ۔

یعنی ولایت نبوت کے بعد فضیلت رکھتی ہے اور اس جگہ "من" بعد کے معنی میں ہے۔

اور اس بات پر دلیل ارشاد ربانی ہے "

اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۬ (قریش:۴) انہیں بھوک میں کھانا دیا

اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا!

"واللہ ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین افضل من ابی بکر "۔

(فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم رقم الحدیث ۹،ص ۳۸ مطبوعہ دار البخاری مدینہ منورہ، الشریعۃ الآجری، رقم الحدیث ۱۳۰۹، ج ۵، ص ۱۸۴۴ مطبوعہ ریاض)

اللہ تعالیٰ کی قسم نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب، انبیاء کے بعد کسی ایسے شخص پر جو حضرت ابو بکر سے افضل ہو۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ کتاب "تیسیر الکلام" میں لکھا ہے!

ومن الروافض من قال ان حب علی واھل البیت اولی من غیرھم ومنھم من قال وجب اللعن علی من خرج علی علی رضی اللہ عنہ من الصحابۃ مثل معاویۃ و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم و ھذا بدعۃ سیئۃ والاصح انھا کفر انتھی۔

یعنی وہ شخص رافضیوں میں سے ہے جس نے کہا کہ حضرت علی اور اہل بیت کی محبت دوسروں سے اولیٰ ہے اور وہ بھی انہی میں سے ہے جس نے کہا کہ وہ صحابہ جنھوں نے حضرت علی کے ساتھ جنگ کی مثل حضرت معاویہ اور زبیر اور طلحہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم ان تمام پر لعنت واجب ہے اور یہ قبیح بدعت ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ بات کفر ہے۔

اور اس بات پر دلیل ارشاد ربانی ہے"

اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ (قریش: ۴)۔انہیں بھوک میں کھانا دیا

اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا!

"واللہ ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین افضل من ابی بکر"۔

(فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم رقم الحدیث ۹،ص ۳۸ مطبوعہ دار البخاری مدینہ منورہ، الشریعۃ الآجری، رقم الحدیث ۱۳۰۹،ج ۵،ص ۱۸۴۴ مطبوعہ ریاض)

اللہ تعالیٰ کی قسم نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب، انبیاء کے بعد کسی ایسے شخص پر جو حضرت ابو بکر سے افضل ہو۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ کتاب "تیسیر الکلام" میں لکھا ہے!

ومن الروافض من قال ان حب علی واھل البیت اولی من غیرھم ومنھم من قال وجب اللعن علی من خرج علی علی رضی اللہ عنہ من الصحابۃ مثل معاویۃ و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم و ھذا بدعۃ سیئۃ والاصح انھا کفر انتھی۔

یعنی وہ شخص رافضیوں میں سے ہے جس نے کہا کہ حضرت علی اور اہل بیت کی محبت دوسروں سے اولیٰ ہے اور وہ بھی انہی میں سے ہے جس نے کہا کہ وہ صحابہ جنھوں نے حضرت علی کے ساتھ جنگ کی مثل حضرت معاویہ اور زبیر اور طلحہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم ان تمام پر لعنت واجب ہے اور یہ قبیح بدعت ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ بات کفر ہے۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ رسالہ رد روافض میں محبت میں فضیلت دینے کے بارے میں لکھا ہے حافظ موسیٰ نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حافظ عبد الرحمن بن مہدی انفزاری سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص حضرت صدیق اور فاروق کو حضرت ذی النورین اور حضرت علی پر فضیلت دیتا ہے اور حضرت علی کو ان پر فضیلت نہیں دیتا البتہ حضرت علی کو ان سے زیادہ دوست رکھتا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے۔آپ نے جواب عطا فرمایا کہ اس شخص کے دل میں کوئی چیز ہے اور وہ چیز قبولیت کی رو سے نہیں ہے اور حضرت حمزہ بن مغیرہ سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت سفیان ثوری سے کہا کہ میں گمان نہیں رکھتا کہ حضرت علی افضل ہیں البتہ حضرت علی کو زیادہ دوست رکھتا ہوں۔حضرت سفیان نے کہا تو رافضی ہے۔

اور اسی کتاب میں ہے شیخ الاسلام عبید بصری مالکی کہ جن کا تصوف اور معرفت اور نسبت مشہور ہے انھوں نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ مشرق اور مغرب کے فقہاء مسلمین اور ائمہ دین اور اسلاف اور اخلاف نے سنت اور توحید کی اصل بات پر اجماع کیا ہے وہ یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ چودہ خصلت پر مشتمل ہے اور یہاں تک فرمایا کہ جو ان میں سے کسی چیز کی مخالفت کرے گا گویا اس نے اہل سنت و جماعت کی مخالفت کی۔

اور اسی کتاب میں تمہید ابوشکور سالمی کے حوالہ سے ہے ”قال اهل السنة والجماعة ان افضل الخلق بعد الانبیاء والرسل والملائکة ابو بکر رضی الله عنه ثم عمر رضی الله عنه ثم عثمان رضی الله عنه ثم علی رضی الله عنه (تمہید شریف ص ۱۷۹ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ پشاور)

جواب میں فضیلت کی ترتیب کی طرف تصریح نہیں کی گئی ہے البتہ اسماء مبارکہ کو جہاں سے آپ نے اس اسی ترتیب پر یاد فرمایا اور یہ ترتیب ذکر کرنے سے اسی افضلیت کی ترتیب کی یاد دہانی ہوتی ہے لہٰذا رسالہ کو صاحب البرکات کے فیوض و برکات اور کلام برکت نظام سے بطور تبرک آراستہ کرنا بجا ٹھہرا۔

سوال: ان عقائد و مذاہب کے بارے میں کہ لوگ جن کے بارے آپس میں مکابرہ کرتے ہیں کوئی سنی ہے اور کوئی رافضی ہے اور ایک خارجی تو دوسرا شیعہ ہے اور ہر شخص اپنے دلائل سے کسی نہ کسی طرف چلا جاتا ہے تو ان تمام میں سے سچائی اور صفائی کو کس مذہب پر محمول کرنا ممکن ہے۔

جواب: یہ عاجز کتب عقائد و مذہب پر (تفصیلی) آگاہی نہیں رکھتا اور کبھی اکتساب علم نہیں کیا کہ اس سے جواب دیا جائے لیکن وہ توجہ کہ جو دل نے نیازمندی سے حاصل کی ہے اور اسی پر کاربند ہے یہ ہے کہ چاروں بڑے یار سرورِ کونین ﷺ پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے تمام عادات و اطوار کو اپنے اندر مضبوط رکھا۔ الحاصل یہ کہ صدق محمد ﷺ نے صورت پکڑی اس کو صدیق اکبر کہتے ہیں اور عدل محمد صورت میں جلوہ گر ہوا اس کو عمر کہتے ہیں اور حیاء محمد نے شخصیت اپنائی اس کو عثمان کا نام دیتے ہیں اور محمد کے جود و علم نے جلوہ گری کی اس کو علی جانا جاتا ہے پس حقیقت میں وہی ہے کہ چار صفات میں نمودار ہوا کیونکہ اس سے پہلے یہ چاروں یار ایسے نہ تھے جیسا کہ ایمان لانے کے بعد ہوئے۔ اب تو خوب جان لے کہ ان چاروں میں سے ایک کے ساتھ نفرت نبی پاک ﷺ کے ساتھ نفرت ہے اور نبی پاک ﷺ سے نفرت خود خدا تعالیٰ عزوجل سے نفرت ہے اور یہ کفر ہے۔

اور پھر سن لے کہ اگر صدق و عدل و حیاء و علم ان چاروں میں سے کسی ایک صفت کو تو چھوڑے گا تو انسان نہیں بن پائے گا جو شخص صدق کو چھوڑتا ہے اس کو آدمی نہیں کہا جاتا اور اگر عدل سے عدول کرتا ہے تو وہ کوئی چیز شمار نہیں ہوتا اور اگر حیاء کو چھوڑتا ہے تو اس کی زندگی پر افسوس ہے اور اگر علم سے کنارہ کرتا ہے تو وہ حیوان ہے۔

پھر سن لے کہ وہ صاحب دل کہ جنھوں نے مراقبہ اور تصور کی رہبری کی ہے۔ انھوں نے کان اور آنکھ اور ناک اور منہ کو چار کتابوں چار فرشتوں اور خصوصاً چار یار کبار کے ساتھ نسبت کی ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ آدمی اگر شغل کی حالت میں دل آنکھ کو چھوڑتا ہے تو دل کا اندھا ہے اور کان کو کھلا چھوڑ دینا دل کو گنگا کرنا ہے اور منہ کو لگام نہ دینا دل کی زبان کو گنگا کرنا ہے اور ناک کو موقوف رکھنا دل کے مشام کو اس دولت ریاحین سے محروم رکھنا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ چاہے گفتگو ظاہر کے راستہ سے ہو کہ جس کو مذہب کہتے ہیں اور چاہے باطنی جستجو کی راہ سے کہ جس کو مشرب کہتے ہیں انکار اور مخالفت والا کچھ گنجائش نہیں پاتا۔ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کے بھی دامن کرم سے وابستہ ہو جاؤ گے کامرانی و فلاح کی ڈور آپ کے ہاتھ میں آجائے گی۔

اور یہ ستارے اس ماہ تاباں سے وابستہ ہیں کہ جس نے قوت درخشندگی خورشید حقیقی سے حاصل کی ہے۔

(مشکوۃ المصابیح مع الطیبی، کتاب المناقب، ج ۱۱، ص ۲۱۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

جستجو یم زکجا تا کجا راہے یافت   جلوہ مہر ز سیارہ و زاں ماہے یافت

میری جستجو نے کہاں سے کہاں تک راستہ کو پالیا۔خورشید کے جلوہ سے سیارہ کو اور سیارہ سے سہ پارہ کو پالیا۔

صلو علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔انتہی کلامہ الشریف اللھم صلی علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

مکتوبات قدوسیہ میں تفضیل مذاہب کے بارے میں مرقوم ہے کہ علی کو تمام صحابہ پر فضیلت دینا رافضیت ہے۔ (مکتوبات قدوسیہ، مکتوب نمبر ۱۶۳، ص ۲۴۰ مطبوعہ لاہور)

نیز شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی اپنے مکتوبات میں رقم طراز ہیں!

من علامات السنة والجماعة تفضيل الشيخين وحب الختنين فمن فضل على الشيخين فر شيًا كان او عرشيًا وليا كان او عالما فهو من اهل الضلالة والخارج من اهل الهداية واصرار العصيان يورث سلب الايمان ولعياذ بالله من ذالك فاين المقام والحال فمن انكر تفضيل الشيخين ان كان انكاره فى حد المعصية فهو عاص و تجب عليه التوبة وان كان انكاره فى حد الكفر فلا عذر له فى الآخرة ولا كلام ولا بحث فيه فانه مردود ۔انتہی۔

یعنی شیخین کو افضل جاننا اور ختنین سے محبت کرنا یہ اہل سنت کی نشانیوں میں سے ہے پس جس نے کسی کو شیخین پر فضیلت دی چاہے وہ عرشی ہو یا فرشی ہو چاہے ولی ہو یا عالم ہو پس وہ فضیلت دینے والا گمراہوں میں سے ہے اور ہدایت یافتہ لوگوں سے خارج ہے اور گناہ پر اصرار کرنا ایمان کے سلب ہونے تک پہنچا دیتا ہے اللہ کی پناہ اس سے۔پس اس کا کیا حال اور مقام ہوگا جو تفضیل شیخین کا انکار کرتا ہے اگر تو اس کا انکار گناہ کی حد تک

ہے تو وہ گناہ گار ہے اور اس پر توبہ فرض ہے اور اس کا انکار کفر کی حد تک ہے پس اس کے لیے آخرت میں کوئی عذر نہیں ہے اور اس کے بارے کوئی کلام اور بحث نہیں ہے کیونکہ وہ مردود ہے۔

حضرت مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی قدس سرہ الشریف جو کہ حضرت والا شاہ عبد الرزاق ہانسوی کے بڑے خلفاء میں سے ہیں نفعنا اللہ ببرکاتہ اور آپ جیسا کوئی فاضل ہندوستان کی سرزمین سے کم ہی نکلا ہوگا۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ فقہ اکبر کی شرح میں فرماتے ہیں کہ تفضیل شیخین پر تمام اہل سنت اتفاق رکھتے ہیں۔

اور جو قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ!

لا افضل احدا علی بضعة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی میں نبی پاک کے لخت جگر پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔

یہ عالم ثواب کے ساتھ مخصوص ہے سوال کے قرینہ کے ساتھ کہ فاطمۃ الزہرا افضل ہیں یا عائشہ صدیقہ افضل ہیں ورنہ امام مالک نے اس بات پر نص کی ہے کہ ابو بکر افضل از صحابہ ہیں پھر عمر ہیں کسی بھی اہل سنت و جماعت والے سے یہ نہیں سنا گیا کہ تفضیل شیخین کا وہ منکر ہو اور اس مسئلہ میں سوائے شیعہ کے اور کوئی مخالف نہیں ہے اور امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب کیا ہے امام پاک نے جواب دیا! ان یفضل الشیخین ویحب الختنین

فرمایا شیخین کو فضیلت دینا اور ختنین سے محبت کرنا ہے۔

(شرح فقہ اکبر فارسی، ص ۳۹، مطبوعہ الرحیم اکیڈمی کراچی)

یہی ملک العلماء "ارکان اربعہ" میں فرماتے ہیں!

اما الشیعۃ الذین یفضلون علیا علی الشیخین ولا یطعنون فیھما کالزیدیۃ فتجوز خلفھم الصلوٰۃ لکن تکرہ کراھۃً شدیدۃً۔

البتہ وہ شیعہ جو حضرت علی کو فضیلت دیتے ہیں شیخین پر اور ان دونوں میں طعن نہیں کرتے جیسے زیدیہ ہیں پس ان کے پیچھے نماز جائز ہے لیکن کراہیت شدیدہ کے ساتھ مکروہ ہے۔ (ارکان اسلام اردو، ص ۲۸۵، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ اپنے دور اخیر میں بہت اچھے فاضل اور بزرگ متعارف ہوئے ہیں تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں کہ شیعہ کا دوسرا فرقہ تفضیلیہ ہیں جو جناب مرتضیٰ کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتے ہیں۔ (یعنی عبد اللہ بن سبا یہودی) یہ فرقہ بھی اس لعین کے ادنی شاگردوں میں سے ہوئے ہیں اور کچھ اس کے وسوسہ سے انھوں نے قبول کیا ہے اور جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں تہدید فرمائی کہ اگر میں نے سن لیا کسی کے بارے میں کہ وہ مجھ کو شیخین پر فضیلت دے رہا ہے تو اس کو میں تہمت کی حد اسی کوڑے لگاؤں گا۔

(تحفہ اثنا عشریہ، ص ۱۴، مطبوعہ کراچی)

اور تفسیر فتح العزیز میں بھی آپ رقم طراز ہیں "سیجنبھا الاتقی"

کہ اتقی وہ ہے کہ جو شریعت اور طریقت کے آداب تک کو ترک کرنے سے احتیاط اور پرہیز کرتا ہے اور گناہ سے ڈرتا ہے اور بری نیت سے بھی اجتناب کرتا ہے اور اپنے ظاہر اور باطن دونوں کو یکساں طور پر رکھتا ہے اور اتقی کا یہی معنی مرغوب ہے اور اس جگہ مفسرین کے اجماع کے مطابق اتقی سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ یہ سورہ آپ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر فتح العزیز، ج ۳، ص ۲۱۱ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ کوئٹہ)

اور اہل سنت و جماعت نے اسی لفظ کے ساتھ حضرت ابو بکر کی تفضیل تمام اُمت پر دلیل پکڑی ہے پیغمبروں کے بعد جو کہ اس بحث سے خارج ہیں۔

اور اس تمسک کی تقریر کچھ اس طرح ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے "اتقی" فرمایا ہے اور دوسری آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے!

"اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ "۔(الحجرات:۱۳)

یعنی تم میں سے میرے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو متقی ہے۔

پس دونوں آیتوں کا اجتماعی تقاضے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اکرم الناس ہیں اللہ کریم کے نزدیک اور یہی افضلیت کا معنی ہے، حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم انصار اور مہاجرین کی جماعت کے ہمراہ سرور کونین کے دروازہ کے قریب حاضر تھے اور آپس میں فضیلت و بزرگی کے متعلق بحث کر رہے تھے اسی اثنا میں ہماری آواز بلند ہوگئی کہ آنحضرت ﷺ اپنے دولتخانہ شریف سے باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا! تم کس کام میں مصروف ہو ہم نے عرض کی کہ لوگوں کے فضائل اور بزرگی کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم اسی بارے میں گفتگو کر رہے ہو تو خبردار کسی کو ابو بکر پر مقدم مت کرنا کیونکہ وہ تم سب پر دنیا میں افضل ہیں۔ابن السمان روایت کرتے ہیں!

قال علیه الصلوٰة والسلام ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین افضل من ابی بکر -

انبیاء کے بعد کسی بشر پر سورج طلوع اور غروب نہیں ہوا کہ وہ حضرت ابو بکر سے افضل

ہو۔حافظ خطیب بغدادی حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب ایک ایسا شخص آرہا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر کسی کو پیدا نہیں فرمایا اور اس کی شفاعت قیامت کے دن پیغمبروں کی شفاعت جیسی ہوگی حضرت جابر کہتے ہیں کہ کچھ وقت ہی نہ گزرا کہ حضرت ابوبکر تشریف فرما ہو گئے۔پس نبی پاک ﷺ اُٹھے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور ان کو اپنی بغل مبارک میں لیا اور اُنس ومحبت عطا کیا تو یہاں سے معلوم ہوا جیسا کہ حضرت پیغمبر ﷺ کی رضامندی اُمت کی شفاعت میں مرکوز ہے اسی طرح حضرت ابوبکر کی رضامندی بھی اُمت کی شفاعت میں ہے کیونکہ حضرت ابوبکر کی رضا نبی پاک کی رضا میں فنا تھی۔انتہیٰ ملخصاً وصلی اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

(یہاں تک فقیر محمد داوٗد رضوی نے ترجمہ کیا اور اس سے آگے مولانا محمد حارث صاحب حنظلہ اللہ تعالیٰ نے)

فصل دوم:

شیخین کی بالتعین تفضیل ذاتی ولایت ومرتبہ کاملیت میں:

اگرچہ شیخین کی افضلیت کے اثبات کے بعد اس مواد کی حاجت نہ تھی کیونکہ مذکورہ افضلیت معرفت اور تقرب میں پیش قدمی کے بغیر حاصل ہونا ممکن نہیں۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ جو شخص عرفان اور وصل کی منزل میں پیچھے رہ گیا ہو اور قربت الی اللہ کی منزل میں سبقت لے جائے اور اللہ کے نزدیک دوسرے سے جو کہ عرفان اور وصل اور تقرب اور معارج کے میدان میں بازی لے جائے اس سے یہ افضل اور اکرم اور اقدم اور بہتر ہو۔ عجیب تر بلکہ ہر عجیب سے عجب یہ بات ہے کہ بارگاہ ایزدی میں مقرب اور اولیاء کرام سے اکمل ایک شخص ہو اور انبیاء و مرسلین کے بعد آسمان و زمین کا مکرم و معظم کوئی دوسرا شخص ہو۔ ایسا معنی تجویز کرنا کیا ہی بیباکی اور قیامت ہے اس ولایت کی شان رفیع پر اور مذہب بدیع پر۔ پس یقیناً حضرت ابوبکر و عمر کو حضرت نبوت و رسالت کے بعد پوری مخلوق سے بہتر اور افضل کہنا بعینہ کمال نفسانی اور ولایت ذاتی میں اور مقام معرفت میں فضیلت دینا ہے" کما لا یخفی علی ذی البصیرۃ "جیسا کہ اہل خرد پر روشن ہے۔

البتہ تسکین عوام الناس اور اپنے مقصد کو واضح کرنے کے لیے ائمہ باطن کے کلمات مقدسہ کو ذکر کیا جاتا ہے تاکہ عوام باخبر ہو جائیں کہ ان بزرگان قدس اسرارہم نے تفضیل شیخین میں کسی معنی کا اعتقاد کیا ہے۔ تب بحکم "اھل البیت ادریٰ بما فی البیت" یعنی گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مناسب تن کو ان کے فرمان ذیشان کے

سپرد کرنا اور دل کو ان کی تصدیق پر باندھنا مجبوراً کرنا پڑیگا۔ اصلی مقصود کو شروع کرنے سے پہلے اس قدر جناب کے گوشہ خاطر میں یاد رہنا چاہیے کہ یہاں پر دو مقام ہیں:

۱) مقام کاملیت:

مقام کاملیت یہ ہے کہ بندہ توفیق الٰہی کے ساتھ شریعت کے دامن کو استوار کرتے ہوئے خیالات فاسدہ کی تصحیح اور تصورات باطلہ کا تصفیہ کرتے ہوئے جیسا کہ تجھے معلوم ہے دل کو غیر اللہ سے پاک کر کے مقامات فنا کی طرف اور پھر وہاں سے بقا کی طرف فائز ہو کر جب سیر فی اللہ اور قربت معارج کے مقام میں قدم رکھتا ہے تو اس وقت اس کو ولی اور کامل اور واصل اور عارف کہتے ہیں جو شخص اس سیر اور ترقی میں جتنا دور تک چلا جائے وہی شخص شرف معرفت اور وصول و قربت میں سب سے برتر ہوتا ہے اس ولایت کو ولایت ذاتی اور کمال نفسانی کہتے ہیں۔

(۲) مکملیت:

یہ ہے کہ عنایت ازلی انھی واصلین میں سے کسی ایک کو راستہ میں الجھے ہوؤں کے حال کے مطابق مقام قربت سے عالم ناسوت کی طرف نزول اور رحمت بخشتی ہے تا کہ وہ دوسروں کو اپنی ہدایت اور فیض سے کامل اور واصل کر دے۔ اس کو ولایت متعدی کہتے ہیں ہم جو شیخین کو تمام امت پر فضیلت دیتے ہیں وہ فضیلت مرتبہ کاملیت وصول اور قربت میں دیتے ہیں اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا اختصاص اور آپ کی فضیلت مرتبہ مکملیت اور ارشاد باطنی اور تعدیہ ولایت میں تو خود ظاہر و باہر ہے تو لہٰذا اس راہ کی خبر آنجناب کی اعانت اور مہربانی کے بغیر ناممکن ہے۔ اور جتنے بھی طریقت کے سلسلے ہیں ان میں سے ایسا کوئی ایک بھی نہیں کہ جس کو آپ کی ذات پاک سے

رجوع نہ ہو (یہ دونوں مقام آپس میں واضح فرق رکھتے ہیں نہ ہی عدم تنزل تکمیل کے درجہ میں کاملین میں کچھ نقصان کرتا ہے اور نہ ہی ہر مکمل تمام کاملین سے اعلیٰ اور اکمل ہوتا ہے فضل تو فضل کرنے والے کے دست قدرت میں ہے جس پر وہ چاہتا ہے برساتا ہے) اور جو کہتے ہیں کہ کامل مکمل کامل صرف سے افضل اور اعلیٰ ہے اس کا مقام وہاں ہے کہ جب دونوں کمال ذاتی اور سیر فی اللہ میں برابر ہوں جب وہ ایک کو منصب تکمیل کے ساتھ مختص کرتا ہے تو یقینا اس کا شرف دوسرے سے بڑھ جاتا ہے نہ کہ صرف ارشاد تکمیل کے ساتھ امتیاز تمام کاملین سے مطلق افضلیت کا موجب بنتا ہے آخر تو غور نہیں کرتا کہ تمام صحابہ کو ذات کے تقرب کی لذات میں مشغول و مستغرق رکھا اور عالم ناسوت کی طرف تکمیل کے ارادہ سے انھوں نے اپنی سعی نہ چھوڑی اور متاخرین میں سے بہت ساروں نے ہر دور میں ہر طبقہ میں۔

ہمارے موجودہ زمانہ تک بھی اس منصب شریف تک پہنچے ہیں اور جہان والوں کو بھی مقام اقتراب تک پہنچایا ہے اور تا قیامت آتے رہیں گے اور دوسروں کو واصل کرتے رہیں گے البتہ ہرگز ان میں سے کوئی بھی اس خصوصیت کی وجہ سے صحابہ کرام سے افضل و اکمل نہیں ہوا جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔اور اس کے ساتھ یہ بات بھی کہ حضرت ابوبکر صدیق مقام مکملیت سے بھی بہرہ مند تھے جس کے سبب سلسلہ نقشبندیہ میں اس کی شاخ مقدس پیوست ہے اور اس کا فیض عالی آج تک دنیا میں جاری ہے اور فقیر کے خاندان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ابو العالیہ سے حضرت مرتضوی کے علاوہ حضرت صدیق کے سلسلہ کی شاخ بھی داخل ہے۔اگر تو ان چمکتے موتیوں کو سینہ میں مزین رکھتا ہے تو آ کہ تیرے اوپر ہم عارفین کے کلمات مقدسہ کے

کچھ چیز ظاہر کریں اور اپنے مدعا کو کرسی انجلہ پر منقش کریں وبارک اللہ تعالیٰ وبالتوفیق کلام الملک ملک الکلام بادشاہ کا کلام بھی کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔

اس خزینہ کے کھولنے کا آغاز بھی فتح خیبر کی طرح ان کان تمنا جان مراد مشکل کشا دافع بلا کے نام اقدس یعنی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی چابی سے معلوم ہوا، محدث جلیل امام محب طبری ریاض النضرۃ فی مناقب عشرہ میں حضرت اُمید بن صفوان رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک طویل حدیث جو کہ فائدہ جلیل رکھتی ہے حضرت مولا علی پاک سے ذکر کرتے ہیں وہاں پر دیکھنا کہ حضرت ابو بکر صدیق کا مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ کے نزدیک کس قدر بلند تھا اور آپ کی تفضیل کو مولی علی نے کس معنی کے ساتھ کس رنگ میں بیان فرمایا۔ اس حدیث پاک سے چند حروف یہ ہیں کہ جب صدیق اکبر نے اس عالم سے خطیرۃ القدس کی طرف رحلت فرمائی تو مدینہ منورہ آپ کی رحلت سے اس طرح گریہ وزاری میں لرزا کہ جس طرح محبوب ذی الجلال صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک میں لرزہ براندام ہوا تھا۔ مولا علی المرتضیٰ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے آئے اور کہا!

یرحمك الله یا ابابکر کنت اول القوم اسلاماً واخلصهم ایماناً واشدهم یقیناً واخوفهم لله واکثرهم مناقباً وارفعهم درجةً واقربهم وسیلةً واشبههم برسول الله صلی الله علیه وسلم هدیاً و سمتاً و رحمة فضلاً واشرفهم منزلةً واکرمهم علیه صدقت رسول الله صلی الله علیه وسلم حین کذبه الناس و مضیت بنور الله اذ وقفوا فاتبعوك فهد وفوالله لن یصاب المسلون بعد رسولك صلی الله علیه وسلم هذا انتهی ملخصاً۔

(کشف الستار مناقب ابی بکر الصدیق، ص ۱۶۵، رقم: ۲۴۸۹، دار الرسالۃ العالمیہ دمشق)

ترجمہ: یعنی خدا تم پر مہربانی کرے اے ابو بکر تو قوم میں سے اول تھا از روئے اسلام اور ان میں سے خالص ترین تھا ایمان میں اور قوی ترین تھا ان مین سے یقین میں اور ان کی نسبت خدا پاک سے زیادہ ڈرنے والا تھا اور از روئے مناقب تو ان سے زیادہ تھا اور درجہ کے اعتبار سے تو ان سے اعلیٰ تھا اور وسیلہ کی رو سے تو ان سے زیادہ مقرب تھا اور راہ روشن اور مہربانی اور بزرگی میں تو ان سے زیادہ نبی پاک کے مشابہ تھا اور رتبہ کے اعتبار سے تو ان سے عالی تھا۔ اور جس وقت نبی پاک کی دوسروں نے تکذیب کی تو نے اس وقت آپ کی تصدیق کی اور اللہ کے نور سے تو راستے پر گامزن ہوا جس وقت کہ دوسروں کے پاؤں سست پڑ گئے پس انھوں نے تیری پیروی کی تو پس ان کو ہدایت ملی پس اللہ کی قسم نبی پاک ﷺ کی وفات اقدس کے بعد تیری وفات کی مثل مسلمان کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوں گے۔

اب تو یہاں غور کر کہ تفضیل صدیق امور ظاہر اور حسن سیاست اور انتظام مملکت میں ہے یا امور باطن اور مغز ولایت اور روح معرفت میں ہے جو کہ خلوص ایمان قوت یقین اور رب العلمین سے شدت خوف سے عبارت ہے۔ کوئی برتری دینے والا کیا کہتا ہے کہ جو معرفت الٰہی اور وصول خدا کی دولت میں کمتر ہے قوت ایمان اور کمال یقین میں بلند و بالا ہو جائے گا جو حضرت مولیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایسے وصف کے ساتھ متصف کرتے ہیں (جن کے ساتھ وہ متصف نہیں تھے) حالانکہ یہ خود ایک عظیم گناہ ہے پس دونوں احتمال کے باوجود ممنوع اور محال ہے اور صدیق اکبر کی فوقیت کا انکار عرفان اور کمال میں یہ خام خیالی ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی ''احیاء العلوم کی کتاب العلم'' میں فرماتے ہیں!

فاعلم أن ما ينال به الفضل عند الله شيء وما ينال به الشهرة عند الناس شيء آخر فلقد كان شهرة أبي بكر الصديق رضي الله عنه بالخلافة وكان فضله بالسر الذي وقر في قلبه وكان شهرة عمر رضي الله عنه بالسياسة وكان فضله بالعلم بالله الذي مات تسعة أعشاره بموته وبقصده التقرب إلى الله عز و جل في ولايته وعدله وشفقته على خلقه وهو أمر باطن في سره۔

(احیاء علوم الدین، بیان العلم الذی ھو فرض کفایۃ، الجز اول، ص، ۲۳، دار المعرفۃ بیروت)

یعنی پس تو جان لے کہ وہ چیز کہ جس کے ساتھ اللہ کے نزدیک فضیلت حاصل ہوتی ہے اور جن کے ساتھ لوگوں کے نزدیک شہرت پائی جاتی ہے وہ دوسری چیز ہے پس درحقیقت حضرت ابوبکر صدیق کے لیے شہرت خلافت کی وجہ سے تھی اور آپ کی فضیلت اس راز کے سبب تھی جو آپ کے دل میں جاگزیں تھا اور حضرت عمر کی شہرت سیاست کی وجہ سے تھی اور آپ کی فضیلت معرفت خدا کی وجہ سے تھی کہ جو آپ کی مرگ کے ساتھ دس میں سے نو حصے دنیا سے چلا گیا اور آپ کی فضیلت اللہ تعالیٰ کی طرف ولایت اور عدل اور شفقت کرنے میں مخلوق پر تقرب کے قصد کی وجہ سے تھی اور وہ ایک امر باطن ہے جو سر فاروقی میں ہے۔ اس ارشاد فیض کی وجہ سے اس شریعت اور طریقت کے پیشوا نے استیصال کلی پایا اور وہ بھی ہیں کہ جنھوں نے افضلیت شیخین کو ظاہری امور اور خلافت کے نظام اور حسن سیاست پر صرف محمول کرتے ہیں اور معرفت اور رب العزۃ کے قرب کی گفتگو کو اس بحث سے الگ تصور کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت فضیلت والے مسئلہ کا دارو

مدار انہی امور (معرفت خداوندی ولایت باطنی وغیرہ) کے ساتھ ہے جیسا کہ اس امام پاک نے اس کی طرف تصریح بھی فرمائی ہے۔

اور نیز احیاء العلوم شریف میں فرمایا ہے:

اذا ارتفع الحجب بالموت انقلبت المعرفة بعينها مشاهدة ويكون كل واحد على قدر معرفة فلذالك تزيد لذة الاولياء فى النظر اليه على لذة غيرهم بتجليه تعالىٰ اذ يتجلى لابى بكر خاصة وللناس عامة۔

جب پردے موت کے ساتھ اٹھ جاتے ہیں تو معرفت خود بخود مشاہدہ ہو جاتی ہے اور وہ مشاہدہ ہر ایک کو اس کو اپنی قدر و منزلت پر ہوتا ہے پس اسی وجہ سے اولیاء اللہ کی دیدار حق میں لذت دوسرے لوگوں سے فزوں تر ہوتی ہے۔حق تعالیٰ کی تجلی کے ساتھ جو کہ حضرت ابو بکر پر خصوصاً ہوگی اور دوسرے لوگوں کو عموماً ہوگی۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ الشریف ''فتوحات مکیہ'' میں فرماتے ہیں:

محمد صلى الله عليه وآله وسلم عبد الجامع ومامن قطب الاوله اسم يخصه زائد على الاسم العام الذى هو عبد الله سواء كان القطب فى زمان النبوة المقطوعة اوفى ولياء فى زمان شريفه محمد صلى الله عليه وسلم وكذالك الامامان لكل واحد منهما اسم يخصه ينادى به كل امام فى وقته هناك والامام الايسر عبد الملك والامام الايمن عبد الرب وهما للقطب وزيران فكان ابو بكر رضى الله عنه عبد الملك و عمر رضى الله عنه عبد ربه فى زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ان مات صلى الله عليه وسلم فسمى ابو بكر عبد الله وسمى عمر عبد الملك

وسمی الامام الذی وزن مقام عمر عبد ربه ولا یزال الامر علی ذالك الی یوم القیامة۔

یعنی محمد ﷺ عبد جامع ہیں اور اقطاب میں سے کوئی قطب ایسا نہیں مگر اس کے لیے ایک مخصوص اسم ہے جو اسم عام کے اوپر زائد ہے جو کہ عبد اللہ ہے، برابر ہے کہ وہ قطب زمان نبوت مقطوعہ میں ہو یا کہ زمان نبوت شریف میں ولی ہو اور اسی طور پر امام ہیں کہ ہر ایک کے لیے دو اسم ہیں ایک خاص کہ جس کے ساتھ امام پکارا جاتا ہے اپنے وقت میں اس جگہ اور بائیں جانب والے امام کو عبد الملک اور دائیں جانب والے کو عبد الرب کہتے ہیں اور یہ دونوں قطب کے لیے وزیر ہوتے ہیں پس ابو بکر عبد الملک تھے اور حضرت عمر عبد الرب تھے نبی پاک کے زمانہ میں اور نبی پاک کے وفات پانے کے بعد حضرت ابو بکر کا نام عبد اللہ رکھا گیا اور حضرت عمر کا نام عبد الملک رکھا گیا اور جو امام حضرت عمر کے قائم مقام رکھا گیا اس کا نام عبد الرب ہے اور تا قیامت اسی طور پر یہ کام جاری رہے گا۔

اور اسی میں فرمایا ہے!

جب کہ دو صادقین کا ایک وقت میں جمع ہونا صحیح نہیں ہے پس اسی سبب سے حضرت ابو بکر صدیق کے وصف کے ساتھ مقصود ہونے کی وجہ سے نبی پاک کے زمانہ میں آپ کے قائم نہ ہوئے پس اگر نبی پاک اس محل میں نہ پائے جاتے اور ابو بکر حاضر ہوتے تو ضرور جس جگہ رسول اللہ قائم تھے ابو بکر کو اس جگہ قائم مقام بنایا جاتا کیونکہ اس جگہ کوئی ایسا نہیں ہے آپ سے بڑا کہ جو آپ کو اس مقام سے باز رکھتا پس وہی اس وقت کا صادق اور حکم ہے اور جو کوئی بھی ابو بکر کے علاوہ ہے آپ کے ہی فرمان

کے تابع ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں!

حاصل یہ کہ یہ مقام ولایت کے مقامات سے ہے کہ جس کو ہم نے صدیقیت اور نبوت تشریع کے درمیان ثابت کیا ہے وہ مقام قربت ہے اور یہ خاص شمار کردہ لوگوں کے لیے حاصل ہے اور یہ نبوت تشریع سے کم اور صدیقیت سے برتر ہے درجہ میں اللہ کے نزدیک اور وہی ہے مشار الیہ اس سِرّ کے ساتھ کہ جو ابو بکر کے سینہ میں متمکن ہوا ہے۔ پس آپ نے اسی کے سبب تمام صدیقین پر بزرگی پائی اور یہ سر صدیقیت کی شرائط میں سے نہیں ہے اور نہ اس کے لوازم میں سے ہے پس حضرت ابو بکر اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی شخص دوسرا نہیں اور وہی صاحب صدیقیت ہے اور اسی راز کا مالک ہے۔

اور اسی فتوحات میں ہے کہ!

یہ گروہ مردوں میں بہت کم ہے کیونکہ وہ مقام انتہائی تنگ ہے اور اس مقام والے کو دائمی حضوری کی محتاجی ہوتی ہے اور اس مقام کے باشندوں سے برتر ابو بکر صدیق ہیں۔

اور اسی فتوحات میں ہے!

کہ جن قطبوں کی اصطلاح کی گئی ہے اس بات پر کہ ان کے لیے یہ نام ہو اور زمانہ میں ان میں سے ایک ہوتا ہے اور وہی غوث ہے اور خداوندی بارگاہ کے مقربین سے ہے اور اپنے زمانہ میں وہ جماعت کا سردار ہوتا ہے اور ان مین سے بعض کے لیے ظاہری فرمانروائی ہوتی ہے اور خلافت ظاہرہ بھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ مقام کے

مطابق خلافت باطنی حاصل ہوتی ہے۔حضرت ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور معادیہ ابن یزید اور عمر بن عبد العزیز اور متوکل رضی اللہ عنہم کی طرح اور ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے لیے خلافت باطنی خاص ہوتی ہے اور ظاہری میں ان کے لیے حکومت نہیں ہوتی جیسے کہ احمد بن ہارون الرشید اور ابو یزید بسطامی ہیں۔اور دوسرے کئی اقطاب کے جن کے لیے ظاہر میں حکومت نہیں ہے بعض ان میں سے امام ہیں اور ہر زمانہ میں دو سے زیادہ امام نہیں ہوتے کیونکہ تیسرا امام نہیں ہوتا ایک کو عبد الرب اور دوسرے کو عبد الرب کا نام دیتے ہیں اور قطب کا نام عبد اللہ ہوتا ہے۔رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لما قام عبد اللہ۔یعنی جس وقت عبد اللہ قائم ہوئے یعنی محمد ﷺ اقطاب سارے کے سارے عبد اللہ ہیں اور امام ہر زمانہ میں عبد الملک اور عبد الرب ہیں۔

(فتوحات مکیہ، ج ۲، ص ۹، مطبوعہ بیروت، رسائل ابن عابدین، ج ۲، ص ۲۶۵، مطبوعہ مکتبہ محمودیہ کوئٹہ)

اور یہ دونوں امام قطب کے خلیفہ ہوتے ہیں جس وقت وہ وفات پاتا ہے اور یہ دونوں وزیر ہوتے ہیں ان میں سے ایک عالم ملکوت کے مشاہدہ پر مامور ہوتا ہے اور دوسرا عالم ملک پر۔

اور ہمارے مرشد سیدنا حمزہ قدس سرہ اپنے بیاض مسمی بہ فص الکلمات کی جلد اول میں فرماتے ہیں:

کلمہ اللہ تعالیٰ فی احوال اولیاء اللہ ابو بکر "اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ"۔اللہ تعالیٰ نے اولیاء کے بارے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ (بھی ان میں سے ہیں) سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم (کنز الایمان)

حضرت ابو بکر شیخ الاسلام اور نبیوں کے بعد خیر الانام اور خلیفہ پیغمبر اور اہل تجرید کے سردار امام اور ارباب تفرید کے شہنشاہ ہیں اور آپ کی کرامات مشہور ہیں اور مشائخ نے آپ کو ارباب مشاہدہ میں سے مقدم رکھا ہے۔آپ سرکار جب رات کو نماز پڑھتے تو قرآن کو نرم آواز میں تلاوت فرماتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز میں پڑھتے تھے رسول اکرم نے ابو بکر صدیق سے پوچھا کہ کس لیے تم قرآن آہستہ پڑھتے ہو؟ آپ نے کہا! انا اسمع من اناجیه یعنی میں جو سن رہا ہوں کہ کس سے سرگوشی کر رہا ہوں اس وجہ سے کہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھ سے غائب نہیں ہے اور اس کے سامنے آہستہ اور اونچا سب برابر ہے اس کو صدیق کہتے ہیں۔

اور عوام الناس میں سے صدیق وہ ہے جو اس بات پر تصدیق میں کامل ہو کہ جس بات کو لے کر رسول آئے ہیں اور مقام صدیقیت سے سوائے مقام نبوۃ کے اور کوئی مقام بلند نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ لوگ کہ جن پر اللہ پاک نے انعام فرمایا ہے وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں پس اللہ کریم نے مرتبہ نبوت اور مرتبہ صدیقیت کے درمیان کوئی دوسرا مرتبہ حائل نہیں فرمایا کہ جو اس کے درمیان خلل ڈالے اور اسی بات کی طرف نبی کریم کے قول مبارک سے اشارہ ہے۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے! میں اور ابو بکر نے ایک کام میں مسابقت کی، پس اگر وہ مجھ سے سبقت کرتے تو میں ان پر یقین کر لیتا لیکن میں ان سے سابق رہا تو وہ مجھ پر ایمان لے آئے اور آپ فرماتے ہیں میں نے ہر چیز سے پہلے اپنے رب کو دیکھا۔

”ہر وہ شخص کہ جس کو وحدت میں شہود حاصل ہوتا ہے پہلے اس کی نظر وجود پر پڑتی ہے“

جس وقت صدیق اکبر نے حضرت بلال کو خریدا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو

بلال کی بیع میں شریک کرو صدیق نے عرض کی یارسول اللہ خدا تعالیٰ تولا شریک ہے یہ بات بہت بلند ہے سمجھ میں کم آتی ہے جس وقت حضرت صدیق کی خلافت میں بیعت کی گئی آپ سرکار رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا درمیان خطبہ آپ نے فرمایا! اللہ کی قسم میں کسی رات اور دن میں حکومت پر حریص نہیں ہوا اور نہ ہی رغبت کی اور نہ ہی کبھی اللہ پاک سے اس کا سوال کیا ظاہراً اور خفیاً اور نہ ہی میرے لیے اس حکومت میں کوئی سکون ہے۔ پس اس فرقہ کی تجرید و تمکین اور فقر پر حرص اور ترک ریاست کی تمنا کی اقتداء بھی آپ ہی کی طرف سے حاصل ہوئی اور اسی کتاب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان والوں کے سردار اور اہل تحقیق کے امام ہیں اور محبت کے سمندر کے اندر غوطہ زن ہیں ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مشہور و معروف اور ایک مخصوص فراست حاصل تھی آپ کی فراست اور صلابت کے بارے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

"الحق ینطق علی لسان عمر" حق عمر کی زبان مبارک پر چلتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں!

"العزلۃ راحۃ من خلطاء السوء"

گوشہ نشینی یا کنارہ کشی باعث اطمینان و سکون ہے برے میل جول سے۔

نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کوئی چیز نہ دیکھی مگر اس کے ساتھ اپنے رب جلیل کو پایا اور اسی کتاب میں ہے جس وقت مصر فتح ہوا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وہاں کے حاکم تھے مصر کے لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ دریائے نیل کی یہ عادت ہے کہ اسی مہینہ میں ہر سال ایک کنواری لڑکی ہم اس میں پھینکتے ہیں اگر ہم ایسا

نہ کریں تو وہ خشک ہو جاتا ہے۔ تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی حضرت عمر پاک نے کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ بھیجا (اللہ کے بندے امیر المومنین عمر کی طرف سے مصر کے دریا نیل کو اما بعد پس اگر تو اپنی طرف سے جاری ہوتا ہے تو مت چل اور اگر اللہ واحد قہار تجھ کو چلاتا ہے۔

"فنسأل الله الواحد القهار ان تجريك"

پس میں اللہ وحدہ قہار سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۶۱۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

لوگوں نے اس رقعہ کو پھینکا تو سولہ گز پانی اوپر آگیا۔ پس اس طریقت کے گروہ کی اقتداء دین میں سختی اور پیوند لگے لباس کو پہننے میں آپ کی جانب سے ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق کے بعد آپ تمام مخلوق کے امام ہیں اور اسی کتاب میں حضرت عثمان کے مناقب میں لکھا ہے کہ عثمان گنج حیاء عبد اہل صفا متعلق درگاہ رضا ابو عمر عثمان بن عفان کے فضائل اور مناقب ظاہر ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جس چیز کا بھی مشاہدہ کیا تو اس کے بعد اپنے رب کو پایا، جس وقت حضرت عثمان کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا تو حضرت حسن بن علی آپ کے پاس تلوار لیے ہوئے آئے اور کہا اگر آپ حکم دیں تو میں مسلمانوں پر تلوار کھینچوں تو حضرت عثمان نے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے لوٹ جاؤ اور گھر جا کر بیٹھو یہاں تک کہ اللہ پاک کوئی حکم بھیجے ہمیں مسلمانوں کے خون بہانے کی کوئی حاجت نہیں، اور یہ مصیبت کے آنے کے وقت اور بیزاری کے وقت تسلیم کی علامت ہے جیسا کہ نمرود نے آگ جلائی اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو اس میں ڈالا تو یہاں پر حضرت عثمان

حضرت خلیل کی جگہ پر ہیں اور حضرت حسن جبرائیل کی جگہ پر البتہ حضرت خلیل کو بلا کے اندر نجات ملی اور حضرت عثمان کو ہلاکت اور نجات کا تعلق بقا کے ساتھ تھا اور ہلاکت کو بھی اسی طرح پس اہل طریقت مال کے خرچ کرنے اور حیاء اور تسلیم امور کے اندر حضرت عثمان کے پیروکار ہیں۔

امام علامہ قطب الوجود سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی جو کہ اکابرین اولیاء اور اعاظم علماء کرام میں سے ہیں کتاب ''الیواقیت والجواہر'' میں فرماتے ہیں:

ان افضل الاولیاء المحمدیین ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

درحقیقت اُمت محمدیہ کے سب سے بڑے ولی ابو بکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان پھر علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(الیواقیت والجواہر، ج ۲، ص ۳۲۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

مخدوم قاضی شہاب الدین دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''تیسیر الاحکام'' میں لکھتے ہیں:

کہ کوئی ولی کسی نبی کے درجہ تک نہیں پہنچتا کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق حدیث پاک کی رو سے انبیاء کے بعد تمام اولیاء سے برتر ہیں اور آپ کسی پیغمبر کے درجہ تک نہیں پہنچے اور آپ کے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب ہیں اور ان کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان ہیں اور آپ کے بعد امیر المومنین علی بن ابی طالب ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(سبع سنابل، ص ۱۰، مطبوعہ النوریہ الرضویہ لاہور)

جو شخص امیر المومنین حضرت علی کو خلیفہ نہیں جانتا وہ خارجیوں میں سے ہے اور جو حضرت

علی کو امیر المومنین ابو بکر و عمر پر فضیلت دیتا ہے وہ روافض میں سے ہے انتہی۔

(سبع سنابل، ص ۱۰، مطبوعہ لاہور)

اور قاضی مخدوم صاحب کے اس کلام کو حضرت سیدنا میر سید عبد الواحد بلگرامی افاض اللہ علینا من فیضۃ السامی بھی سبع سنابل میں سند اور اعتماد کے ساتھ لائے ہیں اور خود حضرت میر قدس سرہ المنیر اسی کتاب سبع سنابل میں کہ جس کے اوصاف و آلائش سے کچھ بیان کیا ہے یہ ایسی کتاب ہے کہ جس کے بارے میں شاہدین عدول مثل صبغۃ اللہ بروجی اور شاہ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی چشتی اور حضرت سید حمزہ تاجدار مسند مارہرہ قدرست اسرارہم المطھرہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ کتاب مستطاب نبی پاک صاحب لولاک کی بارگاہ میں مقبول ہوئی ہے۔(مآثر الاکلام، ص ۲۹، مطبوعہ لاہور، الفتاوی الرضویہ، ج ۲۸، ص ۴۸۶ مطبوعہ لاہور)

آپ فرماتے ہیں: یہ جو حدیث کہ شیخ مخدوم شہاب الدین سہروردی نے "عوارف المعارف" میں نقل کی ہے کہ!

اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز میرے سینہ میں ودیعت نہیں فرمائی مگر تحقیق میں نے اس کو ابو بکر کے سینہ میں ودیعت کر دیا۔ یہ تمام صحابہ کے بارے میں ہے اور ابو بکر کے ذکر کی تخصیص از روئے شرف و فضیلت کے ہے۔(سبع سنابل، ص ۱۶، مطبوعہ لاہور)

نیز سبع سنابل میں آپ نے فرمایا یہاں سے یہ معلوم ہو جانا چاہیے کہ دنیا میں نہ تو مصطفی ﷺ جیسا کوئی پیر ہوا ہے اور نہ حضرت ابو بکر جیسا کوئی مرید بنا ہے۔

(سبع سنابل، ص ۱۴۔۱۵، مطبوعہ لاہور)

اور گنج فیاض مولفہ قاضی شرف الدین قادری منیری میں ان کا اپنے شیخ کے متعلق ایک

واقعہ ماہ صفر ۷ ۱۱۴ھ کا مرقوم ہے کہ حضرت پیر دستگیر نے فرمایا کہ!

جب کوئی آدمی مخدوم سید اشرف جہانگیری کے پاس آتا اور کہتا کہ میں مرید ہونا چاہتا ہوں تو مخدوم کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا اور آپ فرماتے تھے کہ اگر پیر تھے تو وہ محمد ﷺ تھے اور اگر کوئی مرید تھا تو وہ صرف صدیق تھا آییئے ہم ان کے طفیل استغفار کرتے ہیں تا کہ خدا ہم کو بخش دے۔

فوائد رکنی مخدوم جہاں قدس اسرارہ میں ہے کہ!

پیر حضرت محمد مصطفی ﷺ جیسا ہونا چاہیے جو کہے کہ" ماصب الله فی صدری شیئاً الا و قد صببت فی صدر ابی بکر"۔

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا۔

اور یہ صبّی (اسرار کا ڈالنا) دل سے دل کی طرف تھا کہ زبان اور کان کو اس کی خبر تک نہ ہوئی خوش قسمت وہ پیر اور خوش قسمت وہ مرید جب سے یہ جہاں بنا ہے نہ کوئی ایسا پیر دیکھا ہے اور نہ کوئی ایسا مرید سنا ہے۔

مکتوبات حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ میں مکتوب نمبر ۷ میں"در بلندی ہمت مرداں خدا" میں فرماتے ہیں!

کہ جب صدیق اکبر کو وقت نے فرصت عطا کی تو آپ نے کیا کہا!

ماالایمان یا رسول اللہ

سبحان اللہ اس دولت جاوید کے باوجود آپ کا وجود مسعود انبیاء کے بعد افضل مخلوقات ہے۔ اور باوجود اس نعمت عالی کے کہ:

"اتزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح"

رسول اشرف ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی اُمت کے ایمان کو ابو بکر کے ایمان کے ساتھ تولا تو ابو بکر کا ایمان راجح (بھاری) ہو گیا۔

آپ فرماتے ہیں: ما الایمان۔ یا رسول اللہ ایمان کیا ہے؟

واہ کیا ہمت عالی اور واہ کیا آنکھ ہے کہ جن کے بارے میں لوگ کہیں کہ جب تک جہاں قائم ہے نہ ان جیسا مرید دیکھا اور نہ ان جیسا کوئی پیر۔

مکتوب نمبر ۱۵ میں فرماتے ہیں! جب کہ صدیق اکبر انبیاء کے بعد تمام مخلوق سے کامل اور افضل ہیں تو آپ نے اپنے پیر کے قدم پر قدم رکھا یہاں تک کہ کہا!

العجز من درك الادرك ادراك۔

کہ حقیقت کو پانے سے عاجز ہو جانا ہی اصل حقیقت کو پالینا ہے۔

مکتوب نمبر ۳۴ میں ہے! شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم نے صدیق اکبر کی افضلیت کا مذہب رب العالمین کے خزائن میں سے حاصل کیا ہے۔ شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ "منطق الطیر" میں فرماتے ہیں!

کہ دین متین کے اندر حضرت صدیق کا مقام قطب حق ہے آپ تمام کاموں میں سے سب سے سبقت لے گئے ہیں۔ اور جو کچھ حق نے بارگاہ کبریاء سے ذات مصطفی کے سینہ مبارک پر اتارا۔

آپ سرکار ﷺ نے وہ سب کا سب صدیق کے سینہ میں منتقل فرمایا اور جو کچھ آپ سرکار نے حاصل کیا یقیناً اس سے صدیق کو عطا کیا۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ "مثنوی شریف" میں فرماتے ہیں! حضرت خواجہ بہاو الدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا نبی پاک کے اس فرمان کے مطابق کہ اگر کسی بشر کو اس خاص مقام میں میرے

ساتھ شرکت ہوتی تو وہ ابوبکر ہوتے تو یہ دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت ابوبکر صدیق علم باطن اور ولایت کے مطابق کہ جس کو علم باللہ کہتے ہیں آپ اولیائے اُمت میں سے سب سے اکمل اور افضل اور اعلم اور اعظم ہیں بلکہ پیغمبروں کے بعد آپ تمام صدیقوں سے افضل ہیں۔اور اہل بصیرت کے پیشوا ہیں اور اسی معنی پر اجماع ہے۔اور یہ معنی اس خیال باطن اور وہم خام کا بھی کلی طور پر قلع قمع کرتا ہے جس کو کوئی شخص اس کے بر خلاف اعتقاد کرے اور حضرت صدیق کی افضلیت کی کسی دوسری بات پر تاویل کرے انتھی۔

حضرت خواجہ بہاوالدین نقشبند کے خلیفہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے ملفوظات طیبات حضرت خواجہ بہاو الدین نقشبند مسمی بہ رسالہ قدسیہ تالیف فرمایا اسی میں یہ قول مبارک آپ نے ذکر کیا ہے۔"اگر کوئی فضیلت میں بحث کرنے والا یہ کہے کہ حضرت خواجہ نقشبند نے یہ اجماع غلط نقل کیا ہے یا اس وجہ سے کہ حضرت خواجہ صاحب کی سلسلہ کی شاخ حضرت صدیق کے ساتھ وابستہ ہے اس وجہ سے حضرت خواجہ صاحب نے اکابر عارفین کے خلاف نسبت قائم کی ہے تو یہ کس قدر سخت بے ادبی اولیائے کرام کی شان میں ہے۔اور حقیقت میں جب بات اس معترض کے برخلاف ہے تو ان بزرگوں کے اجماع کے بعد باقی کون سا چارہ رہ گیا ہے۔

کشف المحجوب شریف میں ہے!

ان الصفا صفة الصدیق ان اردت صوفیا علی التحقیق۔

صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع ہے،اس کی اصل دل کو غیر اللہ سے منقطع کرنا ہے اور اس کی فرع دل کو داغدار دنیا سے خالی کرنا ہے اور یہ دونوں حضرت صدیق کی ہیں۔

ثابت ہوا اہل طریقت کے امام بھی آپ ہیں۔

اسی کتاب کے ساتویں باب در ذکر ائمہ و مقتدایان طریقت میں آپ نے چار یاروں کو ترتیب کے ساتھ شمار کیا ہے اور ہر ایک یار کے مناقب ایسے الفاظ میں بیان فرمائے ہیں کہ جس سے بدعت جل کر راکھ ہو جاتی ہے اور ایمان کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ اس سے چند باتیں یہاں پر ذکر کرتے ہیں:

آپ فرماتے ہیں کہ انہی چار طریقت کے اماموں میں سے شیخ الاسلام بعد از انبیاء خیر الانام خلیفہ پیغمبر امام و سید اہل تجرید شہنشاہ اہل تفرید آفات انسانی سے دور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق ہیں کہ جن کی کرامات مشہور ہیں اور آپ کے معاملات اور حقائق کے اندر آیات اور دلائل ظاہر ہیں اور تصوف کے باب کے اندر تھوڑا اس کا ذکر کیا ہے اور مشائخ کرام نے آپ کو ارباب مشاہدہ میں سے مقدم رکھا ہے، قلت روایت اور حکایت کے ساتھ اور حضرت عمر کو ارباب مجاہدہ کا مقتدا رکھا ہے خصوصاً آپ کے معاملات کے اندر عادلانہ احتساب کو۔ مجاہدہ کا مقام مشاہدہ کے مقام کے پہلو میں اس طرح ہے جیسے ایک قطرہ کا مقام سمندر میں ہوتا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هل انت الاحسنة من حسنات ابی بکر۔

کہ آپ تو ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہو۔

جب حضرت عمر حضرت ابو بکر کی خوبیوں میں سے ایک خوبی تھے حالانکہ اسلام کی عزت آپ سے تھی اب تو غور کر کہ دوسرے جہان والوں کی حالت کیا ہوگی۔ کیونکہ

؎ یہ تو شان ہے ان کے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

اور اسی کتاب میں ہے کہ صدیق اکبر انبیاء کرام کے بعد تمام مخلوقات سے مقدم ہیں اور یہ جائز نہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی اور مقدم ہو سکے اور تمام صوفیاء کے مشائخ اسی مذہب مہذب پر ہیں۔ اور اسی کتاب میں ہے کہ تمام مسلمانوں کے دین کے امام بھی صدیق اکبر ہیں اور اہل طریقت کے بھی خصوصاً امام آپ ہیں۔

اور اسی کتاب میں ہے! کہ طریقت کے اماموں میں سے۔۔۔اصل ایمان صعلوک اہل احسان امام اہل تحقیق غریق بحر محبت ابو حفص عمر بن خطاب بھی ہیں کہ جن کی کرامات مشہور ہیں اور آپ کی فراستیں مذکور ہیں اور خصوصاً آپ صلابت اور فراست میں مشہور تھے اور اس راہ میں آپ کے لطائف ہیں اور اس معنیٰ میں آپ کے دقائق بے شمار ہیں اور حضرت عمر باطنی راز اس طریقت کے اندر بے شمار ہیں جن کو اس کتاب میں شمار کرنا ناممکن ہے حضرت عمر نبی اکرم ﷺ کے خاص ترین صحابہ میں سے تھے اور آپ کے افعال بارگاہ خداوندی میں اس حد تک مقبول تھے کہ حضرت جبرائیل اسلام کے ابتدائی زمانہ میں رسول پاک کی بارگاہ میں آئے اور عرض کی یا محمد ﷺ تحقیق آپ کو آج کے دن عرشی عمر کے اسلام لانے پر خوش خبری دیتے ہیں پس یہ صوفیا کا گروہ پیوند لگے کپڑوں اور دین کے اندر مضبوط عمل میں حضرت عمر کے ہی پیرو ہیں اور حضرت ابو بکر کے بعد آپ ہی تمام مخلوق کے ہر بات میں امام ہیں۔ اور اسی کتاب میں حضرت سید الطائفہ شیخ المشائخ جنید بغدادی سے منقول ہے کہ توحید کے بارے میں سب سے اعلیٰ قول حضرت ابو بکر کا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات عالی صفات وہ ذات ہے کہ جس نے اپنے بندوں کے لیے سوائے عجز کے اور کوئی راستہ نہیں رکھا۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے پیرو مرشد حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی آداب المریدین میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ!

اگر تمام زمین والوں کے ایمان کے ساتھ ابو بکر کے ایمان کا وزن کروں تو ابو بکر کا ایمان بڑھ جائے گا۔

اور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ!

ابو بکر روزوں اور نمازوں کی کثرت کی وجہ سے برتری نہیں رکھتے بلکہ اس چیز کے سبب برتری رکھتے ہیں جو ان کے سینہ میں جاگزین ہے۔

(احیاء العلوم ج ۴،ص ۷۳،دار الحدیث قاھرہ،الاجوبۃ المرضیۃ للسخاوی،ج ۳،ص ۱۱۴۷،دار الرایۃ ریاض)

اور اس وجہ سے نبی اکرم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر کے حال مبارک سے ظاہر ہوا جو دوسروں کے حال سے ظاہر نہ ہوا۔انتھی۔

حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری اس کتاب کی شرح میں فرماتے ہیں کہ!

شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس خبر سے اس بات پر دلیل لاتے ہیں کہ اعضا کی حرکت سے جو عمل حاصل ہوتا ہے اس عمل سے دل کی حرکت والا عمل برتر ہے،یہاں تک کہ آپ نے فرمایا ثابت ہوا کہ دل کی حرکات کے ساتھ عمل جسمانی ظاہری اعضاء کے عمل سے برتر ہے۔وگرنہ ظاہری اعضاء کے عمل میں تو نبی پاک کے سارے صحابہ برابر تھے جیسے حضرت ابو بکر کا عمل ظاہری تھا دوسروں کا بھی اسی طرح تھا اور آپ کا قول لہٰذا ظاہراً اس بات پر تائید ہے کہ صدیق اکبر کی تمام مخلوق پر اس چیز کی وجہ سے فوقیت تھی جو چیز آپ کے دل میں ساکن تھی اور تو نہیں دیکھتا کہ آپ کے حال شریف جو کچھ نبی پاک

کی رحلت کے بعد ظاہر ہوا ایسا کسی دوسرے کے حال سے ظاہر نہ ہوا اور حدیث پاک میں ہے کہ ایک دن سیدنا صدیق اکبر مسجد میں تشریف لائے سید عالم ﷺ نے فرمایا آگے آؤ آپ آگے آئے پھر فرمایا آگے آؤ آپ سامنے آئے چند بار آپ نے اس طرح فرمایا اور آپ سامنے آگئے یہاں تک کہ صدیق اکبر کے زانو نبی پاک کے زانوے پاک کے برابر ہو گئے، ایک اعرابی اٹھا اور کہا یارسول اللہ صدیق اکبر کو یہ تمام مرتبہ اس وجہ سے ملا ہے کہ آپ نے چالیس ہزار دینار سرعام اور چالیس ہزار دینار مخفی دیئے ہیں (صدقہ کیے ہیں) اور اگر ہم بھی ۸۰ ہزار دینار دیں تو اس مرتبہ تک پہنچ جائیں گے ؟۔سید عالم ﷺ نے فرمایا اے اعرابی! نہیں، اعرابی نے کہا یارسول اللہ اگر اس سے دوگنا دیں تو پہنچ جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، اور فرمایا! اگر تم دس گنا بھی اس سے زیادہ دینار دو تو بھی اس مقام پر نہیں پہنچو گے ۔اعرابی نے عرض کیا کیوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا! کہ صدیق کا مقام اس مال کے قربان کرنے کی وجہ سے اعلیٰ نہیں ہے بلکہ اس کا مقام اس چیز کی وجہ سے برتر ہے جو اس کے دل میں جاگزیں ہے۔اور وہ عظمت و جلال خداوندی ہے کہ جو اس کے راز میں ظاہر ہوئی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ حضرت صدیق کے لیے ایک خاص مقام تھا جو دوسروں کے لیے نہ تھا۔انتہی۔

نیز شرح آداب المریدین میں آیت محمد رسول اللہ۔۔۔۔الخ، کی تفسیر میں حضرت عثمان پر اور حضرت عثمان کی حضرت علی پر تفضیل ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

پھر ان تینوں خلفاء کرام سے ہر ایک کے لیے خدا تعالیٰ نے ایک الگ مقام پیدا کیا مگر حضرت ابو بکر کے لیے نیا کوئی مقام سوائے ''والذین معہ'' کے اور

کوئی پیدا نہ کیا۔ پس جس کسی کو کوئی برتری ملی حضرت ابوبکر صدیق کے واسطے سے ملی اور تمام کو صدیق اکبر کی وجہ سے فائدہ معیت حاصل ہوا۔

حضرت مخدوم جہاں ''مکتوبات صدی'' میں فرماتے ہیں!

حضرت ابوبکر صدیق کی معرفت جو کہ انکے جلے ہوئے دل کی خوشبو مقام قدس کے رہنے والوں کے مشام تک جا پہنچی وہ کامل تر تھی ان کی لذت دوست سے بہت زیادہ تھی۔

نزہت الارواح کے حوالہ سے پہلے بھی بات گزر چکی ہے کہ حضرت صدیق اکبر صاحب استقامت میں اور کرامت کی بلندیوں پر فائز اور مقام تجرید کے پیشوا اور تمام اہل توحید کے سرفہرست اور حضرت صادق جل وعلا کی بارگاہ کے مقربین میں سے تھے حق کی قسم سب سے مقدم اس راہ میں آپ ہی ہیں۔

شواہد النبوۃ میں فرماتے ہیں کہ!

صدیق اکبر نے اپنے مرض کے دوران فرمایا کہ آج رات میں نے خلافت والے معاملہ کو جب سونپنے کے بارے میں بار بار استخارہ کیا اور خدا تعالیٰ سے استدعا کی کہ جس میں تیری رضا ہو اسی میں مجھ کو توفیق عطا کرے اور آپ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا اور ایسا کون سا عقل مند ہے کہ جو باری تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کے وقت جھوٹ کو جائز سمجھے اور مسلمانوں کو جھوٹ کے ساتھ دھوکہ دینے کو جائز رکھے۔لوگوں نے عرض کی اے خلیفہ رسول کسی کو بھی آپ کے صدق میں شک نہیں ہے جو کچھ آپ فرمانا چاہتے ہو فرما دو۔آپ نے کہا! رات کے آخری پہر میں نیند نے مجھ پر غلبہ کیا۔رسول اکرم ﷺ کو میں نے دیکھا آپ ﷺ دو سفید کپڑوں میں ملبوس تھے

اور ان کے کنارے لپیٹے ہوئے تھے اچانک سفید لباس سبز ہوگیا اور چمکنا شروع کر دیا اور اُس کا نور ایسا چمکا کہ آنکھوں کی بینائی اس سے چلی گئی اور نبی کریم ﷺ کے دونوں طرف بلند و بالا دو مرد تھے جو کہ حسن و جمال میں با کمال تھے اور ان کا لباس نورانی تھا اور ان کی ملاقات سرور کا ساماں تھی، پس نبی اکرم ﷺ نے مجھ کو سلام کیا اور مصافحہ کی شرط سے مشرف کیا اور اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور جو بے قراری اور اضطرابی میں اپنے سینہ میں پاتا تھا وہ ختم ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اے ابو بکر تیری لازوال قربت کا بہت اشتیاق ہے کیا ابھی وقت نہیں ہوا کہ میرے پاس تو آئے۔ میں خواب میں اس قدر رویا کہ میرے اہل خانہ نے بھی اس کو سن لیا اور پھر اس کی مجھے انھوں نے خبر بھی دی۔ میں نے کہا یارسول اللہ آپ کے پاس آنے کو میرا شوق بہت زیادہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا: تھوڑا وقت باقی ہے کہ تیرا ملاپ ہم سے ہوگا جو کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو خلافت کے سپرد کرنے میں اختیار بخشا ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کی خلافت کے لیے کس کو چنو؟۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُمت کا والی فاروق کو بنا دو جو کہ عامل صادق ہے اور زمین و آسمان میں مقبول ہے اور فرماتے ہیں سب سے زیادہ پاک ہے یعنی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پھر فرمایا یہ دو مرد دنیا میں تیرے وزیر ہیں اور وقت وفات میں تیرے مددگار ہیں اور بہشت میں تیرے قربت دار ہیں۔ اُس کے بعد ان مردوں نے مجھ کو سلام کیا اور کہا کہ تو نے اس گھٹیا دنیا سے چھٹکارا پالیا اور تو آسمان میں بھی صدیق ہے اور فرشتوں کے مابین بھی صدیق ہے اور زمین میں بھی صدیق ہے اور مخلوقات کے درمیان بھی صدیق ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے

ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ دو مرد کون ہیں کہ ان کی مثل میں نے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دو فرشتے جبرائیل اور میکائیل ہیں۔ پس آپ ﷺ چلے گئے اور میں بیدار ہو گیا میرا رخسار آنسوؤں سے تر تھا اور میرے گھر والے میرے سرہانے کے اوپر رو رہے تھے۔

خواجہ محمد پارسا (فصل الخطاب) میں فرماتے ہیں کہ!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح دنیا والوں کا دنیا کی عزت میں فرق ہے اسی طرح عقبیٰ والوں کا بھی عقبیٰ کی عزت میں فرق ہے اور جس طرح کہ دنیا والوں کا اور عقبیٰ والوں کا دنیا اور عقبیٰ میں درجوں میں فرق ہے اسی طرح اہل اللہ کا بھی معرفت خداوندی میں فرق ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو رسول اکرم سید الثقلین کا یہ قول مبارک کیسے درست ہوتا کہ ابو بکر نے تم سب پر صلوٰۃ و صیام کی کثرت سے فضیلت نہیں پائی پس بہ تحقیق اس نے تم پر اس چیز کے سبب فضیلت پائی جو اس کے سینہ میں قرار پکڑے ہوئے ہے اور اسی طرح مصطفی کریم ﷺ کے قول مبارک کی تحقیق کس صورت میں عیاں ہوتی ہے جو آپ نے فرمایا اگر ابو بکر کے ایمان کا زمین والوں کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان بڑھ جائے گا۔

شاہ عبدالقدوس چشتی گنگوہی مکتوب نمبر ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ!

صدیق اکبر یار غار تھے۔ آپ کا جمال و کمال اسی قدر تھا کہ کوئی متقدمین اور متاخرین اولیاء میں سے آپ کے مرتبے کو نہیں پہنچا۔ مکتوب نمبر ۸۴ میں ہے کہ صدیق اکبر ایسے بلند مقام پر فائز ہیں کہ کسی ولی کا ہاتھ ابتداء عالم سے موجودہ زمانہ تک آپ کے دامن اقدس تک بھی نہ پہنچا۔ مکتوب نمبر ۱۰۵ میں لکھتے ہیں کہ غیر صحابی اگرچہ

بلند مراتب تک پہنچتا ہے اور مناقب تصرف اور صاحب ولایت اور صاحب عطاء بن جاتا ہے مگر کسی صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچتا کیونکہ فضل صحبت فضل کلی ہے اور یہ فضل جزی ہے اور فضل جزی فضل کلی کے برابر نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے صدیق اکبر کو تمام عالم کے اولیاء پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے ابتداء سے انتہا تک فضل صحبت کو پایا۔

مکتوب نمبر ۱۶۱ میں ہے حق تعالیٰ کی تجلی انبیاء و اولیاء میں سے ہر ایک پر دنیا و آخرت میں اور عام مومنوں پر آخرت میں اس کی طاقت کے مطابق ہوگی اور اللہ تعالیٰ مخلوق کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور ابو بکر کے لیے خاص تجلی۔

شرح تعرف کے باب نمبر ۲۴ میں ہے کہ شاید یہ تفاضل بہشت کے درجات میں ہے اور جس کسی کا درجہ بڑا ہو گا اُس کی فضیلت بھی زیادہ ہوگی جیسے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا بے شک اہل جنت مقام علیین والوں کی طرف ایسے دیکھیں گے جس طرح کہ وہ ستاروں کو دیکھتے ہیں جو آسمان کے کناروں میں ہیں اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم انہی علیین میں سے ہیں اور شاید کہ دنیا کے اندر تفاضل بمعنی مشاہدہ سیر کے ہو کہ جس کسی کا مشاہدہ سیر میں زیادہ اُس کی فضیلت بھی زیادہ جیسا کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر نے تم سب پر کثرت صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے فضیلت نہ پائی اور بے شک اُس نے تم پر ایک چیز کے سبب فضیلت پائی جو چیز اُس کے سینہ میں جا گزیں ہے۔ یا فرمایا اُس چیز کے سبب جو آپ کے دل میں قرار پکڑے ہوئے ہے یعنی اُس کے دل میں محرم ہے اور تعظیم کی مقدار مشاہدہ کی مقدار پر ہوتی ہے جتنا مشاہدہ زیادہ ہو گا تعظیم بھی اتنی زیادہ ہوگی اور اگر تعظیم زیادہ ہوگی تو شرم بھی زیادہ ہوگا اور اگر شرم زیادہ ہوگا تو مذمت بھی زیادہ ہوگی اور بے تعظیمی بے شرمی کی دلیل ہے اور بے شرمی بے تعظیمی کی وجہ سے

ہے اور بے تعظیمی بے مشاہدتی کی وجہ سے ہے اور بے مشاہدتی بے ایمانی کی علامت ہے اور اسی حقیقت کے متعلق نبی کریم ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ حیاء ایمان میں سے ہے بمنزلہ سر کے جسم سے جس طرح کہ بغیر سر والے جسم کو بقاء نہیں ہوتی اسی طرح بغیر شرم کے ایمان کو بقاء نہیں ہوتی جیسے کہ مشہور ہے جس میں حیاء نہیں ہے اُس میں ایمان نہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت میں فرماتے ہیں!

حضرت صدیق اکبر کے آنحضرت ﷺ کے بارے میں ادب کو دیکھئے کہ اس ادب نے آپ کو کہاں تک پہنچا دیا۔ یہ آنحضرت کے بعد ان کا قائم مقام اور اُمت کا امام بنا دیا اور اس مرتبہ تک پہنچایا کہ جس جگہ کوئی شخص نہ پہنچا۔ انتھی۔

خاتم الاولیاء حضرت سیدنا قبلہ عارفین کعبہ واصلین حضور سیدنا مولانا سید شاہ آل احمد اچھے میاں رضی اللہ عنہ کتاب مستطاب ''آئین محمدی شریف'' میں ترغیب المعرفۃ مصنفہ محمد جان تاشکندی کی فصل دوم کے حوالہ سے لکھتے ہیں''

الصفا صفة الصديق ان اردت صوفيا على التحقيق''

جب کہ صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع ہے اس کی اصل دل کو اغیار سے منقطع کرنا ہے اور اس کی فرع کو دنیا غدار سے خالی کرنا ہے اور یہ صدیق اکبر کی صفت ہے اس وجہ سے کہ نبی کریم کے بعد اہل طریقت کے امام آپ ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے انقطاع دل کی اغیار سے یہ نشانی ہے کہ تمام صحابہ نبی کریم کے جانے کے وقت شکستہ دل ہو گئے اور حضرت عمر نے تلوار کھینچ لی اور کہا جو نبی پاک ﷺ کو کہے گا کہ آپ وفات پا گئے ہیں تو میں اس کے سر کو کاٹ دوں گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کہا

خبردار! حضرت محمد ﷺ پاک بندہ تھے پس بے شک حضرت محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں اور رب محمد جل وعلاو ﷺ حی لا یموت ہے۔

اس وقت آپ نے یہ آیت پاک پڑھی!

''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ''۔

یعنی جب فانی میں باندھے گا تو فانی کے فنا ہو جانے سے اس کو بھی فنا ہونا پڑے گا اور اگر باقی کے اندر وہ دل کو لگائے گا جب نفس فنا ہو جائے گا تو وہ بقا کے ساتھ باقی رہے گا جیسے محمد پاک ہیں پس شکستہ دل کے لیے کچھ گنجائش نہیں۔

اور حضرت صدیق کی دنیا سے خالی ہونے کی نشانی یہ ہے جو کچھ گھر میں پڑا تھا سب اٹھا کر نبی پاک ﷺ کے سامنے لائے اور ایک کمبل اوڑھے ہوئے آئے رسول پاک ﷺ نے کہا اے ابو بکر اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کے آئے ہو تو آپ نے کہا اللہ اور اس کا رسول یعنی دو لامتناہی خزانے ایک محبت حق تعالیٰ اور دوسرا متابعت مصطفی ﷺ آپ صوفی صادق ہیں اور اس بات کا انکار دراصل حق کا انکار ہے اور واضح مکابرہ ہے بلکہ مکابرہ سے بھی بدتر ہے کیونکہ صدیق اکبر نے اس صدق و صفا کو نبی اکرم ﷺ کی محبت اور خدمت کے طریق سے حاصل کیا اور دوسروں کو اس کی تلقین فرمائی اور یہ طریقہ اس وقت تک لگاتار طریقت کے مقتدیوں اور شریعت کے عاملین میں وراثت کے طور پر پہنچا ہے جیسا کہ علماء پر مخفی نہیں اور بھی ارشاد فرمایا! صاحب لولاک نے طریقت کی سند کی بنیاد رکھی اور خلفائے راشدین کو خلافت عطا فرمائی حضرت ابو بکر صدیق نے لوای سلطنت کو اٹھایا اور احکام شریعت کو دل میں بٹھایا لیکن اپنے

باطن سے کسی کو خبر نہ کی اور کچھ اثر ظاہر نہ کیا۔ظاہری طور پر تو موجود تھے مگر باطنی طور کشتہ خنجر نگاہ تھے۔جیسا کہ نبی پاک نے فرمایا کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ مردہ کو چلتا پھرتا دیکھے تو ابو بکر کو دیکھے۔اس حد تک اپنے آپ سے تو فنا ہو گئے مگر حق تعالیٰ کی بقا کے ساتھ باقی ہو گئے۔کہ آپ کا ایمان سب لوگوں کے ایمان پر غالب آگیا تب نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابو بکر کے ایمان کو پوری اُمت کے ایمان کے ساتھ وزن کروں تو ابو بکر کا ایمان غالب آجائے گا۔ولایت میں کمال درجہ تک پہنچ چکے تھے کہ کوئی اس درجہ تک نہ پہنچا لیکن اپنی معرفت کا اظہار نہ کیا اور ایک سلسلہ ولایت کا حضرت ابو بکر سے ظاہر ہوا۔

پھر حضرت ابو بکر ظاہر سلسلہ کو چھوڑ کر جو باطن کے ساتھ پیوست ہو گئے اور مخلوق سے چھپ گئے۔آپ کی خلافت اور عدالت حضرت عمر پاک کے پاس آگئی آپ نے لوائے سلطنت کو قائم کیا اور عدل و انصاف کو روا رکھا جیسا کہ اس کی شرط تھی اور اپنی نسبت رسول خدا کے ساتھ استوار کی اور کسی اور کو اس میں حصہ نہ بخشا اور اپنی ہر تکمیل پا کر ظاہری فرمانروائی سے باطن کی طرف محجوب ہو گئے۔الی آخرہ

اور بھی ارشاد آئین محمدی میں مرقوم ہے کہ اگر کوئی تجھ سے پوچھے کہ پیر کن صفات والا ہونا چاہیے اور مرید کیسے عادات و اطوار والا ہو تو پیر حضرت محمد مصطفی جیسا ہو کہ جنھوں نے اپنے آپ کو فنا کر کے حق کی بقا حاصل کر لی تھی اور مرید صدیق اکبر کی مانند ہو کہ ہمیشہ آنحضرت کی فرمانبرداری میں رہے۔اس آئین محمدی میں باب المحبۃ شاہد صادق سے منقول ہے!

قال اللہ تعالیٰ ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول

اللہ تعالیٰ نے فرمایا صرف دو جان سے وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے

فرماتے تھے غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

(کنزالایمان)

تو جان کہ صحبت سنت مؤکدہ ہے کیونکہ صحبت کی برکت کی وجہ سے صحابہ کرام کا مرتبہ تمام اہل اسلام سے بلند اور بالا ہو گیا، اور جن صحابہ کا رتبہ بلند تھا وہ کثرت عبادت سے نہ تھا جس پر خود قول رسول کریم دلیل ہے کہ ابو بکر نے کثرت صوم وصلاۃ سے فوقیت نہیں پائی لیکن ایک شے کے ساتھ جو چیز آپ کے دل میں قرار پکڑے ہوئے تھی اور وہ استقرار جو کہ اعلیٰ صحبت کی وجہ سے ہے۔ نبی پاک ہی کی صحبت کی وجہ سے ہے آپ نے اسی کتاب آئین محمدی شریف میں ایک حکایت نقل فرمائی اس کا ذکر کرنا ہم نے مناسب سمجھا کہ بعض اکابر سے نقل کیا جاتا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ طلب کی خداوندی علامت یہ ہے کہ دل ہمیشہ آتش محبت سے جل کر کباب بنا ہوا ہو اور ہمیشہ محبت کی گرمی سے متصف رہے گویا کہ اس کے دل پر انگارہ پڑا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر وقت کباب ہو رہا ہے اور یہیں سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ عشق کی علامت یہ ہے کہ آنکھ تر ہو اور دل گرم۔

روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صدیق اکبر رسول اکرم ﷺ کی صحبت اقدس سے گھر کی طرف جاتے تو کمبل اوڑھ کر گوشہ نشینی میں اتر جاتے اور جب آپ آہ کھینچتے تو آپ کا گھر آپ کے دل کے دھواں سے بھر جاتا ہے اور دل کے جلنے کی بو لوگوں تک پہنچ جاتی جیسے کہ کسی نے گوشت یا چربی کو آگ میں ڈالا ہے اور وہ جل رہا ہے اور بوی دے رہا ہے ایک حاملہ عورت جو آپ کی ہمسایہ تھی آپ کے کلیجہ کے جلنے کی بو سونگھ کر آپ کے گھر آئی اور حضرت ابو بکر کی اہلیہ سے کہنے لگی کہ میں تو آپ کے گھر

میں کباب پکنے کی بو پا کر اس اُمید سے آئی ہوں کہ اس میں سے کچھ حصہ مجھ کو بھی عطا کرو گی تو حضرت ابو بکر کی اہلیہ پاک نے جواب دیا کہ کباب تو ہمارے گھر میں سرے سے تیار نہیں ہوا ہاں اگر ابو بکر کے جلے ہوئے جگر کا کباب تو چاہتی ہے تو لے جا تو وہ عورت اپنے گھر لوٹ گئی۔

مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی لکھنوی قدس سرہ السنی شرح مثنوی مولوی معنوی نور اللہ مرقدہ میں اس قول مبارک کے نیچے شعر۔

ترجمہ: پیغمبر ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی تو حق کا شیر ہے اور طاقتور دل رکھنے والا پہلوان ہے۔

محمد حسین خوارزمی سے نقل کرتے ہوئے کہ شرح شعراء میں اس نے یہ معنی نقل کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اولیاء بنی آدم میں سے اکمل اور اعلیٰ اور مقتدی ہیں۔ مولانا بحر العلوم اس معنی کے ابطال پر فرماتے ہیں!

"انہ لشی عجیب" یقیناً وہ عجیب چیز ہے۔

کیونکہ یہ جو رضا حسن خوارزمی نے کہا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی بنی آدم میں سے اعلیٰ اور اکمل اور مقتدی ہیں فی نفسہ غلط ہے۔ حضرت مولوی قدس سرہ کے کلام میں اس توہم باطل کو کچھ راہ نہیں کیونکہ اولیائے بنی آدم کے علاوہ انبیاء اور رسل موجود ہیں جو بنی آدم میں سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور اگر اس نے انبیاء کے علاوہ صرف اولیاء بنی آدم مراد لیے ہیں تو پھر بھی یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ افضلیت شیخین تو عقائد میں داخل ہے۔

پہلے بھی فتوحات مکیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ صدیق اکبر کا مرتبہ رسول اللہ کے

مرتبہ کے بعد ہے کوئی شخص حضرت ابوبکر اور رسول اکرم کے درمیان حائل نہیں ہے اگر کوئی مرتبہ حاصل کرنا بھی چاہے گا تو ابوبکر کے ساتھ ہوگا آپ سے اوپر نہیں اور یہ بھی فتوحات میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت ابوبکر کے ساتھی یعنی نبی پاک کے درمیان کوئی شخص نہیں جس وقت تو دیکھے گا جو پہلے میں نے ذکر کیا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ حسین خوارزمی کا کلام شیعہ کے قول پر مبنی ہے اور مولوی صاحب کے کلام میں اس وہم کا شائبہ تک نہیں ہے۔ انتہی کلام بحر العلوم بالتلخیص

تنبیہ: اے حقیقت اب ذرا تو دیکھ کہ یہ ۱۰۰، اقوال طریقت کے ائمہ اکابر اور معرفت کے عظیم شناوروں کے ہیں۔ جو بیک زبان ہو کر تفضیل شیخین پر شہادت دے رہے ہیں اور منکر اور مخالف پر لعنت اور زجر فرما رہے ہیں۔ اے حق کے سننے والے کان تجھ کو خدا کی قسم کیا تو نے یہ نہیں سنا کہ ان رشد و ہدایت کے قطبوں نے اور صدق کے اماموں نے حضرت شیخین کی امامت معرفت اور ولایت، اکملیت کی تصریح اور توضیح اس طریقہ پر کی ہے اور تحقیق و تنقیح کے ایسے دروازے کھولے ہیں کہ مکابرہ باز اور نکتہ چینیوں کو تحریف و تاویل کی جگہ نہ ملتی دیکھ کر غصے کے ساتھ ہاتھ کو سر پر اور سر کو دیوار پر مارتے ہیں تو اور تیرے آقا۔

شاید تو نے نہیں سنا کہ تفضیلیہ بدعتی اور گمراہ ہیں اور رافضیوں کے فرقہ میں داخل ہیں، شاید تو نے نہیں سنا کہ حضرت مولا علی کی محبت و دوستی تفضیل شیخین میں ہے۔ اس عقیدہ کے خلاف تو حضرت مولیٰ مرتضیٰ کی محبت کے دعویٰ کے معارض ہے۔ (آپ کی محبت کا دعویٰ ہی جھوٹا ہے) شاید تو نے نہیں سنا کہ تفضیلی کی اقتداء میں نماز ادا کرنا

مکروہ تحریمی ہے۔شاید تو نے نہیں سنا کہ تفضیل شیخین سنیوں کے نزدیک قربت اور وصول میں ہے نہ کہ ظاہری وجوہ پر محمول۔شاید تو نے نہیں سنا کہ اللہ رب العزت کی تجلی دوسری تمام مخلوق سے حضرت ابو بکر پر اکمل اور اتم آئی ہے۔آپ کی شان ولایت و معرفت کے سبب۔

شاید تو نے نہیں سنا کہ مقام قربت کے شہنشاہ صدیق کے نام سے مسلم ہوئے اور تمام کاملین اُمت ان کے تابع ہیں اور شاید تو نے نہیں سنا کہ حقیقت وطریقت اور معرفت کے واقف اور پیشوا آپ کی ولایت اور معرفت کے مقدم ہونے پر اجماع رکھتے ہیں شاید تو نے نہیں سنا کہ ان تمام کا ایک خاص مرتبہ ہے مگر صدیق کے لیے سب بلند مرتبہ شمار کرتے ہیں،شاید تو نے نہیں سنا کہ صدیق کو نبوت کے بعد سب سرداروں کا سردار جانتے ہیں،شاید تو نہیں جانتا کہ حضرت صدیق کے بعد حضرت فاروق کو امام الائمہ اور مقتدی اولیاء جانتے ہیں۔شاید تو نے نہیں سنا کہ یہ سب بزرگ اس اجماع کو توڑنے والے کے ردّ اور ابطال میں اس کے پیچھے ہیں اور اس اجماع کو توڑنے والے کے کلام کو اہل سنت کے راستہ سے بھٹکا ہوا اور عقائد رافضیہ کا مالک محمول کرتے ہیں۔اے برادر مکرم ایک تو اور ایک تیرا ایمان ہے اور یہ سب کس کے لیے ہے اور اس سب کی بناء پر تیرا اصرار کس لیے ہے تو بھی کہہ مگر کیا ان کے بزرگوں کے اقوال اعتبار کے درجہ سے گر گئے ہیں۔معاذ اللہ۔

خدا تعالیٰ نے ان تمام اُمتیوں کو غلط راستے پر ڈال دیا ہے یا جس طرح کہ چاہیے تھا ان بزرگوں نے خاتم خلافت مولا علی کی ولایت کے بیج کو اپنی دل کی سرزمین میں نہیں بویا،یا بے ادب کے منہ میں خاک پڑے کیا یہ بزرگ مولا علی کی تنقیص

شان کا خیال رکھتے تھے؟ ہر گز ایسا نہیں، اس خدا کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت سے زمین و آسمان قائم ہیں یہ بزرگ ان میں سے کسی عقیدہ کے حامل نہ تھے۔ حضرت مولا علی مولائے انس و جاں کی شان اور جلالت مکان ان کے دل میں ہے۔

اور حضرت منبع ولایت رضی اللہ عنہ کی محبت اور دوستی ارادت اور غلامی نجات کا ذریعہ اور جنت کی ضمانت ہے۔ تو نے سیدنا میر عبدالواحد کا فرمان نہیں سنا کہ میرا گھر بار حضرت مرتضیٰ کے نام پر فدا ہو میرا دل اور جان حضرت مرتضیٰ کے قدموں پر نثار ہو۔ کون سا ازلی بد بخت ہے جس کے دل میں مرتضیٰ کی محبت نہ ہو اور کون مولا کی بارگاہ کا دھتکارہ ہوا ہے کہ حضرت کی توہین کو جائز رکھے۔ انتہی کلامہ الشریف

البتہ بات یہ ہے کہ یہ بزرگان دین مقبولان رب العالمین سب سے آزاد تھے اور خدا پاک کے ساتھ گرفتار جو کچھ قرآن و حدیث پاک نے ان کو رہنمائی دی اس سے کم و بیش کرنے کی انھوں نے جرأت نہ کی۔ اور آمنّا کہتے ہوئے صفا کے راستے پر چل پڑے۔ اب اس کھٹن تاریک راستہ میں ایک حضرت ابو بکر اور عمر کے دامن میں گرفتار ہے کہ ان کی جمیع وجوہ سے فضیلت جانتا ہے اور دوسرا حضرت علی کے ساتھ پابند ہے۔ کہ تفضیل شیخین سے آگ پانی ہو جاتا ہے۔

خوشا وقت وہ سنی ہے کہ جنھوں نے تعصب اور عناد کی کش مکش سے چھوٹتے ہوئے سوچ کے شیشہ کو پاش پاش کر دیا۔ اور دل کو خدا اور اس کے رسول میں پیوست کر دیا۔ ابو بکر اور عمر کو افضل امت جانتے ہیں۔ ابو بکر و عمر کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ مصطفیٰ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے اور حضرت علی کو مولائے مسلمین کہتے ہیں نہ ان کی ذات کی وجہ سے بلکہ مصطفی ﷺ نے اس طرح رہنمائی فرمائی ہے۔ تجھ کو اگر ان

سنیوں کی رسم و روش اچھی لگتی ہے تو بسم اللہ آجا اور اہل سنت کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔ ورنہ اے بھائی ہٹ دھرم کی آنکھوں میں خاک پڑے اور جس شخص نے نیاز مندی کے ساتھ اپنی جان اہل سنت کے فرمان پر قربان کر دی ہے تو ایسے کی گرفت سے ہاتھ کو دور رکھ، خدارا تھوڑا سا سوچ اگر اولیائے کرام میں سے اس قدر کثیر تعداد میں جماعت تیرے سامنے آئے اور تجھ کو اس کام کی راہنمائی فرمائے، تو اب بتا کہ تو اس کے قبول کرنے سے کوئی چارہ جانتا ہے۔ پس حالانکہ چاروں سلاسل طیبہ کے اکابرین نے اس قدر نرمی برتی ہے اور ایک عظیم محفل آراستہ فرمائی ہے تو کس لیے ان سے دامن بچاتے ہوئے گزرتا ہے۔ اگر بالفرض کسی کے کلام میں تو اس راہ کے خلاف کوئی بو پاتا ہے تو طریقہ تو یہ ہے کہ حتی الامکان تو اس بات کی تصحیح اور تاویل کی طرف مائل ہو۔ ورنہ خصوصاً اس صورت میں کہ اجماع صوفیہ ہمارے مذہب کے مطابق منقول ہوا۔ ورنہ مخالف کو تو کہہ دے ان روشن تصریحات اور ارشادات کو ایک طرف رکھ اور ایک جماعت جو ان چاروں سلسلہ کی مقدار کے برابر اعتبار اور اعتماد اور شہرت اور استناد میں اور رفعت شان اور عظمت مقام میں ان کے ہمسر ہو تو پیش کر اور اس اجماع شدہ مسئلہ کی تکذیب کر اور اس کو مختلف فیہ شمار کر۔

اولئك آبائی فجئنی بمثلهم　　　　اذا جمعنا یا جریر الجامع

تیسری فصل:

حضرت مولا علی کی تعدیہ ولایت میں اور مرتبہ مکملیت میں تفضیل کے بیان میں:

تو جان (اللہ پاک ہمارے لیے اور تیرے لیے سعادت کی منزلیں اتارے)
کہ اس فصل کا بڑا مقصد صرف ان حضرات کا رد کرنا ہے جو حضرت شیخین کی تفضیل حضرت ابوالحسنین مولا علی رضی اللہ عنہ پر تمام وجوہ سے گمان کرتے ہیں یا اس سے جاہل ہیں کہ حق تعالیٰ جل وعلا نے جناب ولایت مآب حضرت مولا مرتضیٰ کو عالیشان منصبوں کے ساتھ نوازا ہے جیسے نسب کی شرافت، داماد والی بزرگی، ارجح اقوال کے مطابق اسلام لانے میں سب سے مقدم ہونا، اور حضرت مصطفی کی نسل پاک کا منبع حضرت علی کا ہونا، اور اہل ارتقا کا مرجع ہونا اور حوض کوثر کا قاسم ہونا اور جنت و دوزخ کا بانٹنے والا ہونا، اور خیبر کے جھنڈے کا مالک ہونا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح غزوہ تبوک کے موقع پر پیچھے رہنے والے (مدینہ شریف میں) اور صاحب تصرف، اسرا کی امارت، بادشاہوں کی سلطنت کے مالک بلند شاہی فرمان سے مکرم کیے گئے۔

لاسیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی ِالکرار

تلوار ہے تو صرف ذوالفقار (بہادر) نوجوان تو صرف حضرت علی بار بار حملہ کرنے والے حالت جنابت میں مسجد نبوی شریف میں داخل ہونے کا اختیار دیے ہوئے۔ راکب دوش مصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور فیصلہ کرنے والے الی غیر ذلك مما لا یعد ولا یحصی۔ (اس کے علاوہ اور) امتیازات سے مشرف ہوئے ہیں اور (دیگر) اعزازت کے ساتھ آپ کو خاصیت حاصل ہوئی ہے۔ اگر تو قیامت تک ان کو بیان کرے تو ان ہزار

میں سے ایک بھی بیان نہ کر سکے۔

اس حقیقت کا انکار کرنا آفتاب کی نفی کرنے کو آسان تر بنانا ہے، اگر اس فصل میں دوسروں کے خصائص میں سے کوئی چیز مرتبہ مکملیت کے علاوہ اگر نوک قلم سے نکلے تو اس کو مقصود سے جدامت تصور کرنا اور اگر طبعی اور اضطراری طور پر ان کلمات میں سے کہ جو چاروں خلفاء عظام کی خلافت ظاہری اور باطنی پر دلالت کریں کوئی نقل ہو جائے تو تعجب مت کرنا۔ کیونکہ خاصہ خاصہ فوائد کی زیادتی جس وقت عوام اور جہلا کے وہم باطل کی قطع برید کرے تو وہ نصیحت کی رو سے بہت مرغوب اور بہت پسند ہوتی ہے اور نیز ہم پختہ ارادہ رکھتے ہیں کہ حدیث خرقہ کو جو کہ صوفیا سے منقول ہے روشن تر کریں گے کیونکہ اس کام سے ناواقف لوگ حضرت مولا علی کی تفضیل و مرتبہ کاملیت میں حضرات شیخین پر دلیل سمجھتے ہیں اور وہ یہ بات نہیں جانتے کہ لباس خرقہ تکمیل و ارشاد کے منصب پر استقامت اور استخلاف کو کہتے ہیں اور یہ معنی ذاتی ولایت میں برتری کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ ہم نے تیری طرف اس کا القاء کر دیا ہے اور اس کے بیان کو تجھے پلایا اور اللہ پاک ہی ہدایت دینے والا ہے۔

فوائد الفوائد شریف مکتوب طیبات خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ میں ہے کہ!

فقر اور خرقہ کے متعلق بحث چھڑی تو خواجہ ذکرہ بالخیر نے فرمایا کہ مصطفی ﷺ نے معراج کی رات خرقہ پہنا اس کو خرقہ فقر کہتے ہیں، اس کے بعد صحابہ کو طلب فرمایا اور کہا میں نے خرقہ پایا ہے اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ یہ خرقہ ایک شخص کو عطا کروں میں نے کہا کہ میں اپنے یاروں سے پوچھوں گا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں تو مجھ

کو کہا گیا جو شخص جواب دے گا خرقہ اسی کو دینا اور وہ جواب میں جانتا ہوں کہ کون شخص دے گا اس کے بعد رخ انور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف کیا کہ اگر یہ خرقہ میں تجھ کو عطا کروں تو کیا کرے گا؟ آپ نے فرمایا میں تصدیق کروں گا اور اطاعت کروں گا۔ اس کے بعد حضرت عمر سے پوچھا اگر یہ خرقہ میں تجھ کو عطا کروں تو تو کیا کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عدل کروں گا اور انصاف کو روا رکھوں گا اس کے بعد حضرت عثمان سے پوچھا کہ اگر میں تجھ کو عطا کروں تو تو کیا کرے گا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اتفاق کروں گا اور سخاوت اختیار کروں گا۔ اس کے بعد حضرت علی سے پوچھا کہ اگر میں تجھ کو عطا کروں تو تو کیا کرے گا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا میں پردہ پوشی کروں گا اور بندگان خدا کے عیبوں کو چھپاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خرقہ کو تو لے لے میں نے خرقہ تجھے عطا کیا۔ جو مجھ کو حکم ہوا تھا کہ جو اس طرح جواب دے اس کو یہ خرقہ عطا کرنا۔ انتہی۔

حضرت سیدنا خاتم الکملا آقائے نعمت تاج العرفا حضور سید آل احمد اچھے میاں علیہ رحمۃ اللہ آئین محمدی میں فرماتے ہیں خرقہ اور صلہ کا معنی یہ نہیں ہیں کہ معنن و مسلسل فلاں کیفیت پر یا اسی صلہ پر پہنچائے بلکہ خرقہ کا معنی ظل ولایت کا احاطہ کرنا ہے اور اطفال طریقت کو شیطانوں سے محفوظ کرنا ہے جیسے مرغی اپنے چھوٹے بچوں کو اپنے پروں کے نیچے لے لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی رحمت کے ساتھ ہماری ستر پوشی فرمائے اور مجھ کو ان کے جھنڈا کے نیچے قیامت والے دن شہیدوں اور صالحین کے ساتھ جمع کرے۔

انتہی۔ کلامہ الشریف

اب تو دیکھ کہ کس طرح تصریح فرما رہے ہیں کہ خرقہ سے مراد وہی مرتبہ ارشاد و تکمیل اور

مریدین کی تربیت ہے۔

اور اسی طرح اس کتاب میں ہے!

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ امام اول ہیں بارہ اماموں میں ہے اور آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے اور چودہ خانوادوں کا سلسلہ آپ ہی پر منتہی ہوتا ہے۔اور اسی کتاب میں فص الکلمات سے ولایت کے بارے میں فرماتے ہیں !اس (ولایت) کے نالہ دریا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کی ولایت کا اختتام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔اور اسی کتاب میں ہے کہ شیخ رکن الدین علاؤ الدولۃ قدس سرہ نے فرمایا کہ جو شخص ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا خرقہ اور سند حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ تک نہیں پہنچتا، جو کچھ تمام اولیاء سے ظاہر ہوتا ہے اگر ایسے شخص سے ظاہر ہو تو بھی اس پر یقین نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ!

تمام اولیائے کرام کا سلسلہ حضرت علی پر ختم ہوتا ہے اور اسی میں ہے کہ اب جب کہ مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معارف کا افتتاح واجب ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ذکر شریف کے ساتھ ہو تو کچھ ان کے کمالات کے بارے میں تو ملاحظہ کر۔آپ کے فضائل میں بہت درجات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علی بن ابی طالب کے لیے اتنے فضائل رکھے ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے اور اسی کتاب میں ہے حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق نے اپنے باطن کے بارے میں کسی کو خبر نہ کی اور کچھ اثر ظاہر نہ کیا ولایت میں اس کمال تک پہنچے ہوئے تھے کہ جس جگہ اور کوئی نہیں پہنچا لیکن معرفت کا سلسلہ آپ نے قائم نہ

فرمایا۔آپ کے بعد خلافت اور عدالت حضرت عمر کو پہنچی آپ نے بھی حضرت رسول ﷺ کی نسبت حاصل کی البتہ اپنے آپ تک محدود رکھی کسی دوسرے کو اس سے کچھ بہرہ ور نہ کیا اس کے بعد خلافت اور سلطنت حضرت عثمان ذوالنورین کو پہنچی آپ نے شریعت مطہرہ کو ترتیب دیا اور قرآن پاک کو جمع کیا اور حیا کی چادر ملبوس فرمائی اور شہادت کا لباس اطہر پہن کر اپنے محبوب حقیقی کی طرف وصال حقیقی پایا اس کے بعد حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خلافت، سلطنت، شریعت، ولایت، اور معرفت پہنچی تو آپ نے اس کو زندہ کیا اور سلاسل کو بھی زندہ فرمایا اور دلوں کے راز کو مرتبہ کے مطابق لوائے محمدی شریف اوڑھے شریعت کو مزین فرمایا اور ولایت محمدی ﷺ کو ایک تازگی بخشی اور سلسلہ قائم فرمایا اور ہدایت اور نہایت کی حقیقت کو خواص کے اوپر ظاہر فرمایا۔میں علم کا شہر اور علی اس کا دروازہ اس دروازے کو کھولا اور راہ ولایت جاری ہوگیا۔

اور اسی کتاب میں روح الانفاس از حضرت خواجہ نظام الدین قدس سرہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا خرقہ شیخ کے سبب جو شعر بھی میں نے کسی کہنے والے سے سنا اس کو شیخ پاک کی ذات پر محمول کیا۔

سرورِ اولیاء سردار حلقہ اصفیاء حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہے آپ نے فرمایا پیر کو اس کا نائب جانے۔الخ

اور اسی کتاب میں ارشاد المریدین میں ذکر کیا ہے کہ صحیح حدیث پاک میں ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا دل کا آئینہ علم کے نور کے پرتو سے روشن ہوگیا۔طلب حق کا داعی آپ کے دل کے اندر پیدا ہوا تو ایک دن عرض کی!

یا رسول اللہ ﷺ علمنی علماً یو صلنی الی الرب۔

مجھ کو وہ علم سکھا دو جو مجھے اپنے رب سے ملا دے۔

رسول پاک خوش ہوئے اور فرمایا بہت وقت ایسا گزرا کہ میں چاہتا تھا کہ اس علم کو تجھے سکھا دوں مگر اس بات پر موقوف تھا کہ اس کو حاصل کرنے کی طلب تیرے اندر سے ظاہر ہو۔ تاکہ یہ علم بابرکت ہو اور اپنی اصل پر ہو اس کے بعد رسول اللہ نے حضرت علی کو رو بقبلہ کر کے بٹھایا اور لا الہ الا اللہ کے ذکر کی تلقین فرمائی اور اس نسبت کو اسی طریقہ سے بدستور امیر المومنین حضرت حسین نے پایا اور ان سے امام زین العابدین نے حاصل کی اور ان سے اسی دستور کے مطابق معنعن اور مسلسل اس وقت کے مشائخ تک پہنچی۔

اور اسی کتاب میں ہے محبوب السالکین کے حوالہ سے کہ اگر بیعت سنت نبوی نہ ہوتی تو حضرت رسول پاک ﷺ مولا علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں اپنا پراہن مبارک خلافت کے طور پر حضرت اویس قرنی کو نہ بھیجتے اور سرور عالم ﷺ کے بعد صحابہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرتے اور حضرت صدیق کے بعد حضرت عمر کی بیعت کی اور آپ کے بعد حضرت عثمان کی بیعت کی اور آپ کے بعد حضرت علی بن ابی طالب کو پہنچی یہ بیعت خدا اور رسول پاک کے حکم سے ان سب کی فرمانبرداری تھی بیعت کے خرقہ خلافت خود پیغمبر پاک نے حیات طیبہ میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کو عنایت فرمایا تھا اور آپ نے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ حسن بصری کو عطا فرمایا تھا۔ اور خواجہ حسن بصری کے دو خلیفہ تھے ایک حبیب عجمی اور دوسرے شیخ عبدالواحد بن زید یہاں تک کہ یہ بیعت نبوی اس جگہ سے چودہ خانوادوں

کو تک پہنچی یہاں تک ہر ایک مشائخ تک۔۔الخ۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ شیخ فرید الدین گنج شکر نے لکھا کہ کلاہ اصل طور پر حضرت ربوبیت جل وعلا سے حضرت جبریئل چار کلاہ بہشت سے رسول اکرم کے پاس لائے ایک ترکی دوسری دو ترکی تیسری تین ترکی چوتھی چار ترکی اور کہا کہ حکم ہوا ہے کہ یہ چار ٹوپیاں اپنے سر پر پہنو اور جس کو تم چاہتے ہو دو۔رسول پاک ﷺ نے چاروں ٹوپیاں اپنے سر پر پہنی اس کے بعد ایک ترکی کلاہ حضرت ابو بکر کو عطا فرمائی اور فرمایا کہ تیری کلاہ ہے جس کو تو چاہے عطا کر اور کلاہ دو ترکی حضرت عمر کو عطا فرمائی اور کہا یہ تیری کلاہ ہے جس کو تو چاہے عطا کر اور کلاہ ترکی حضرت عثمان کے سر پر رکھی اور کہا یہ تیری کلاہ ہے تو جسے چاہے عطا کر جو اس کا لائق ہو اور اس کا حق ادا کرے۔پھر کلاہ چہار ترکی حضرت علی کے سر پر رکھی اور فرمایا یہ تیری کلاہ ہے جس کسی کو تو چاہے عطا کر مجھ کو حکم ہوا تھا کہ کلاہ چہار ترکی علی کو عطا کرنا۔۔الخ۔

اور اسی کتاب میں رسالہ نوریہ سید علی ہمدانی سے منقول ہے کہ آپ مذکورہ کلاہ کے قصہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ کلاہ یک ترکی سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو کوئی اس ٹوپی کو سر پر رکھے گا سوائے باری تعالیٰ کے محبت کے اندیشہ کے کوئی دوسرا خطرہ اس کے دل پر نہیں گزرے گا اور دو کلاہ ترکی سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ایک تو ترک دنیا کرے گا اور دوسرا دنیا والوں کے ساتھ میل ملاپ نہیں کرے گا اور کلاہ سہ ترکی اس امر کی اشارہ تھی کہ پہلے ترک دنیا کرے گا دوسرا اہل دنیا سے ملاپ نہیں کرے گا اور تیسرا حسد کو دل سے دور کرے گا اور کلاہ چہار ترکی سے اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ پہلے ترک دنیا کرے گا دوسرا ترک لسان یعنی زبان کو لذتوں سے باز رکھے گا

اوراس پر فحش بات نہیں لائے گا اور تیسرا ترک بصارت یعنی جس طرف دیکھنا حرام ہے اس طرف نہیں دیکھے گا چوتھا طہارت قلبی یعنی دل کو ظاہری اور باطنی خرابیوں سے پاک رکھے گا۔

اوراسی کتاب میں معدن المعانی ملفوظات شاہ شرف الدین یحییٰ منیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ خرقہ پہنانے کی اصل آنحضرت ﷺ سے ہے کہ آپ نے چار یاروں کو پہنایا جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔اوراسی کتاب میں ہے بعض خرقہ کی سند اس طور پر لائے ہیں اور کہا ہے کہ مشہور روایت میں ہے کہ حضرت سید کائنات ﷺ نے معراج کی شب جناب باری میں ایک مروارید سے بنا چھوٹا سا محل دیکھا کہ جس کے اطراف و اکناف پر انوار کی بوچھاڑ سے نظر نہیں ٹکتی تھی۔خدا تعالیٰ جل وعلا کی بارگاہ میں عرض کی کہ اس میں جانا چاہتا ہوں اور دیکھنا چاہتا ہوں حکم ہوا کہ جایئے اور دیکھیے۔جب اس کے اندر گئے تو ایک حجرہ دیکھا،باری تعالیٰ جل وعلا کے اذن کے ساتھ اس کے دروازہ کو کھولا اوراس کے اندر تشریف لے گئے۔مختار روایت کے مطابق سیاہ کمبل اور ایک قول کے مطابق سفید جامہ دیکھا وہ سارا نور جو چمک رہا تھا اسی جامہ کی وجہ سے تھا حق تعالیٰ سے پوچھا کہ الٰہی یہ کیسا جامہ ہے؟ حکم ہوا کہ یہ فقر کا جامہ ہے پس میں نے حق تعالیٰ سے استدعا کی کہ اس خرقہ سے کچھ مجھ کو بھی عطا کیا جائے۔حکم ہوا کہ جو کوئی فقر کو قبول کرے گا اوراس کے حق کو بجالائے گا اوراس کے مرتبہ کو جانے گا وہی اس کو پکڑے گا میں نے عرض کی الٰہی میں نے فقر کو قبول کیا اور جو کچھ تیرا حکم ہو گا اس کو بجالاؤں گا،یہ مجھ کو عطا فرما دیجئے حکم ہوا جب تو نے یہ شرط قبول کر لی تو اس کو لے لے کہ میں نے تجھ کو عطا کر دیا اور جس کسی کو بھی تو عطا کرے گا انھی شرطوں کے ساتھ عطا کرے گا اور

مخلوقات اولین و آخرین میں سے میں نے کسی کو یہ خرقہ عطا نہیں کیا اور تمام سے میں نے اس کو پوشیدہ رکھا جب کہ تو بارگاہ کا مطلوب اور محبوب ہے تجھ پر میں نے اس کا اظہار کیا اور تجھ کو عطا کیا۔

جب آنحضرت ﷺ نے اس خرقہ کو لے کر پہنا تو تمام جن و انس اور ان کے علاوہ جو راہ دین کے راہ رو تھے اس پر ایمان لائے اور آپ کی رسالت پر گواہی دی آنحضرت علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے معراج سے واپسی کے بعد مذکورہ خرقہ کو اپنے خلفائے عظام کو عطا فرمایا پس اس عطائے خرقہ کے باب میں اصل جناب خداوند جل سلطانہ کی طرف سے حضرت رسالت پناہ علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات کو ہے اور یہ سنت سنیہ آج دن تک صوفیہ ناجیہ کے فرقہ میں چلی آرہی ہے اور اعطائے خرقہ میں مستفیدوں کے لیے ان صوفیا کی یہی سند ہے۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ خلافت باطنی کہ ناقصین کی تکمیل جس کے ساتھ وابستہ ہے خلفائے اربعہ کو حضرت رسالت پناہ ﷺ کے حضور آنحضرت ﷺ کی اجازت خاصہ سے حاصل ہوئی تھی۔ اور خلفائے اربعہ آنحضرت ﷺ کے خلفائے ظاہر و باطن ہیں کیونکہ انھوں نے دونوں خلافتیں جمع کی ہے، علی الاطلاق نائب اور ولایت مطلقہ ظاہریہ اور مقیدہ اور ولایت مطلقہ باطنیہ اور ولایت مقیدہ باطنیہ کے سب کمالات کے جامع ہیں۔ ایسی نیابت کلی رکھتے ہیں کہ انبیاء کے بعد ان جیسی شان والا کوئی دوسرا ظاہر نہیں ہوا۔ اس گروہ کے بعض محققین نے کہا ہے کہ خلافت میں اصل یہ ہے کہ جس وقت مرید روح کے تصفیہ اور تزکیہ کے ساتھ موہومہ حجابات کو دور کر کے کمالات کے درجوں پر فائز ہو کر دوسروں کی تکمیل کی اہلیت کا حامل بنتا ہے اور مکمل طور پر فانی بلفنا

ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ خلافت کا مستحق بن جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنا خلیفہ اور اپنے نبی کا بلاواسطہ نائب بنا دیتا ہے اور طالب اس مقام کے حاصل کرنے کے بعد حق تعالیٰ کا خلیفہ بن جاتا ہے اور پھر کسی کے استخلاف کا محتاج نہیں رہتا اور اس مقام مذکورہ تک وصول کے بغیر اگر ہزار خلافتیں کوئی اس کو دیتا رہے تب بھی خلیفہ نہیں بن پاتا۔ اور حضرت رسالت پناہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام میں سے کسی کو خلافت نہیں عطا کی کیونکہ خلافت عطا کرنا بحکم "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" ۔ خداوند جل سلطانہ کا ہی کام ہے جس کسی کو اس کا لائق سمجھے اس کو عطا فرمائے گا۔

پس خلفائے اربعہ کی خلافت معروف ترتیب کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی عطا کردہ وہ ایک کے بعد دوسرے کو رتبہ برتبہ استحقاق وصول کی ترتیب کے ساتھ ہے۔ تو جو شخص نص جلی کے ساتھ حضرت علی کی خلافت کا قائل ہے اس کا قول باطل ہو گیا۔ کیونکہ خلافت میں حق تعالیٰ کی جانب سے حضرت رسالت پناہ ﷺ کے بعد تعین امیر المومنین ابو بکر صدیق کو ہے اور آپ کے بعد امیر المومنین حضرت عمر کو آپ کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان کو آپ کے بعد حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہم کو۔ پس اگر نص جلی محقق ہوتی تو حق تعالیٰ کی جانب سے بھی استخلاف اسی کے مطابق ہوتا اور پہلے خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ ہوتے نہ کہ حضرت ابو بکر صدیق کیونکہ مخبر صادق جھوٹ کا احتمال تک نہیں رکھتے اور جب معلوم ہو گیا کہ نص جلی کا قول باطل اور محض افترائی ہے اس وجہ سے کہ خداوند جل سلطانہ عادل ہے ظالم نہیں کہ ایک چیز کو اس کے غیر کے محل میں وضع کر دے۔ پس خلافت کی وضع (ترتیب) جو اس سبحانہ تعالیٰ سے مذکورہ ترتیب کے ساتھ واقع ہوئی

عین عدل ہے اور نص جلی کے قول کی تقدیر پر تو ظلم کی نسبت جناب باری تعالیٰ کی طرف لازم آتی ہے

تعالیٰ مما یقولوا الظالمون علواً کبیراً۔

معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ ناقصین کی تکمیل اور ارشاد کی خلافت اپنے خلفاء کو اپنی حیات ظاہری میں عطا فرمائی تھی جیسا کہ گزرا۔۔۔فتامل انتہی ملتقطا

اور اسی کتاب میں اوراد چشتیہ شیخ نظام الدین بدایونی کے حوالہ سے ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے چار کلاہ بہشت لائے۔ایک ترکی، دوترکی، سہ ترکی، چہار ترکی، اور کہا یہ چاروں ٹوپیاں اپنے سر پر رکھیے اور اپنے یاروں میں سوال کرو۔اور جو مخلوق کی پردہ پوشی کو اختیار کرے اس کو کلاہ چہار ترکی عطا کرو کیونکہ اس نے مخلوق کی عیب پوشی اختیار کی ہے۔پس حضرت رسالت پناہ ﷺ نے جس طریقہ پر خرقہ کا سوال کیا تھا اسی طور پر پوچھا ہر ایک نے مذکورہ طریقہ کے مطابق جواب دیا۔کلاہ یک ترکی حضرت ابو بکر صدیق کو عطا فرمائی اور دو ترکی حضرت عمر فاروق کو عطا کی اور کلاہ سہ ترکی حضرت عثمان بن عفان کو عطا فرمائی اور کلاہ چہار ترکی اپنے سر مبارک سے اتارتے ہوئے حضرت علی بن ابو طالب کے سر پر رکھی اور کلاہ عطا کرنا یہیں سے شروع ہوا۔اس کے بعد جس سلسلہ میں کوئی بھی مرید کیا جاتا ہے اس کو سلسلہ کے پیروں کا شجرہ دیتے ہیں۔

اور اسی کتاب میں ہے جب کہ انبیاء میں سے زیادہ قریب آنحضرت ﷺ کے حضرت عیسیٰ ہیں اور اولیاء میں سے زیادہ قریب حضرت علی مرتضیٰ ہیں تو حضرت عیسیٰ والا معاملہ ہوا ہے۔لہٰذا جس طرح حضرت عیسیٰ کو الوہیت میں ان کے پیروکاروں نے

پوجا اسی طرح حضرت علی کو بھی پوجا۔

حضرت رسالت مآب ﷺ نے حضرت عیسیٰ اور حضرت علی کا تناسب بیان فرمایا!

فوائد الفوائد شریف میں مذکور ہے یہیں سے اصحاب رسول کے بارے میں بات واقع ہوئی۔ آپ نے فرمایا صحابہ میں سے خلفائے اربعہ ہوئے ہیں اور عبادلہ ثلاثہ ہوئے ہیں اس کے بعد حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کے بارے میں فرمایا کہ جس وقت رسول اللہ نے حضرت علی کا ذکر اپنے صحابہ میں اس عبارت کے ساتھ کیا کہ ''اقضکم علی'' علی تم سے قضا و فیصلہ میں بڑھ کر ہیں۔ پس تو کہے گا کہ اقضیٰ تو وہی ہو سکتا ہے جو سب سے زیادہ علم والا ہو۔ اس کے بعد موافقت صحابہ کی نسبت میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک صحابی ایک مجمع میں حاضر تھے اور ایک صحابی ان کے پیچھے بیٹھے تھے ہر بار کہتے تھے کہ میں نے سنا کہ رسول ﷺ فرماتے تھے کہ ایک دن میں فلاں جگہ تھا تو اس جگہ ابو بکر اور عمر میرے برابر تھے۔ پھر فلاں جگہ میں ابو بکر و عمر کے برابر گیا۔ اسی طرح چند بار انھوں نے دہرایا کہ پیغمبر ﷺ فلاں جگہ میں تھے اور ابو بکر اور عمر بھی تھے۔ اس صحابی نے سر اوپر اٹھایا تا کہ دیکھیں کہ یہ حکایت کون بیان کر رہا ہے جب انھوں نے دیکھا تو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اس تقریر کو بیان کرنے سے مقصود صحابہ کرام کی آپس میں محبت اور انصاف بتانا ہے۔ اس کے بعد اسی نسبت کے بارے یہ حکایت بیان کی ایک وقت حضرت عمر کہہ رہے تھے کہ اے کاش میں حضرت ابو بکر کے سینہ پر ایک بال ہوتا۔

شرح التعرف باب الثالث فی حال الصوفیہ میں ہے! البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب عارفوں کے سردار ہیں اور تمام اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سانس کی طرح ہیں۔اور آپکے بارے میں بہت پاکیزہ باتیں ہیں کہ آپ سے پہلے کسی نے نہیں کہی ہیں،اور آپ کے بعد ان کی مثل کوئی نہیں لایا ہے۔

اور حضرت سیدی سندی شاہ حمزہ قدس سرہ اپنے بیاض مسمی بہ فص الکلمات کی جلد اول میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں فرماتے ہیں کہ حضرت علی، مصطفی ﷺ کے برادر ہیں اور مصیبتوں کے سمندر میں غرق اور دوستی کی آگ کے حریق (کیونکہ یہ نبی علیہ السلام نے انھیں فرمایا تھا) اور اولیاء اور اصفیا کے مقتدا ہیں۔آپ کی اس طریق کے اندر بہت عظیم شانیں ہیں اور عظیم درجات ہیں اور عبارات کے اندر اصلی حقائق کا مکمل حصہ موجود ہے۔حضرت پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ہر پیغمبر کی صلب میں اس کے فرزندوں کی ذریت کو رکھا ہے اور میری اولاد کی ذریت کو علی کی صلب میں رکھا ہے۔ارشاد فرماتے ہیں"ما رأیت اللہ الا و رأیت اللہ فیہ" میں نے ہر چیز میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو دیکھا۔

اور اسی کتاب فص الکلمات میں ہے!پس اہل طریقت حضرت مولائے کائنات کی عبادات کے حقائق اور تجرید و اشارات کے دقائق اور کلام کے لطائف میں اقتدا کرتے ہیں اور آپ کی باتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا شمار کرنا ممکن نہیں ہے جو کہ فقط خود واضح ہے۔انتہی

شرح نزہۃ الارواح میں مناقب مرتضوی کے اندر فرماتے ہیں ان دونوں توجیہوں میں امیر المومنین کی مدح محبت کی تخصیص کے ساتھ تمام اولیاء پر ولایت میں آپ کو تقدم اصالت حاصل ہے کیونکہ یہ سب آپ کے بعد ہوئے ہیں ورنہ تمام اولیاء اولین سے

آخرین تک سایہ نبوت کے پروردہ ہیں۔

چوتھی فصل:

خلاصہ کلام اور کتاب کے لب لباب میں:

تجھ کو معلوم ہو کہ علمائے عظام اور صوفیاء کے اقوال اور مقالات کے استقراء اور چھان بین سے اس مسئلہ میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ شیخین کریمین کو حضرات ختنین اور تمام صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فضیلت ہے۔

یہاں پر افضلیت سے مراد اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر وثواب کی زیادتی ہے۔ جو انھوں نے اعمال خیر سے کمائی (حاصل کی) اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت کے اعتبار سے بڑا ہونا ہے۔ (یعنی یہی افضلیت کا دارو مدار ہے نہ کہ جزوی فضائل) اس لیے کہ ان کا اعلم، اشرف یا اقرء اشجع یا اس کے علاوہ وہ فضائل جو کہ جزوی ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہیں یا آپ کے علاوہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ خاص ہیں۔ (جزوی فضائل جو کہ افضلیت کا دارو مدار نہیں) اس لیے کہ اسم تفضیل کا صیغہ معنی مصدری میں زیادتی کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ وہ عام ہے اس کے بوجہ ما (ایک وجہ سے ہو)

اور وہ مراد نہیں کیونکہ مورد نزاع بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس لیے (یہ بات پہلے) معلوم ہو چکی ہے۔ بہت سے صحابہ کرام ایسی انفرادی خصوصیات رکھتے ہیں جو ان کے غیر میں نہیں پائی جاتی۔ (یا زیادتی معنی مصدری میں) جمیع وجوہ (لحاظ) سے ہو تو وہ بھی مراد نہیں لی جا سکتی کیونکہ اس کے بطلان کی تو نصوص (قرآن وسنت) گواہی

دے رہی ہیں اور اس لیے ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے۔

یا صفات فضائل من حیث المجموع (مجموعی لحاظ سے) یعنی اس معنی کے مقابلے کے وقت ایک کو دوسرے پر ترجیح ہو تمام فضائل کی بنا پر (تو بھی درست نہیں کیونکہ افضلیت کثرۃ فضائل کی بنا پر نہیں حاصل ہوتی بلکہ کثرۃ ثواب کی وجہ سے ہوتی ہے) بلکہ اختلاف اس معنی میں واقع ہوا ہے جو ابھی آنے والا ہے۔اور اس سے مراد فضل کلی ہے،اور یہ ایک کے دوسرے پر (جزوی فضائل) میں راجح (فضیلت والا) ہونے کے منافی نہیں۔کیونکہ جزوی فضیلت کا کسی کو حاصل ہونا اور ہے اور افضلیت مطلقہ فضل کلی اور ہے۔لہٰذا جزوی فضیلت کسی کو حاصل ہے تو وہ فضل کلی کے معارض ومنافی نہیں ہو سکتی ہے) حضرات شیخین ولی کامل تھے۔اور حق تعالیٰ کے قرب کی وجہ سے مرتبہ کامل رکھتے تھے کیونکہ دوسرے اُمتیوں میں سے کوئی اس مرتبہ کمال تک نہیں پہنچا اور کاملیت ذاتی کا رتبہ جو کہ ولایت لازمی سے مراد ہے وہ اتم اور اکمل طریقہ کے ساتھ انہی کا حصہ تھا۔

البتہ وہ فیضان اور ہدایت جو کہ مرتبہ ولایت سے مخلوق کو پہنچا اور پہنچ رہا ہے اور پہنچے گا اس ہدایت اور فیضان عالیشان کے پیشوا اور راہنما ہمارے جمہور مشائخ کے نزدیک حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔کیونکہ زیادہ فیضان انہی کے وسیلہ جلیلہ سے پہنچا اور پہنچ رہا ہے اور پہنچے گا۔اور اس مرتبہ کو مرتبہ مکملیت اور ولایت متعدیہ کہتے ہیں۔کیونکہ خود بھی کمال تک پہنچے اور دوسروں کو کمال تک پہنچایا اور پہنچا رہے ہیں اور پہنچاتے رہیں گے اور اس کار جلیل کا ثواب جزیل اپنے رب جلیل سے قیامت تک انہی کا حصہ ہے۔اور آپ رضی اللہ عنہ اس مقام میں ایک خاص شان اور اختصاص کے ساتھ

انوکھی خصوصیت اور بلند و بالا مرتبہ رکھتے ہیں اور کوئی دوسرا آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس مرتبہ میں مشارکت نہیں رکھتا اور ہاں اگر رکھتا ہے تو آپ کی نیابت کے ساتھ جیسے ائمہ اطہار اور غوث الثقلین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس مقام میں بلاواسطہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب مناب ہیں اور تمام اولیاء چاہے وہ ابدال ہوں اور اوتاد اور قطب اور غوث انہی کی جناب سے فیض پاتے ہیں اور ابدالیت اور اوتادیت اور قطبیت اور غوثیت کے مرتبہ تک پہنچتے ہیں۔ یہ سب آپ ہی کے سایہ ولایت کے پروردہ ہیں اور اسی وجہ سے مشائخ کی کتب میں حضرت مرتضیٰ کی ذات کو اکثر سر حلقہ اولیاء و آدم اولیا و خاتم ولایت محمدیہ و اصل ولایت احمدیہ و مظہر اتم و اکمل ولایت مصطفویہ و خلیفہ معنوی کے القابات مہذبات سے تعبیر کیا جاتا ہے اگر چہ یہ مرتبہ مکملیت آپ کے علاوہ دوسروں مثل حضرت صدیق اکبر میں بھی مشترک ہے لیکن قلت اور ندرت کے سبب کیونکہ سوائے سلسلہ نقشبندیہ کے فیضان کے علاوہ دوسرے سلسلوں قادریہ چشتیہ، سہروردیہ وغیرہ میں ہمارے ملک میں آپ کا فیضان نہیں پایا جاتا۔

تو لہٰذا اکثر مشائخ کرام کا سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ختم ہوتا ہے اور یہ مرتبہ تفضیل شیخین کے حضرات ختنین پر مانع نہیں کیونکہ اس سے مراد مقام قربت میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ایسی ترقی ہے کہ دوسروں کو اس ترقی اور قربت سے کچھ حاصل نہیں ہوا اور اس سے مراد مقام قربت سے ترقی کے بعد تنزل ہے۔ ناقصین کی تکمیل کے لیے پس دونوں مقام جدا ہیں ایک دوسرے کے ساتھ منافات نہیں رکھتے ذالک د جھان۔۔۔

اور یہ ایک دوسرے پر (جزوی فضائل) میں راجح (فضیلت والا) ہونے کے منافی

نہیں۔پس ان دو منصب اور مقام سے جس کسی کو چاہا اقامت عطا فرمائی۔ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم۔صلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا محمد واله واصحابه و اولياء اُمته اجمعين برحمتك يا ارحم الرحمين وآخردعوانا ان الحمد لله رب العالمين هكذا فی كتب علم الكلام والعقائد والحقائق والتصوف والسلوك فمن شاء الاطلاع فليرجع اليها۔

(فائدہ) پس تو جان لے کہ مسئلہ تفضیل قطعی ہے یا ظنی، ائمہ دین کے اختلاف کے مطابق پس تمام صورتوں میں واجب القبول ہے کیونکہ قطعی شرع شریف میں فرض کا حکم رکھتا ہے اور ظنی واجب کا حکم اور دونوں کا ترک عتاب وعقاب کا سبب ہے۔۔۔

(فائدہ) جان تو کہ وہ ولی کی ولایت ہے وہ ہر جگہ اس معنی قرب کے متعلق خبر دیتا ہے۔ولایت کا حاصل خود نہیں ہے مگر حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ کا قرب ونزدیکی (یعنی ولایت کا معنی ہے قرب الٰہی)

اور وہ دو قسم پر ہے:

(۱) ولایت عامہ، اور (۲) ولایت خاصہ

ولایت عامہ عام مومنین کے درمیان مشترک ہے جیسے اللہ کا فرمان ہے! ''اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا'' اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔

اور ولایت خاصہ مخصوص ہے واصلین کے ساتھ اور ارباب سلوک کے ساتھ۔اور وہ عبارت ہے بندے کے حق تعالیٰ میں فنا ہونے سے اس کے باقی رہنے کے ساتھ اور

ولی وہ ہے جو اس میں فنا ہو اور اس کی وجہ سے اس کو بقا ہو۔

فنا سیر الی اللہ کی جانب نہایت سے عبارت ہے اور بقاء عبارت ہے بدایت سیر فی اللہ سے اور سیر فی اللہ اس وقت متحقق ہوتی ہے کہ جب بندہ کو فنائے مطلق وجودی اور ذاتی کے بعد حدث اکبر اور اصغر میں ملوث ہونے سے مکمل طہارت عطا ہوتی ہے تب اُس طہارت کے ساتھ عالم اتصاف میں اوصاف الٰہی کے ساتھ اور اخلاق ربانی کے تخلق کے ساتھ ترقی کرتا ہے فقط من نفحاۃ تو جان کہ اہل وصول انبیاء کے بعد دو گروہ ہیں۔ایک مشائخ صوفیہ کہ جنھوں نے رسول اللہ کی متابعت کے کمال کے واسطہ سے مرتبہ وصول کو پایا ہے۔اور اس کے بعد مخلوق کو متابعت کی طرف دعوت دینے پر ماذون و مامور ہوئے ہیں۔ یہ گروہ والے کامل اور مکمل ہیں کہ جن کو فضل اور عنایت ازلی نے مقام عینِ جمیع اور بحضور توحید میں استغراق کے بعد مچھلی کے پیٹ سے ساحل کی طرف میدان بقا میں خلاصی اور چھٹکارہ بخشا تا کہ مخلوق کی نجات اور درجات میں دلالت کریں۔

البتہ دوسرا گروہ وہ جماعت ہے کہ جو درجہ کمال میں وصول کے بعد مخلوق کی طرف راجع نہ ہوئے اور بحر جمع میں ہی غرق ہو گئے اور فنا جیسی مچھلی کے پیٹ میں اس طرح ہلاک ہو گئے ہیں کہ ان کا کچھ اثر اور خبر بقا کے ساحل تک نہ پہنچا اور مقام حیرت اور غیرت کے باسیوں میں یوں جا کر ملے ہیں کہ تکمیل و وصول ولایت کے کمال کے بعد دوسروں کو اس سے کچھ بہرہ ور نہ کیا۔فقط من نفحات الانس اور جو یہ کہتے ہیں کہ بدایتاً اگر دیکھا جائے تو مکمل کامل سے محض افضل نظر آتا ہے تو میں کہوں گا یہ اس وقت ہوتا ہے جس وقت دونوں مرتبہ کاملیت میں برابر ہوں اس کے بعد ایک کو مرتبہ مکملیت عطا ہوتا ہے تو اس صورت میں البتہ مکمل کو کامل پر فضیلت دی جا سکتی ہے۔

اور یہاں اس طرح نہیں ہے کیونکہ کاملیت شیخین نص شارع کی دلیل کے ساتھ جو کہ لفظ افضل اور خیر ہے ان کے حق میں وارد ہوئی ہے۔اور جمہور ائمہ دین کے اجماع کی دلیل کے ساتھ بالضرورۃ دوسروں کی کاملیت سے فائق و برتر ہے پس دوسروں کی مکملیت ان کے حق میں شیخین کی افضلیت کی وجہ سے مانع اور قادح ہے گویا فضل مکملیت دوسروں کے حق میں افضلیت خاص پر دلالت کرتا ہے البتہ من حیث المجموع اور فضل کلی افضلیت پر محمول نہ ہوگا۔

اور تو جان لے کہ افضلیت دو قسم پر ہے ایک اختصاصی کہ جو حق تعالیٰ کی جانب سے بغیر کسی سابقہ عمل اور ایک چیز کے کسی دوسری چیز خدمتی تقدم کے بغیر فضیلت بخشتی ہے اور ترجیح دیتی ہے اور محض شارع کی نص کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہے اختلاف اور منازعت کو اس قسم میں کچھ گنجائش نہیں ہے۔

دوم: جزئی ۔جو کہ عمل کے مقابلہ میں عطا ہوتی ہے اور جس میں ہم بحث کر رہے ہیں وہ یہی دوسری قسم ہے۔اور منازعت اور اختلاف کا زیادہ تر یہی محل ہے اور یہ قسم دو وجہ سے صادق آتی ہے ایک یہ کہ فاضل مفضول سے فضل میں من جمیع الوجوہ راجح ہو یعنی ہر صفت یا کمال جو تصور کیا جائے اور موازنہ کیا جائے تو ترجیح پا جائے۔

دوم: یہ کہ جو اس طرح نہ ہو بلکہ تمام صفات اور فضائل میں من حیث المجموع رجحان رکھتی ہو نہ کہ فرادیٰ فرادیٰ۔(اکیلے اکیلے)

ولھذا المعنی لا ینافی رجحان المفضول-

اس لیے یہ معنی کہ نہیں ہے منافی مفضول کا فاضل سے رجحان دوسرے احاد میں (انفرادی فضائل میں) اور نہ افضل کے معنی میں نقص وارد ہوتا ہے کیونکہ افضل کا صیغہ

معنی (بالمعنی الاعم) مصدری میں زیادتی کے لیے وضع کیا گیا ہے۔جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تفضیل (افضلیت) اس معنی مذکور میں ہے جسے فضل کلی سے تعبیر کیا گیا ہے (اور وہ) ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت اور ان کی علامات میں سے ہے۔ورنہ اس پر لفظ اہل سنت و جماعت کا اطلاق نہ کیا جاتا بلکہ اس پر لفظ شیعہ مفضلہ (تفضیلی) کا اطلاق کیا جاتا۔

اور جو بعض کم عقل افضلیت سے صرف خلافت اور ظاہری بادشاہی اور امارت اور دنیوی انتظامی سلطنت میں سبقت اور اولیت مراد لیتے ہیں تو یہ محض (ان کی) بے عقلی ہے۔اس دلیل کے ساتھ کہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم دونوں حضرات غزوہ ذات السلاسل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کی اطاعت میں مامور تھے حالانکہ حضرات شیخین بالاتفاق حضرت عمرو بن العاص سے افضل تھے تو یہاں سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کا دوسرے شخص پر اطاعت واجب کرنے سے فضل مطاع ہرگز مطیع پر ثابت نہیں ہوتا۔

اور نیز یہیں سے معلوم ہوا کہ افضلیت کی نصوص اور صحابہ کرام کا ان کو اپنے محاورات میں ذکر کرنا اور ان حضرات کا شیخین کی تفضیل پر اتفاق کرنا خلافت سے قبل واقع ہوا تھا بلکہ حضرت صدیق کی بیعت کی احادیث صریح دلالت کرتی ہیں کہ خلافت افضلیت کی بناء پر وقوع پذیر ہوئی نہ کہ افضلیت خلافت پر مبنی تھی۔

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ افضلیت کی نصوص متعارض ہیں تو میں کہتا ہوں تعارض اس وقت ہوتا کہ جب ایک لفظ دو شخصوں کے حق میں وارد ہوتا اور دونوں کی افضلیت پر دلالت کرتا جبکہ غور و تامل کے بعد بات اس طرح نہیں ہے بلکہ لفظ افضل اور خیر جو ہمارے

مدعیٰ میں نص ہیں حضرات شیخین کے حق میں وارد ہوئے ہیں اور لفظ سیادت اور احبیت اور شرف حضرت علی اور فاطمہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم کے حق میں وارد ہوئے ہیں اور یہ الفاظ فضلیت پر دلالت رکھتے ہیں نہ کہ افضلیت پر پس درحقیقت تعارض نہیں ہے البتہ نصوص حضرت عثمان اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہم کے حق میں متعارض ہیں اور اس جگہ بھی تفضیل عثمان رضی اللہ عنہ جمہور کا مذہب ہے واللہ اعلم بالصواب۔

اور تو جان لے کہ اگر ولایت خاصہ شیخین کریمین کی ذات میں تو مسلم نہیں رکھتا تو اگر چہ ان کی افضلیت کا مسئلہ ضروریات دین اسلام سے علماء نے شمار نہیں کیا کہ جس کا منکر کافر ہو جائے۔

مگر انھوں نے اس کو مذہب اہل سنت کی ضروریات میں جانا ہے کیونکہ اس کے منکر اہل سنت و جماعت کے دائرہ سے خارج ہیں۔اور درست نہیں آتا کیونکہ عند النقل والعقل غیر ولی ولی سے مذکورہ معنی کے ساتھ افضل نہیں ہوتا اسی طرح اگر ولایت ذاتی اور کمال نفسانی ان کے حق میں باقی اولیاء سے برتر نہ جانے گا تو یہی نقصان باقی رہ جاتا ہے کیونکہ ادنیٰ اعلیٰ سے افضل (بمعنی مذکور) نہیں ہوسکتا، تو یقیناً ان کی ولایت ذاتی اور کمال نفسانی کو تمام اولیاء کرام سے برتر اعتقاد کرنا چاہیے۔

وھذا ھو عین نتیجة الافضلیة فی الحققیة۔

افضلیت کا سبب قرب منزلت عند اللہ ہے اور عزت اور بزرگی اور مرتبہ کی زیادتی ہے اور اس کا نتیجہ دنیا میں فاضل کی تعظیم کا مفضول پر واجب ہونا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اور یہ ملخص سنیوں کا عقیدہ ذکر کیا گیا ہے اور جس کسی کو تحقیق اور تفصیل درکار ہے تو بلطف و

خوشی تو آ اور فقیر کے رسائل اور اہل سنت و جماعت کے اعاظم محققین کی تحقیقات اور تالیفات کی طرف رجوع فرما۔

تو ان تالیفات اور تحقیقات میں وہ کچھ پائے گا کہ جس سے آنکھوں کو چین و قرار مل جائے گا اور سینوں کو انشراح مل جائے گا۔

والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد شافع یوم النشور و علی آلہ واصحابہ نجوم

تمت

تقریظ: مولانا محمد عادل

حامداً ومصلیاً ومسلماً

راقم سیہ کار عفی عنہ العزیز الغفار نے اس رسالہ متبرکہ سے استفاضہ کیا، اپنی زبان قاصر البیان کو حضرت مؤلف ادامہ اللہ سبحانہ بالافاضہ کی تحسین و آفرین سے عاجز پایا۔ حق تو یہ ہے کہ حضرت سابق الوصف نے جو کچھ حضرات شیخین رضی اللہ عنہم اجمعین کی تفضیل کے بارے میں اس رسالہ مبارکہ میں تحقیق فرمائی ہے۔ اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالیٰ کے صوفیا کرام اور متکلمین عظام کا یہی مذہب ہے واللہ سبحانہ اعلم وعندہ ام الکتاب

حررہ العبد الخامل محمد عادل

تقریظ جلیل ابو الحسنات مولانا عبد الحی

اس رسالہ کا معائنہ میں نے کیا اور کچھ حصے کا مطالعہ کیا اس کے مؤلف نے جو کچھ اس میں تحقیق کی ہے یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

تقریظ: محمد عبد اللہ حسینی

بندہ نے اجمال کے ساتھ مختلف مقامات سے اس رسالہ کا معائنہ کیا ہے اور فذلکہ کلام کو اس کے اختتام میں کتاب اور مصنف دونوں کے حسن کے ساتھ پایا درحقیقت جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب یہی ہے کہ شیخین کو تفضیل کلی حضرات ختنین پر کثرت ثواب اور قرب الی اللہ کی وجہ سے ہے اگرچہ بعض جزوی فضائل جو سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات بابرکات میں موجود تھے ان حضرات میں وہ نہیں تھے واللہ اعلم

کتبہ العبد الراجی شفاعۃ نبیہ التہامی محمد عبد اللہ بن الحاج السید احمد الحسینی الواسطی البلگرامی

عاملھما اللہ بلطفہ العمیم ورزقھما النعیم المقیم

مہر محمد عبد اللہ الحسینی ۱۲۸۳ھ

از سعی بیکراں و امداد مکین لامکان و بوسیلہ راز کن فکاں بروز چہار شنبہ وقت عصر فقیر پر تقصیر راجی الی رب القدیر محمد حارث عفی عنہ

حواشی

فضل کلی وجزوی کی وضاحت وتفضیل من جمیع الوجوہ کارد:

(ا): تفضیل من جمیع الوجوہ پر کلام سے پہلے امام اہل سنت کی زبانی فضل کلی و جزی کی وضاحت ملاحظہ ہو (خلاصہ) ایک شخص فنون سپہ گری میں مہارت تامہ رکھتا ہے اور دوسرا عالم و فاضل ہے دونوں کے بارے میں پوچھا جائے کہ افضل کون؟ تو جواب ہوگا عالم۔ یعنی بغیر کسی قید و خصوصیت کے اس کو علی الاطلاق افضل کہا جائے گا اور اس سپاہی کو افضل کہیں گے تو قید لگانا ضروری ہوگی یعنی یوں کہا جائے گا کہ یہ سپاہی فنون سپہ گری میں اس سے افضل ہے اور فائق ہے۔ پہلے فضل کا نام فضل کلی ہے اور دوسرے کا فضل جزی۔۔الخ

(مقدمہ مطلع القمرین ص ۱۹، ص ۸۳، مطبوعہ کتب خانہ امام احمد رضا لاہور)

فضل کلی کے مفہوم سے واضح ہوتا ہے کہ حضرات شیخین کو افضلیت مطلقہ حاصل تھی۔ یعنی جب پوچھا کہ صحابہ میں علی الاطلاق کون افضل تو جواب ہوگا شیخین کریمین اگر چہ باقی صحابہ کرام کو جزوی فضائل حاصل تھے جس کا کوئی ذی عقل انکار نہیں کرسکتا اور نہ جزوی فضائل سے افضلیت مطلقہ حاصل ہوتی ہے لیکن فضل کلی کا مطلب یہ بھی نہیں حضرات شیخین من کل الوجوہ یا من جمیع الوجوہ تمام صحابہ کرام سے افضل تھے۔ جو شخص اس نظریہ کا قائل ہو وہ بھی جادہ حق اہل سنت و جماعت سے ہٹا ہوا ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ المنان ارشاد فرماتے ہیں!

سنیت اس صراط مستقیم کا نام ہے جس میں "لم یجعل له عوجا (اور اس

یں اصلاً کچی نہ رکھی) طرفین افراط وتفریط کی طرف میلان بحمداللہ حرام ہے۔لہٰذا ہم جس طرح ان تبصرات میں اپنے مخالف اول یعنی فرقہ تفضیلیہ کے خیالات باطلہ واوہام عاطلہ کی بیخ کنی کرتے ہیں واجب کہ کچھ دیر اوپر سے باگ پھیر کر دو چار باتیں ان حضرات سے بھی کرلی جائیں جنھوں نے بعض متاخرین ہند کے بعض کلمات زور آمائی دیکھ کر ہدایت عقل وشہادت نقل کو بالائے طاق رکھا اور حضرات شیخین یا جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل من جمیع الوجوہ کا دعویٰ کر دیا کہ جس طرح وہ فرقہ متفرقہ ہمارے طریق مراد میں سنگ راہ ہے ان لوگوں کی خلش بھی چشم انصاف میں خار دامان نگاہ ہے۔ (مطلع القمرین ص ۶۸ مطبوعہ لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرات شیخین کریمین کی من جمیع الوجوہ افضلیت ثابت کرنا اور دیگر صحابہ کرام کے جزوی و خاص فضائل سے چشم پوشی کر لینا بھی گمراہی و ضلالت ہے۔حالانکہ اور صحابہ کرام وحضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے شمار جزوی فضیلتیں حاصل تھیں جن کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل عقل سے عاری ہوائے نفس کا پجاری۔(رضوی عفی عنہ ۱۲)

(۲): اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی اجماعی ویقینی ہے اس عقیدہ کا منکر تفضیلی اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔(سیاتی تفصیلہ ان شاءاللہ تعالیٰ) اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت کی بنا پر حضرات شیخین سے افضلیت مطلقہ دینا وفضیلت کلی دینا بھی کتاب وسنت کے دلائل اور اجماع صحابہ کرام وائمہ اعلام سے مکابرہ ومعارضہ اور صریح گمراہی و جہالت ہے۔(رضوی غفرلہ)

افضلیت شیخین پر دال احادیث متواتر ہیں:

(۳): افضلیت شیخین پر دال احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو تقریباً ۸۰ راویوں نے مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ائمہ محدثین کرام نے اسی کثرت کو دیکھ کر ان روایات کو متواتر قرار دیا ہے۔امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

ھذا متواتر عن علی فلعن اللہ الرافضۃ ما اجھلھم۔

یہ روایت (افضلیت والی) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متواتر اَمروی ہے۔اللہ تعالیٰ رافضیوں پر لعنت بھیجے یہ کیسے جاہل ہیں۔

(تاریخ الاسلام ج ۱،ص ۱۱۵، مطبوعہ بیروت) المنتقی من منہاج الاعتدال ،ص ۳۶۰، ۳۶۱ مطبوعہ بیروت، الصواعق المحرقہ، ص ۸۴ مطبوعہ لاہور)

حافظ ابن کثیر نے بھی اس روایت کو آپ رضی اللہ عنہ سے متواتر قرار دیا۔

(البدائیہ والنھائیہ، ج ۸،ص ۲۳ دار الغدا الجدید قاہرہ)

امام اہل سنت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں! مولیٰ علی سے جو تفضیل شیخین کا تواتر ہے اس کا کیا علاج؟ (مطلع القمرین،ص ۱۱۹ مطبوعہ کتب خانہ امام احمد رضا لاہور)

(۴): امام اہل سنت امام ذہبی کے حوالے سے لکھتے ہیں! یہ حدیث صحیح ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۸،ص ۲۸۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی قدس سرہ نے امام ذہبی علیہ الرحمہ کے حوالے سے ان روایتوں کو متواتر قرار دیا ہے۔

(الفتح المبین ص ۶۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

افضلیت شیخین پر دال حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ کے فرمان کی شرح:

(۵): صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر افضلیت ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت سے ہے اور اس کا منکر اہل سنت و جماعت سے خارج تفضیلی و رافضی ہوگا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس ارشاد میں خلفاء اربعہ کی بالترتیب افضلیت کو صریح الفاظ میں بیان فرمادیا۔ ولا احب الی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم منہ کے کلمات مبارکہ نے واضح کر دیا تمام صحابہ و اہل بیت اطہار میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب و پیارے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ جن روایات میں اور صحابہ کرام، اہل بیت اطہار کی احبیت و محبوبیت کا تذکرہ ہے اس سے جزوی و خاص احبیت و محبوبیت مراد ہے۔ علی الاطلاق اور عمومی طور پر جو احبیت حاصل ہے وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔ امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی قدس سرہ النورانی متوفی ۹۰۲ھ وہ تمام روایات کہ جن میں یہ ذکر ہے کہ فلاں صحابی نبی علیہ السلام کو زیادہ محبوب ہے ذکر کرنے کے بعد ان میں یوں تطبیق دیتے ہیں کہ!

وحینئذٍ فیکون حب ابی بکر علی عمومہ وحب غیرہ مخصوصاً۔

اس مقام پر حضرت ابو بکر کی احبیت عموم و اطلاق پر ہے اور ان کے علاوہ کی احبیت مخصوص ہے۔ (الاجوبۃ المرضیۃ، ج ۲، ص ۷۶۵، دارالرایۃ ریاض)

''ولا اکرم علی الله عزوجل فی هذه الامة بعد نبیها صلی الله علیه وسلم'' کے مبارک کلمات سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی اکرم نہیں تو پھر ثابت ہوا کہ آپ ہی تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔ علامہ

ابن حجر مکی قدس سرہ القوی متوفی ۹۷۳ھ "الاتقی" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

وفیها التصریح بأنه اتقی من سائر الامة والاتقی هو الاکرم عند الله لقوله تعالیٰ ان اکرمکم عند الله اتقاکم والاکرم عند الله هو افضل فینتج انه افضل من بقیة۔

اس آیت میں تصریح ہے کہ ابوبکر ساری اُمت میں سب سے بڑھ کر متقی ہیں۔ (قرآنی آیات کی روشنی میں جو متقی ہوتا ہے وہ اکرم ہوتا ہے) اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اکرم ہے وہ ہی افضل ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابوبکر ساری اُمت میں سب سے افضل ہیں۔

(الصواعق المحرقہ، ص ۶۶، مطبوعہ لاہور)

"فلا حجة لکم علی الله عزوجل" سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بالعموم خلفاء ثلاثہ اور بالتخصیص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی ضرورت و اہمیت کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ افضلیت کی ترتیب وہی ہے جو میں نے بیان کر دی ہے۔ کل قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ نے مسئلہ افضلیت کی باز پرس کی تو اس میں کسی کا کوئی عذر اور بہانہ قابل قبول نہیں ہوگا۔ اس سے عصر حاضر کے روافض تفضیلیہ کو عبرت پکڑنی چاہیے اور تعصب ہٹ دھرمی کی عینک اتار کر حضرت مولائے کائنات کی بات مان لینی چاہیے ورنہ کل قیامت کے دن یہ جھوٹے منطقی مفروضے کام نہیں آئیں گے۔ اس مسئلہ کی اہمیت اور اس کو بیان کرنے میں علماء کی ذمہ داری کو بیان کرتے ہوئے علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۹ھ ارشاد فرماتے ہیں!

فیجب علی العلماء الاهتمام بمسئلة الافضلية۔

مسئلہ افضلیت کے بیان کا اہتمام کرنا علماء کرام پر واجب ہے۔

(النبراس علی الشرح العقائد النسفیہ ،ص ۴۹۰ موسسۃ الشرف لاہور)

مسئلہ افضلیت کی اسی اہمیت وافادیت کو سیدنا امام ابوعبداللہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے اہل سنت کے عقائد بیان کرتے ہوئے ذکر فرمایا ہے!

(دیکھئے: شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ ،ج ا،ص ۱۱۹، رقم ۳۱۷، دارالحدیث قاھرہ)

عبداللہ بن سبا یہودی تھا جس نے ظاہراً کلمہ پڑھا اور منافقت اپنا کر اس نے سب سے پہلے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے نئے نئے عقائد ونظریات گھڑے اور مذہب شیعہ کی بنیاد رکھی۔ اس کے گمراہ کن عقائد سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین کریمین پر افضلیت دیتا تھا اسی وجہ سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو پہلے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور پھر ملک بدر کر دیا اس سے تفضیلیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے کہ وہ عبداللہ بن سبا یہودی کی راہ پر چل رہے ہیں۔

(۶): اس کی شرح میں امام المحدثین حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں!

فهو افضل الاولياء من الاولين والآخرين وقد حكى الاجماع على ذلك ولاعبرة بمخالفة الروافض هنالك-

حضرت صدیق اکبر تمام اولین وآخرین اولیاء سے افضل اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے اور یہاں روافض کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔

(شرح فقہ اکبر ،ص ۶۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

(۷): کیا غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے؟ غنیۃ الطالبین کے متعلق ائمہ ومتکلمین حضرات علماء کرام کے کئی اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ غنیۃ

الطالبین حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کتاب نہیں ہے۔امام المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ،امام المتکلمین شاہ عبد العزیز پرھاروی متوفی ۱۲۳۹ھ، امام المناظرین مفتی نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہی رائے ہے کہ یہ کتاب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں۔دیکھئے!علامہ پرھاروی لکھتے ہیں!

ان الغنية ليست من مولفته ويدلك عليه كثرة الاحاديث الموضوعة فيها۔

(مرام الکلام فی عقائد الاسلام،ص ۶۱ مکتبہ زمزم کراچی،النبراس علی شرح العقائد،ص ۴۴۵ موسستہ الشرف لاہور)

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان المنان شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے حوالہ سے لکھتے ہیں!

اس کتاب کی تصنیف حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہونے میں شبہ ہے۔حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں!یہ ہرگز ثابت نہیں۔

(اظہار الحق الجلی نمبر مقلدین کو دعوت انصاف،ج ۴،ص ۵۵۴،مطبوعہ فیضان مدینہ پبلی کیشنز کامونکے)(قسطاس علی النبراس ص ۴۷۵ موسستہ الشرف لاہور)

علامہ نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

بڑے بڑے علماء دین ومورخین نے کوثر النبی اور مولوی غلام قادر بھیروی نے کتاب نور ربانی کے اختتام پر لکھا ہے کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین جو مشہور ہے پیر صاحب کی نہیں اور بڑے بڑے بزرگان دین کی زبانی سنا گیا یہ کتاب پیر محی الدین سید عبد القادر کی نہیں۔

(فتاوی نظامیہ ص ۱۳۵) اشاعۃ القرآن لاہور،انوار شریعت،ج ۱،ص ۲۸۵ دار الاشاعت فیصل

آباد)

یہی بات علامہ عبدالحی لکھنوی صاحب نے بھی لکھی ہے۔"الرفع والتکمیل، ص ۳۷۹ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

دوسری بات یہ ہے کہ کتاب تو غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی ہے لیکن اس کتاب میں تحریف ہو چکی ہے لہٰذا جو باتیں اہل سنت کے نظریات کے مطابق ہیں وہ تو مانی جائیں گی اور جو باتیں اہل سنت واکابرین اہل سنت جیسے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مرجی ہونے کا قول وغیرہ باطل ومردود ہیں۔

دیکھئے الفتاوی الحدیثیہ لابن حجر مکی ص ۲۷۱ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

اہل سنت کے ایک دوسرے قول کی بنا پر یہ نظریہ ہے کہ اس کتاب کی حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے مطلقاً نفی نہیں کی جا سکتی لیکن بہر حال اس میں الحاقات و تحریفات ہیں

تفصیل دیکھئے: الفتاوی الرضویہ، ج ۲۹ ص ۲۲۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

فتاوی فیض الرسول، ج ۱ ص ۱۵۵ شبیر برادرز لاہور۔

بہر حال غنیہ الطالبین سے منقول عبارت مذہب اہل سنت کی بھرپور تائید اور روافض کے نظریہ فاسدہ کی بالکلیہ تردید کر رہی ہے اور یہ بھی واضح کر رہی ہے کہ مسلمانان اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہم۔۔۔الخ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل قرار دینے والے رافضی شیعہ ہیں نہ کہ اہل سنت و جماعت۔لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل قرار دینے والے اپنے آپ کو اہل سنت کہلانے کے لائق ہی نہیں اگر سنی کہیں گے بھی تو

تقیۃً۔(رضوی غفرلہ)

افضلیت شیخین کی قطعیت پر اقوال علماء اہل سنت:

(۸): حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام غزالی قدس سرہ النورانی متوفی ۵۰۵ ھ کے مبارک کلام سے واضح ہوا کہ افضلیت شیخین کی اسی ترتیب پر اعتقاد ویقین رکھنے والا اہل سنت و جماعت ہوگا اور اس عقیدہ کے خلاف اعتقاد رکھنے والا گمراہ بدمذہب، بدعتی اور مذہب اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ دوسرا یہ کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی تفضیل شیخین کا عقیدہ قطعی ہے۔ حضرات صحابہ کرام وتابعین عظام، محدثین وفقہاء وجمیع ائمہ اعلام کے نزدیک افضلیت شیخین کا عقیدہ اجماعی ہے۔ امام اہل سنت شیخ ابوالحسن اشعری قدس سرہ القوی کے نزدیک تفضیل شیخین کا عقیدہ قطعی ہے۔ امام المحدثین احمد بن حجر ھیتمی مکی قدس سرہ القوی ۹۷۴ ھ لکھتے ہیں!

ثم الذی مال الیه ابو الحسن الاشعری امام اهل السنة ان تفضیل ابی بکر علی من بعده قطعی۔

پھر وہ بات جس کی طرف امام اہل سنت ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ نے میلان کیا ہے (وہ یہ ہے کہ) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت اپنے بعد والوں پر قطعی ہے۔

(الصواعق المحرقہ، الباب الثالث، ص ۸۰، مطبوعہ لاہور، فتح المغیث للعراقی، ص ۳۵۵، دار الفکر بیروت)

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی متوفی ۹۷۳ ھ فرماتے ہیں!

ان افضل الاولیاء المحمدیین بعد الانبیاء والمرسلین ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله عنهم اجمعین وهذا الترتیب بین هو لا

ءالاربعة الخلفاء قطعی عند الشیخ ابو الحسن الاشعری۔
بے شک محمدی اولیاء میں انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم اجمعین افضلیت کی یہ ترتیب جو ان خلفاء اربعہ میں ہے شیخ ابو الحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے۔

(الیواقیت والجواہر، ج ۲، ص ۳۲۸، ارالکتب العلمیہ بیروت)

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۳۴ھ لکھتے ہیں کہ!
افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ اند آنرا اکابر ائمہ کہ یکے از ایشان امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ است و شیخ ابو الحسن اشعری کہ رئیس اہل سنت فرماید کہ افضلیت شیخین بر باقی اُمت قطعی است انکار نہ کند افضلیت شیخین را بر باقی صحابہ مگر جاہل یا متعصب۔

اور شیخین کی افضلیت صحابہ کرام اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اکابر ائمہ نے نقل کیا ہے ان میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، شیخ ابو الحسن اشعری جو کہ اہل سنت کے رئیس ہیں فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت باقی اُمت پر قطعی ہے۔ باقی صحابہ پر شیخین کی افضلیت کا انکار نہ کرے گا مگر صرف جاہل یا متعصب۔

(مکتوبات شریف مکتوب نمبر ۲۶۱، جلد ۴ مطبوعہ کراچی)

تفضیل شیخین کا عقیدہ قطعی ہے چند ایک اکابر ائمہ کے اقوال اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک افضلیت شیخین قطعی ہے۔ امام حارث بن مسکین رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے تفضیل شیخین کے متعلق

سوال کیا تو آپ نے فرمایا!

لیس فی ابی بکر و عمر شك یعنی ان دونوں کی تفضیل میں کوئی شک نہیں۔

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ بیان ماروی فی التفضیل رقم ۲۶۱۲،ج ۲،ص ۳۲۶ دار الحدیث قاھرہ)

یہی بات امام احمد بن سالم سفارینی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے

(دیکھو: لوامع الانوار البھیۃ، ج ۲،ص ۳۶۵)

امام سخاوی نے بھی نقل کیا ہے۔

(فتح المغیث باب معرفۃ الصحابۃ، ج ۳،ص ۱۲۷ بیروت)

امام عراقی نے لکھا شرح التبصرہ والتذکرہ ص ۲۱۵،امام ابراہیم بن موسی فرماتے ہیں!

فعند الاشعری و مالك قطعی۔

مسئلہ تفضیل امام اشعری وامام مالک کے نزدیک قطعی ہے۔

الشند الایضاح،ج ۲،ص ۵۰۷۔علامہ پرھاروی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا مرام الکلام ص ۴۶،فتح المغیث للعراقی،ص ۳۵۵ دار الفکر بیروت۔

(۲) امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہ کے نزدیک افضلیت شیخین قطعی عقیدہ ہے چند اقوال گزر چکے ہیں۔افضلیت شیخین پر مزید اقوال علماء دیکھئے:

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے فقال الاشعری قطعی۔

(تدریب الراوی،ص ۴۸۹ مطبوعہ کراچی)

امام سخاوی نے بھی یہی بات نقل کی ہے۔فتح المغیث، ج ۳،ص ۱۲۷۔

(۳) شارح بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی قدس سرہ النورانی متوفی ۹۲۳ھ کے نزدیک افضلیت شیخین قطعی ہے۔ المواھب اللدنیہ، ج ۲، ص ۷۵۲ مطبوعہ لاہور۔

(۴) امام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ النورانی متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں افضلیت شیخین اہل سنت کے نزدیک قطعی ہے۔

اذا تقریر ذلک فالمقطوع به بین اهل السنة والجماعة افضلیة ابی بکر ثم عمر ۔۔الخ (فتح الباری، ج ۸، ص ۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۵) امام ابن حجر مکی قدس سرہ القوی متوفی ۹۷۴ھ نے شیخین کی تمام صحابہ پر افضلیت کو اجماع کی وجہ سے قطعی قرار دیا۔

(الفتاوی الحدیثیہ ص ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

تفصیل آپ کی کتاب الصواعق المحرقہ ص ۸۰ تا ۸۵ مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور میں دیکھیں۔

(۶) حضرت سیدنا ملا علی قاری رحمہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں!

ان تفضیل ابی بکر قطعی ۔۔الخ۔

(شرح الفقہ الاکبر ص ۱۴، تفصیل، ص ۶۳ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

(۷) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۰۳۴ھ فرماتے ہیں۔ افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی است۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۲۶۶ مطبوعہ کراچی)

(۸) برکۃ المصطفیٰ فی الھند شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ مولائے کائنات کے خطبات علماء اہل سنت کے لیے افضلیت شیخین کی قطعیت کے لیے

کافی ہیں گر علماء اہل سنت و جماعت در افضلیت ابو بکر و عمر بلکہ در قطعیت آن ہماں اکتفا نمایند و استدلال کنند کافی و افی بود۔ (تکمیل الایمان مطبوعہ کراچی)

(۹) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۱۷۶ھ لکھتے ہیں!

افضلیت شیخین در ملت اسلامیہ قطعی است۔ (ازالۃ الخفاء، ج ا،ص ۳۰۱ مطبوعہ کراچی)

(۱۰) علامہ مخدوم ہاشم ٹھٹھوی قدس سرہ القوی فرماتے ہیں!

ان الحق ان مسئلۃ الافضلیۃ قطعیۃ ثابتۃ بالتواتر والاجماع

(الطریقۃ المحمدیہ،ص ۸)

(۱۱) عارف باللہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ القوی متوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں!

قال ابو الحسن الاشعری تفضیل ابی بکر علی غیرہ من الصحابۃ قطعی قلت قد اجمع علیہ السلف۔

(تفسیر مظہری، سورۃ الحدید، آیت نمبر ۱۰، ج ۷،ص ۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۱۲) شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۲۳۹ھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال تفضیل شیخین والے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں!

و این الفاظ کمال مراجعت دارد بر قطعیت اذ لا عقوبہ فی الظنیات بالاجماع۔

(فتاویٰ عزیزی، ج ۲،ص ۱۹ المکتبۃ الحقانیہ پشاور)

(۱۳) امام المتکلمین شاہ عبد العزیز پرہاروی قدس سرہ القوی متوفی ۱۲۳۹ھ بھی افضلیت شیخین کو قطعی قرار دیتے ہیں۔ اور ظنیت کے قول کی تردید کرتے ہیں۔

(مرام الکلام،ص ۴۷)

(۱۴) امام اہل سنت مجدد دین و ملت قاطع رافضیت و خارجیت شاہ احمد رضا خان

علیہ الرحمۃ الرضوان نے افضلیت شیخین کی قطعیت کو درجنوں مقامات پر بیان کیا اور اس کے منکر کو بدعتی شیعہ رافضی خارج از اہل سنت قرار دیا۔آپ فرماتے ہیں! اور جب اجماع قطعی ہو تو اس کے مفاد یعنی تفضیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام ہو؟ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت و شریعت کا یہی مذہب۔

(مطلع القمرین، ص ۱۵ کتب خانہ امام احمد رضا لاہور)

تقریباً ۲۰ سے زائد جلیل القدر ائمہ، محدثین و فقہاء و متکلمین کے مبارک اقوال سے افضلیت شیخین کی قطعیت آفتاب نصف النہار کی طرح روشن و مبرہن ہو چکی ہے ، تفضیلی رافضی اب بھی اگر تعصب و ہٹ دھرمی کی عینک اتار کر مذہب اہل سنت کی روشن حقانیت کو نہ دیکھیں اور حق کو قبول نہ کریں تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟

(۹): لفظ ''اَوْ'' کبھی شک کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کبھی تنویع کے لیے (قسمیں بیان کرنے کے لیے) سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں! میں کہتا ہوں اور تمہیں اختیار ہے کہ تردید کو تقسیم پر محمول کرو نہ کہ تردد (شک) پر تو معنی ہے کہ معنی ثانی پر فضیلت قطعی ہے اور معنی اول پر قطعی جیسی ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۸ ص ۶۹۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اس سے معلوم ہوا افضلیت شیخین ہے ہی قطعی اور اگر قطعی نہیں بھی تو قطعی کے قریب تو ہے جس سے تفضیلیوں کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

(۱۰): بصورت ثانی کہ اگر عند المفضیلہ تفضیل شیخین قطعی نہیں تو پھر کیا اس کا انکار کرنا اُن کے لیے جائز ہو جائے گا؟۔اگر تفضیل قطعی ہو تو پھر تو فرض کے درجہ میں ہو گی اور بقول مفضلہ کہ اگر ظنی ہو تو واجب کے مرتبہ میں ہو گی تو تفضیلی یہ بتائیں کہ فرض و واجب کو

ترک کرنے والا گناہ گار ہونے اور مستحق عذاب ہونے میں یہ دونوں برابر نہیں؟ اور اگر ترک فرض وواجب کی وجہ سے مستحق عذاب وگناہ گار ہونے میں برابر ہیں تو پھر تفضیلیہ کا تفضیل شیخین کی ظنیت کا قول کر کے اس کا انکار کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ عبارت نقل کر کے فرماتے ہیں! پھر ظنی ٹھہرا کر کام کیا نکلا (تفضیلیوں کا) کیا بر بنائے ظنیت ترک واجبات جائز ہے؟ اسی طرح یہ مغالطہ کہ مسئلہ تفضیل ضروریات دین سے نہیں محض جہالت ہے۔ اہل تحقیق کے نزدیک تو حقیقت خلافت خلفائے اربعہ بھی ضروریات دین سے نہیں پھر کیا اس سے انکار کرنے والا آفت گمراہی سے اپنے آپ کو بچا کر کہیں لے جائے گا۔

(تفصیل کے دیکھئے: مطلع القمرین، ص ۱۵۸ مطبوعہ لاہور) رضوی عفی عنہ)

تفضیل شیخین سنیت کی نشانی امام اعظم کی زبانی:

(۱۱): سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فرمان ذی شان سے واضح ہوتا ہے افضلیت شیخین کا عقیدہ سنی ہونے کی علامت ونشانی ہے لہٰذا تفضیلی جو عقیدہ تفضیل شیخین کا انکار کرتے ہیں اور اپنے آپ کو سنی کہلانے کی کوشش کرتے ہیں وہ گمراہ تفضیلی رافضی ہیں۔ انہیں اپنے آپ کو سنی کہلانے کا کوئی حق حاصل نہیں، یہ اہل سنت سے خارج ہیں۔ علامہ مخدوم ہاشم ٹھٹوی قدس سرہ القوی امام صاحب کے اس کلام کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

فی کلامہ دلالۃ علی ان من فضل علیاً علی الشیخین فھو خارج عن اھل السنۃ والجماعۃ۔

یعنی امام صاحب کے کلام میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ جس نے حضرت علی کو

شیخین پر فضیلت دی وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

(الطریقۃ المحمدیۃ قلمی، ص ٦)

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فقہ اکبر شریف کے حوالے سے متن کے اندر ایک قول مبارک گزر چکا ہے، افضلیت شیخین پر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مزید چند اقوال ملاحظہ ہوں:

ابوعصمۃ نوح بن ابی مریم کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا!

من اھل السنۃ والجماعۃ۔ اہل سنت و جماعت کون ہیں؟

آپ نے فرمایا! من فضل ابا بکر و عمر و احب عثمان و علیاً

(وہ سنی ہے) جو حضرت ابو بکر و عمر کو تفضیل دے اور حضرت عثمان و علی کے ساتھ محبت رکھے۔

(السیر الکبیر مع المبسوط، ج ا، ص ۱۵۸ مطبوعہ قاھرہ، بستان العارفین، ص ۱۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

قاضی شداد بن حکیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۱۰ھ نقل کرتے ہیں کہ!

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا!! افضل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ سے افضل ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

(کتاب الاعتقاد للنیشا بوری، ص ۱۸۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام صاحب رضی اللہ عنہ سے منقول تفصیلی اقوال اسی کتاب میں دیکھیں۔

اہل سنت کو خارجی کہنا رافضیوں کا شعار ہے:

(۱۲): اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلیفہ برحق نہ ماننے والے اور آپ کی محبت کے اندر تفریط کرنے والے خارجی ہیں۔ جیسا کہ وہابیوں دیوبندیوں کے گمراہ کن نظریات ہیں۔ بقول حضرت مصنف کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض و عداوت رکھنے والا ازلی بدبخت راندہ بارگاہ الٰہی ہی ہو گا کوئی سنی مسلمان تو ان کی محبت و مودت کی کمی و تقصیر تو سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔ تفضیلوں کا اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالیٰ کو ناصبی و خارجی کہنا ان کے اپنے رافضی ہونے کی علامت و نشانی ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں!

وعلامة الرافضة تسميتهم اهل الاثر ناصبة۔

(غنیۃ الطالبین منسوب بہ حضرت غوث اعظم، ص ۱۶۶ طبع بیروت)

وعلامة الرافضة تسميتهم اهل السنة ناصبة۔

رافضیوں کی علامت ہے کہ وہ اہل سنت کا نام ناصبی (خارجی) رکھتے ہیں

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، ج ۱، ص ۱۳۹ دار الحدیث قاھرہ)

(۱۳): ذکر کردہ عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں اول تو یہ کہ افضلیت شیخین پر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع ہے اور اجماع صحابہ میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ اجماع کا قطعی ہونا تو بدیہی امر ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ افضلیت شیخین کا عقیدہ صحابہ کرام کے اجماع و حضرت علی کے اتفاق سے قطعی ہوا اور اس کا منکر گمراہ تفضیلی رافضی ہوا۔ اور دوسری بات یہ کہ سیدنا مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی محبت کا تقاضا ہے کہ انسان حضرت علی کی طرح تفضیل شیخین کا عقیدہ رکھے لہٰذا تفضیلیوں کا عقیدہ افضلیت شیخین سے انکار اور اس میں تاویل کر کے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ کرنا جھوٹ

وافتراء پردازی پر مبنی ہے۔اگر یہ سچے محبان حضرت علی و اہل بیت ہوتے تو کبھی تفضیل شیخین کے عقیدہ کا انکار کر کے رافضی نہ بنتے ۔رضوی عفی عنہ

(۱۴): صاحب سنابل کی ذکر کردہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تفضیلی رافضیوں کے اندر بھی تقیہ والی رگ ضرور موجود ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ سنیت کا لیبل لگا کر سنی مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں جیسا کہ ہمارے زمانے کے کئی پیشہ ور مقررین حضرات بظاہر سنی بنے ہوئے ہیں لیکن جب انہیں افضلیت شیخین یا شان سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تقریر کا کہا جائے تو جواباً کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تو صحیح کوئی حدیث ہی نہیں جب کہ یہ محض جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ ایسے رافضی الذہن خطباء سے مسلمانان اہل سنت کو بچائے آمین۔

(۱۵): صاحب سبع کی یہ عبارت آب زر سے لکھنے کے قابل ہے جس نے تفضیلی رافضیوں کے شجر خبیثہ کو جڑ سے کاٹ دیا کیونکہ آپ فرماتے ہیں! پیری مریدی کے سلاسل کو آپ سے چلنے کی وجہ سے حضرت علی کو تمام صحابہ سے افضل بنانا رافضیت ہے۔
اس کی تفصیل دیکھیں: مرام الکلام، ص ۷۴، مطلع القمرین، ص ۱۰۸ تا ۱۱۱، مطبوعہ کتب خانہ امام احمد رضا لاہور) رضوی عفی عنہ

تفضیلی رافضیوں کے چھوٹے بھائی:

(۱۶): سراج السالکین امام العارفین سید السادات شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شیخین کریمین سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر فاروق پر افضلیت دینے والے تفضیلی بھی رافضی ہیں ۔۔اور سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ

وجہہ الکریم کی خلافت کے منکر خارجی ہیں۔اور یہ دونوں گروہ گمراہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں۔فی الحال کلام اس مسئلہ میں ہے کہ تفضیلیوں کو رافضی کہا جا سکتا ہے کہ نہیں؟تمہیداً چند باتیں ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی۔سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دینے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام سے زائد (افراط کی) محبت کو تشیع کہا جاتا ہے۔اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین کریمین پر افضلیت دینے والے کو تفضیلی غالی شیعہ کہا جاتا ہے اور اُسے رافضی بھی کہا جاتا ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۸ ص ۷۷ رضافاؤنڈیشن لاہور)

اور اگر حضرت مولیٰ علی کو شیخین پر تفضیل دینے کے ساتھ ساتھ حضرات شیخین کے ساتھ بغض وعداوت بھی رکھتا ہو اور انہیں گالیاں وغیرہ دیتا ہو تو اس کو غالی رافضی کہا جاتا ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۸ ص ۷۷۔۷۸ رضافاؤنڈیشن لاہور، فتاویٰ مفتی اعظم، ج ۶، ص ۷۲ اکبر بک سیلرز لاہور)

غالی رافضی یعنی حضرات شیخین کریمین کو گالیاں دینے اور برا بھلا کہنے والے مطلقاً کافر ہیں۔ (ردالرفضہ، الفتاویٰ الرضویہ، ج ۱۴ ص ۲۵۰، ۲۶۰، مطبوعہ لاہور)

غالی شیعوں یعنی تفضیلیوں کو رافضی کہنا بھی درست ہے۔یہ بدعتی، گمراہ، بد مذہب اور خارج از اہل سنت ہیں۔ائمہ متقدمین ومتاخرین نے تفضیلیوں پر بھی رافضیت کا اطلاق کیا ہے۔چند اجلہ اکابرین اُمت کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(الف) امام المحدثین ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون بن یزید الخلال رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۱۱ھ

نقل فرماتے ہیں!

ان اباعبد الله قیل له فی رجل یقولون انه یقدم علیاً علی ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہم فانکر ذلك و عظمه وقال اخشی ان یکون رافضیاً۔

امام ابو عبد اللہ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ حضرت علی کو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم پر تقدیم دیتا ہے (افضل قرار دیتا ہے) تو آپ نے اس بات کا انکار کیا اور (اس بات کو) بہت بڑا سمجھا اور فرمایا میں ڈرتا ہوں اس کے رافضی ہونے سے۔

(السنۃ لابن خلال، ج ۳، ص ۴۸۹، رقم ۷۷۶ مطبوعہ دارالرایۃ ریاض)

(ب) امام المتکلمین ابو عبد اللہ فضل اللہ تورپشتی قدس سرہ القوی متوفی ۶۶۱ھ نے افضلیت شیخین پر صحابہ کرام وعلماء اُمت کے اجماع کا قول نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس مسئلہ میں مخالفت رافضیوں اور زندیقوں نے کی ہے۔

وھیچ کس از صحابہ و علماء اُمت دراں خلافے نکردہ اند کہ ابو بکر و عمر بہترین اُمت اند بعد از رسول علیہ السلام و ایں خلاف از قبل رافضیاں و زندیقاں۔۔الخ (المعتمد فی المعتقد، ص ۲۱۱ مطبوعہ النوریہ الرضویہ لاہور)

(پ) فقہ حنفی کی دو معتبر و معتمد شخصیات امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بہ امام ابن الہمام متوفی ۶۸۱ھ امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ رحمۃ اللہ علیہم لکھتے ہیں !وفی الروافض ان من فضل علیاً علی الثلاثة فمبتدع۔یعنی روافض کے متعلق حکم کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین خلفاء پر فضیلت دی وہ بدعتی ہے۔ (فتح القدیر، ج ۱، ص ۳۶۰ مطبوعہ انڈیا، تبیین الحقائق، ج ۱، ص ۱۳۵ مطبوعہ کوئٹہ)

(ت) امام جلال الدین سیوطی شافعی قدس سرہ السامی متوفی ۹۱۱ھ نے افضلیت صدیق اکبر کے منکر کورافضی اوراس کے عقیدہ کوخبیث قرار دیا۔ مقالۃ الرافضی و یشبتہ علی معتقدہ الخبیث۔

(الحاوی للفتاوی رسالہ الحبل الوثیق، ج۱، ص۳۲۸ مطبوعہ پشاور)

ذکر کردہ عبارات سے واضح ہوا کہ تفضیلی بدعتی، رافضی، خبیث و بدمذہب ہیں۔

(ث) حافظ شہاب الدین احمد بن علی المعروف بن ابی حجر عسقلانی قدس سرہ النورانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں!

فمن قدمہ علی ابی بکر و عمر فھو غال فی تشیعہ ویطلق علیہ رافضی۔

جوشخص انہیں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کوحضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم پر افضل کہے وہ غالی شیعہ ہے اوراسے رافضی بھی کہا جاتا ہے۔

(ھدی الساری، ج۲، ص۲۳۱ مطبوعہ مصر، تہذیب التھذیب بالفاظ متقاربہ، ج۱، ص۸۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، الفتاوی الرضویہ، ج۲۸، ص۷۷، ۷۸ مطبوعہ لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ تفضیلیہ کوغالی شیعہ اوررافضی کہا جاتا ہے۔

(ث) عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی متوفی ۹۷۳ھ نے حضرت مولائے کائنات کوحضرت ابوبکر پر تقدیم دینے والے (افضل کہنے والے) کو رافضی قرار دیا ہے۔

ما تثبت بہ الروافض فی تقدیمھم علیاً رضی اللہ عنہ علی ابی بکر رضی اللہ عنہ۔

(الیواقیت والجواھر، ج۲، ص۳۴۷، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(س) امام المحدثین حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں کہ!

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کہنے والے رافضی اور اکثر معتزلہ ہیں۔

ثم اعلم ان جمیع الروافض و اکثر المعتزلۃ یفضلون علیاً علی ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ (شرح الفقہ الاکبر، ص ۶۳،۶۱ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

(ش) مخدوم قاضی شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک پہلے سبع سنابل کے حوالے سے متن کے اندر گزر چکا جس میں آپ نے خلافت حضرت مولائے کائنات کے منکر کو خارجی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین کریمین پر افضلیت دینے والے تفضیلی کو رافضی قرار دیا۔

(سبع سنابل، فارسی، ص ۱۰، مطبوعہ لاہور، الفتاوی الرضویہ، ج ۲۸، ص ۴۸۸ مطبوعہ لاہور)

(ص) حضرت مولانا سیدنا احمد بن سید محمد حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام صحابہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دینے والے کو رافضی قرار دیا ہے۔

والروافض قائلون بفضل علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ علی الجمیع وھذا خطاء عظیم (دلیل الیقین، ص ۱۹، مطبوعہ انڈیا)

(ض) آخر میں چند ارشادات امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنان متوفی ۱۳۴۰ھ پیش خدمت ہیں جن سے یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ تفضیلیوں کو بھی رافضی کہا جا سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا!

ولہذا ائمہ دین نے تفضیلیہ کو روافض سے شمار کیا ہے۔

(الفتاوی الرضویہ، ج۵، ص۵۸۱، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا! اور حضرت امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتانا رفض و بدمذہبی۔

(الفتاوی الرضویہ، ج۶، ص۴۴۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مزید ارشاد فرماتے ہیں! اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت امام الاولیاء مرجع العرفاء امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اکرم و افضل واتم واکمل ہیں جو اس کے خلاف کرے اسے بدعتی، شیعی، رافضی مانتے ہیں۔ (الفتاوی الرضویہ، ج۲۸، ص۴۲۰، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً دس مستند فقہاء کرام کی عبارات سے تفضیلیوں کو رافضی، بدعتی و بد مذہب ثابت کیا ہے۔ تفصیل "الرد الرفضہ الفتاوی الرضویہ، ج۱۴، ص۲۵۰ تا ۲۵۵ مطبوعہ لاہور مزید آپ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں !زید۔۔۔ایک گمراہ فرقے تفضیلیہ میں داخل ہے جن کو ائمہ دین نے رافضیوں کا چھوٹا بھائی کہا ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ، جلد ۲۱، ص، ۱۵۲ مطبوعہ لاہور)

اجلہ علماء کرام متکلمین وفقہا عظام کی عبارات سے یہ حقیقت نصف النہار کی طرح روشن ہو گئی کہ تفضیلی حضرات نہ تو اہل سنت و جماعت ہیں اور نہ ہی سلف صالحین کہ طریقہ مبارکہ پر بلکہ تفضیلی غالی شیعہ اور روافض میں سے ہیں۔ ایسے تفضیلیوں کو ائمہ دین نے بدعتی، رافضی، شیعہ غالی، زندیق اور ان کے عقیدہ کو خبیث تک قرار دیا اور کیوں نہ ہو کہ یہی تفضیلی آہستہ آہستہ غالی رافضی بھی بن جاتے ہیں۔ (فقط تفضیلی ہی نہیں رہتے)

حضرات شیخین کریمین کو سب و شتم کرنا شروع کر دیتے ہیں اور خال المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں گستاخی و بے ادبی کرنے کو محبت اہل بیت کا نام دیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں حضرت امیر معاویہ باغی تھے (معاذ اللہ) اور کبھی کہتے ہیں معاویہ کا معنی ہے بھونکنے والا کتا (معاذ اللہ) اور اس کے علاوہ بے شمار گمراہ کن نظریات کا برسر منبر پرچار کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایسے بے شمار تفضیلی، تفسیقی، رافضی ہیں جن کا اہل سنت و جماعت کے ساتھ کوئی واسطہ و تعلق نہیں۔ جو محض تقیہ کر کے سنی بنے ہوئے ہیں۔ فافہم وتدبر؟۔

حضرت عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں! الرفض سلم الزنادقة فما رایت رافضیاً الاورأیته زندیقاً۔ رفض زندقہ (بے دینی) کی سیڑھی ہے میں نے جس رافضی کو بھی دیکھا وہ زندیق ہی نکلا۔

(بستان العارفین، باب ۲۸، ص ۱۳۱ دار الکتب العلمیہ بیروت، سبع سنابل، ص ۲۵ مطبوعہ لاہور)

فقیر رضوی غفرلہ ۱۲

تفضیلیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفضیلی بھی جب رافضی ٹولے میں شامل ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے بیان کر دیا جائے۔ تفضیلی امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ یعنی اس کے پیچھے پڑھنی گناہ اور لوٹانی واجب ہے۔ یہی مفتی بہ راجح قول ہے۔ اس کے خلاف جو بھی قول ہو وہ غیر مفتی بہ مرجوح قول ہوگا۔ فافھم و تدبر۔

امام اہل سنت مفتی امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضون ارشاد فرماتے ہیں!

تمام اہل سنت کا عقیدہ اجماعیہ ہے کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہم مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے افضل ہیں ائمہ دین کی تصریح ہے کہ جو مولیٰ علی کو ان پر فضیلت دے مبتدع بد مذہب ہے اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے۔(فتاویٰ خلاصہ و فتح القدیر و بحر الرائق و فتاوی عالمگیری و غیرہ کتب کثیرہ میں ہے ان فضل علیاً علیھما فمبتدع۔اگر کوئی حضرت علی کو صدیق و فاروق پر فضیلت دیتا ہے تو وہ بدعتی ہے۔غنیۃ و رد المحتار میں ہے !الصلوٰۃ خلف المبتدع تکرہ بکل حال۔نماز بد مذہب کے پیچھے ہر حال میں مکروہ ہے۔ارکان اربعہ میں ہے!الصلوٰۃ خلفھم تکرہ کراھۃً شدیدۃ۔یعنی ان تفضیلی شیعہ کی اقتداء میں نماز شدید مکروہ ہے۔تفضیلیوں کے پیچھے نماز سخت مکروہ یعنی مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الفتاویٰ الرضویہ،ج٦،ص٦٢٢)مزید دیکھئے الفتاویٰ الرضویہ،ج٦،ص٦٧٨،مطلع القمرین، ص١٧٠،مطبوعہ لاہور)

امام الفقہاء مفتی اعظم ہند شاہ محمد مصطفی رضا خان علیہ رحمۃ المنان ارشاد فرماتے ہیں!

جو شخص مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو صدیق و فاروق سے افضل بتائے گمراہ اور بد مذہب اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے ایسے کو امام بنانا گناہ امام بنانے والے گناہ گار ہوں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(افضلیت سیدنا صدیق اکبرص ۱۴۹ مطبوعہ سنی فاؤنڈیشن لاہور)

خلیفہ اعلیٰ حضرت سید السادات علامہ سید ابوالبرکات احمد قادری قدس سرہ القوی لکھتے ہیں!

جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم پر فضیلت دیتا ہے وہ تفضیلی شیعہ ہے، ضال مضل گمراہ اور گمراہی پھیلانے والا ہے وہ ہر گز اہل سنت سے نہیں ہے ایسے شخص کو امام بنانا ہر گز جائز نہیں

(افضلیت سیدنا صدیق، ص ۱۵۰ مطبوعہ سنی فائنڈیشن لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی، پیر سید جلال الدین شاہ بھکھی شریف، مفتی خلیل احمد برکاتی اور مفتی غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہم کا بھی بعینہٖ یہی فتویٰ ہے۔

دیکھیے: افضلیت سیدنا صدیق اکبر ص ۱۵۱ تا ۱۵۳، فضائل حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، ص ۴۶ تا ۵۱)

سنی مسلمان بھائیو! تفضیلیوں کو جب امام بنانا گناہ اُن کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز واجب الاعادہ ہے تو پھر ان کو اور بالخصوص پیشہ ور تفضیلیوں کو وعظ و تقریر پر بلانا اور ان کی تعظیم و توقیر کرنا کیونکر جائز ہوگا؟ حالانکہ ان کی تقریر و تحریر تو سنی مسلمانوں کے لیے سم قاتل ہے۔ حالانکہ امام ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا! جو حضرت علی کی حضرت ابو بکر پر افضلیت کا خیال بھی کرے وہ برا شخص ہے ''لا نخالطه ولا نجالسه'' ہم نہ تو اس کے ساتھ میل جول رکھیں اور نہ ہی اس کے ساتھ بیٹھیں گے۔ (السنۃ، ج، ۲، ص ۳۷۷، رقم ۵۲۴ مطبوعہ ریاض) رضوی عفی عنہ

افضلیت مطلقہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ:

(۱۷): حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر افضلیت کا مسئلہ سب اہل سنت و جماعت کا اجماعی ہے۔ ذکر کردہ آیت کریمہ خاص حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ آیت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔

(الجامع الصحیح للبخاری، ج ۲، ص ۵۱۰، رقم الحدیث ۳۸۲۶، السنن الکبری للبیہقی، ج ۱۰، ص ۳۶، رقم الحدیث ۱۹۶۵۹)

امام فخر الدین رازی قدس سرہ السامی متوفی ۶۰۶ھ ارشاد فرماتے ہیں:

المسئلة الثانية اجمع المفسرون على ان المراد فی قول (اولو الفضل) ابو بکر۔

دوسرا مسئلہ کہ تمام مفسرین نے اس بات پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ اللہ رب العزت کے فرمان ''اولو الفضل'' سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(تفسیر کبیر، تفسیر آیہ مذکورہ پ ۱۸)

اس آیت کریمہ سے حضرات مفسرین کرام رحمہم اللہ علیہم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر استدلال کیا ہے۔ امام فقیہ ابولیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی قدس سرہ القوی متوفی ۳۷۵ھ لکھتے ہیں!

اولو الفضل منكم فی طاعة الله لانه كان افضل الناس بعد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں حضرت ابوبکر تم سب سے خصوصی بزرگی والے ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

(تفسیر سمرقندی، ج ۲، ص ۴۳۳ دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ پر سے افضلیت مطلقہ پر استدلال کیا۔

(دیکھو: تفسیر کبیر، تفصیل حاشیہ نور العرفان، ص ۲۳۴ نعیمی کتب خانہ گجرات۔ مزید تفصیل درکار ہوتو دیکھیے: مطلع القمرین ص ۱۹۰ تا ۱۹۴ مطبوعہ لاہور۔ رضوی عفی عنہ

قاسم ولایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سچے محبین کون؟:

(۱۸): امیر المومنین، مولیٰ المسلمین، امام الواصلین، قاسم ولایت، اسد اللہ الغالب سیدنا ومولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم وحشرنا فی زمرتہ فی یوم عقیم آمین۔ کے ساتھ محبت مومن ہونے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض وعداوت رکھنا منافق وخارجی ہونے کی نشانی ہے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا!

لایحبك الا مومن ولا یبغضك الا منافق۔

(اے علی) تجھ سے صرف مومن محبت کرے گا اور منافق صرف بغض (عداوت) رکھے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب المناقب، ج ۲، ص ۱۲۷، رقم الحدیث ۱۴۷۶۰ دارالکتب العلمیہ بیروت)

لہٰذا ثابت ہوا حضرت سیدنا مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی محبت کے بغیر دعویٰ دین درست نہیں لیکن آپ کی محبت کے لیے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے دو شرطیں ذکر کی ہیں ایک تو

آپ کی محبت میں اس حد تک افراط (حد سے تجاوز) نہ ہو کہ بقیہ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان اقدس کی توہین و تنقیص لازم آئے۔ اگر ایسی صورت ہوگی تو اس شخص کی محبت کا دعویٰ باطل، وہ تباہ و برباد ہوگا جیسا کہ متن میں حدیث شریف مذکور ہوئی۔ اور دوسرا یہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت درستگی اسلام کی شرط ہے اسی طرح بقیہ خلفاء راشدین صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ محبت لازم و ضروری ہے ورنہ صرف آپ رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ کرنا اور صحابہ کرام خلفاء راشدین سے بغض و عداوت کرنا اور ان پر لعن طعن سب و شتم بکنا رفضہ و زندقہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے سچی محبت کرنے والے مسلمانان اہل سنت ہیں جو آپ کی بتلائی ہوئی باتوں پر عمل بھی کرتے ہیں۔ سید السادات امام الحرمین علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی قدس سرہ القوی متوفی ۱۳۰۴ھ نے فرمایا کہ! حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا!

تفترق هذه الامة على ثلاثة و سبعين فرقه شرها من ينتحل حبّنا ويفارق امرنا۔

یہ اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور اُن میں سے بدترین فرقہ وہ ہوگا جو ہماری محبت کا غلط (جھوٹا) دعویٰ کرے گا اور ہمارے حکم سے دور رہے گا۔

(الفتح المبین باب فضائل ابوبکر الصدیق، ص ۶۸، دارالفکر بیروت)

لہٰذا ثابت ہوا کہ رافضی و تفضیلی ہر دو گروہ آپ رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ سے روگردانی اختیار کر کے جھوٹی محبت کے دعوے دار بنے ہوئے ہیں۔ حضرت سیدنا مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے شیخین کریمین رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنے والے کو مومن اور آپ سے بغض و عداوت رکھنے والے کو منافق قرار دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا!

فوالذی فلق الحبۃ و برأ النسمۃ لا یحبھما الا مومن فاضل ولا یغبضھما الامنافق مارق وحبھما قربۃ و بغضھما مروق۔

اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا فرمایا ان (دونوں شیخین کریمین) سے محبت نہیں کرے گا مگر صرف فاضل (فضلیت والا) مومن اور ان سے بغض نہیں رکھے گا مگر دین سے نکلا ہوا منافق۔ (قسم بخدا) ان دونوں کی محبت قربت خداوندی کا ذریعہ ہے اور ان دونوں سے بغض وعداوت دین سے خروج ہے۔

(الفتح المبین، ص ۶۹، دار الفکر بیروت)، الصواعق المحرقہ، ص ۸۸، ۸۹ مطبوعہ لاہور، فضائل الصحابہ، ج ۱۳، ص ۵، رقم الاثر، ۶۰۹۱ ۳ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حضرات اہل سنت و جماعت کثر ھم اللہ شو کتھم کو یہ شرف حاصل ہے جو حضرات صحابہ کبار و اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم دونوں نفوس قدسیہ سے محبت و الفت رکھتے ہیں۔ رافضیوں کی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بغض و عداوت نہیں رکھتے اور خارجیوں (وہابیوں) کی طرح اہل بیت کی محبت شان وعظمت کا انکار نہیں کرتے بفضلہٖ تعالیٰ افراط وتفریط کی آمیزش سے بھی پاک ہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور　　نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(حدائق بخشش)

علامہ عبدالعزیز پرھاروی فرماتے ہیں۔

حب اہل بیت و اصحاب نبی　　عین ایمان است بشنوائے اخی

(ایمان کامل، ص ۱۳، مطبوعہ امیری کتب خانہ ملتان)

محبت اہل بیت کے لیے محبت صحابہ شرط:

(۱۹): علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی قدس سرہ القوی متوفی ۱۳۰۴ھ فرماتے ہیں! واعلم ان شرط محبة اهل البيت النافعة محبة اصحاب النبی ﷺ وعدم الطعن فی احد منهم۔

جاننا چاہیے کہ اہل بیت اطہار کی صحیح محبت کے لیے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے ساتھ محبت کرنا اور ان میں سے کسی ایک میں بھی طعن نہ کرنا ضروری وشرط ہے۔

(الفتح المبین، ص ۳۱۹، دار الفکر بیروت)

معلوم ہوا کہ محبت اہل بیت کی صحت کے لیے محبت صحابہ بھی شرط ہے لہٰذا ہم اس فرقہ ضالہ مضلہ کو دعوت دیتے ہیں سنی مسلمانوں کی طرح اہل بیت سے محبت کرو اور افراط و تفریط سے بچو اور رافضی خارجی نہ بنو۔ امام عامر بن سراحیل شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

حب اهل بيت نبيك ولاتكن رافضيا واعمل بالقرآن ولاتكن حروريا۔

اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہل بیت سے محبت کرو اور رافضی نہ بنو۔ قرآن پر عمل کرو اور خارجی نہ بنو۔

(اسنادہ حسن): السنۃ لابن خلال، ج ۱، ص ۹۷ دار الرایۃ ریاض)۔ رضوی عفی عنہ

افضلیت کا مفہوم کثرت ثواب وقرب رب الارباب نہ کثرت فضائل:

(۲۰): علماء اہل سنت متقدمین و متاخرین کے ہاں افضلیت کا یہی مفہوم ہے کہ بندے کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر وثواب کے لحاظ سے اکثر اور زیادہ ہونا ہے اور بارگاہ خداوندی کا قرب ونزدیکی اور اعمال خیر پر بڑے اجر کا ملنا ہے نہ کہ کسی کا زیادہ

فضائل وغیرہ رکھنا جیسا کہ علم کے اعتبار سے زیادہ ہونا یا نسب کے لحاظ سے شرافت و بزرگی والا ہونا۔ یہ چیزیں جزوی فضیلت کو ثابت کرسکتی ہیں لیکن افضلیت کو قطعاً ثابت نہیں کرسکتی اور نہ ہی جزوی فضائل افضلیت مطلقہ وغیرہ کے منافی و معارض ہو سکتے ہیں فافھم و تدبر۔

اب آیئے چند ائمہ اعلام کی تصریحات پیش کرتے ہیں جس سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ افضلیت کا مطلب کثرت ثواب وقرب رب الارباب ہے:

میر سید شریف جرجانی قدس سرہ النورانی متوفی ۸۱۶ھ ارشاد فرماتے ہیں:

ومرجعها ای مرجع الافضلیة التی نحن بصددها الی کثرة الثواب والکرامة عند الله تعالیٰ۔

مرجع اس افضلیت کا جس کے ہم درپے اثبات ہیں کثرت ثواب و کرامت عند اللہ کی طرف ہے۔

(شرح المواقف، المرصد الرابع، المقصد الخامس، ج ۳، ص ۶۳۸ طبع بیروت)

اس سے معلوم ہوا افضلیت کا مطلب اجر وثواب کی زیادتی وعند اللہ بزرگی و کرامت ہے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی قدس سرہ النورانی متوفی ۷۹۱ھ الکلام فی الافضلیة بمعنی الکرامة عند الله تعالیٰ و کثرة الثواب۔ کلام افضلیت میں ہے بمعنی خدا کے نزدیک بزرگی و کثرت ثواب کے۔

(شرح المقاصد المبحث السادس الافضلیة بین الخلفاء ، ج ۳، ص ۵۲۳ طبع بیروت)

امام تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ عبارت سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ افضلیت کا

معنی عند اللہ کرامت و بزرگی ہے اور اجر و ثواب کی زیادتی ہے نہ کہ کثرت فضائل۔ بعض ناعاقبت اندیش آپ کی کتاب ''شرح العقائد'' کی اس عبارت سے (ان ارید کثرۃ مایعدہ ذو والعقول من الفضائل فلا) سے شیخین پر حضرت علی کو افضل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ ان کا یہ استدلال باطل و مردود ہے کیونکہ شرح عقائد نسفی آپ نے ۷۶۸ھ میں لکھی، شرح مقاصد ۷۸۴ھ میں لکھی۔ (ظفر المحصلین، ص۲۷۷ دارالاشاعت کراچی)

لہٰذا شرح مقاصد کی مذکورہ عبارت شرح العقائد النسفیہ کی سابقہ سے رجوع ہے۔ لہٰذا سابقہ عبارت سے تفضیلیوں کا استدلال کرنا جہالت پر مبنی ہے۔ ائمہ اہل سنت نے ''شرح عقائد'' کی ذکر کردہ عبارت کی تردید بھی کی ہے۔

دیکھئے: شرح الفقہ الاکبر، ص ۶۳ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ النبراس، ص ۴۹۲ موسسۃ الشرف لاہور۔ مکتوبات امام ربانی)

افضلیت سے مراد کثرت ثواب عند اللہ اور بزرگی و کرامت ہے نہ کہ فضائل کی کثرت کما فہمت الرافضہ۔

ان کتب میں مزید تفصیل دیکھیں: الصواعق المحرقہ، الباب الثالث، ص ۸۱ البوریہ الرضویہ لاہور، مکتوبات شریف دفتر اول حصہ چہارم، ص ۴۸۸ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، شرح الفقہ الاکبر، ص ۶۳ مکتبہ رحمانیہ لاہور، تکمیل الایمان فارسی، ص ۱۳۵ الرحیم اکیڈمی کراچی، النبراس، ص ۴۸۴ موسسۃ الشرف لاہور، شرح فقہ اکبر فارسی، بحر العلوم، ص ۳۰۹ الرحیم اکیڈمی کراچی) تفصیل امام اہل سنت کی کتب میں دیکھیں۔ مطلع القمرین، ص ۸۷ تا ۹۸ طبع لاہور) فقیر محمد داؤد رضوی عفی عنہ

(۲۱): حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی برملا بیعت کی اور اپنی مرضی سے وبالبیعہ علی علی رؤس الاشھاد۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تمام حاضرین کی موجودگی میں اعلانیہ آپ کی بیعت کی۔

(التمہید لابی شکور السالمی، ص ۱۷۴، ۱۷۵ مکتبہ اسلامیہ پشاور، الصواعق المحرقہ، ص ۱۵ ۔ ۱۸ مطبوعہ لاہور)

مسئلہ خلافت کی تفصیل فقیر رضوی عفی عنہ کی کتاب ''صدیقی نظریات اہل سنت کی نجات'' میں دیکھیں۔

(۲۲): اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالیٰ کا یہ مذہب نہیں کہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہم حضرت مولا علی و دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے من جمیع الوجوہ افضل ہیں۔ اہل سنت افراط وتفریط سے پاک ہیں لہٰذا نہ ہم تفضیلیہ کے خیالات باطلہ کی پیروی کریں جو کسی جزوی فضیلت کی بنیاد پر افضلیت مطلقہ ثابت کرتے ہیں (جو کہ عقل ونقل سے غلط ہے) اور نہ ان لوگوں کی اتباع ہمارا شعار جو بداہت عقل اور شہادت نقل کو بالائے طاق رکھ کر شیخین یا صدیق اکبر کے لیے من جمیع الوجوہ تفضیل کے قائل ہیں۔ یہ نظریہ بھی غلط ہ اور اہل سنت اس کے قائل نہیں۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرات شیخین کو افضلیت مطلقہ وفضل کلی حاصل ہے۔ جزوی فضیلت کسی اور صحابی کو بھی حاصل ہوسکتی ہے جو کہ فضل کلی کے منافی ومعارض نہیں۔ رضوی عفی عنہ۔

تفصیل کے لیے دیکھیں مطلع القمرین ص ۶۸، ۶۹ طبع لاہور

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صرف سیاسی خلیفہ کہنے والا گمراہ:

(۲۳): حضرت سید السادات شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے واضح

ہوتا ہے کہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہم حضرت سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صرف دنیاوی لحاظ اور ملک داری کے لحاظ سے ہی افضل نہیں۔ دینی دنیاوی حکومت اور ولایت باطنی خلافت روحانی کے لحاظ سے بھی افضل ہیں اور اسکے خلاف عقیدہ رکھنے والے تفضیلی شیعہ ہیں اور گمراہ بدمذہب اہل سنت سے خارج ہیں۔ یہ بھی اہل سنت و جماعت کے اکابرین کے نزدیک اجماعی مسئلہ ہے۔ امام المحدثین ملا علی قاری رحمہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ ارشاد فرماتے ہیں!

فھو افضل الاولیاء من الاولین والآخرین وحکی الاجماع علی ذلك ولا عبرۃ بمخالفة الروافض ھنالك۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام اولین و آخرین اولیاء سے افضل ہیں۔ اس بات پر پوری اُمت (کے علماء) کا اجماع ہے۔ اور یہاں روافض کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔ (شرح الفقہ الاکبر، ص ۶۱ مکتبہ رحمانیہ لاہور، تحفۃ الاتقیاء، ص ۶۷ طبع لکھنو)

اس سے معلوم ہوا تمام اولین و آخرین اولیاء سے ولایت باطنی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا اجماعی مسئلہ ہے اور اس کا منکر بھی رافضی ہے۔

امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں! جو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین رضی اللہ عنہم پر قرب الٰہی میں تفضیل دے وہ گمراہ مخالف اہل سنت ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۹، ص ۶۱۵ طبع لاہور)

دوسرے مقام پر امام اہل سنت نے تفضیلیوں کے اس قول کو خبث قرار دیا۔

(المستند المعتمد، ص ۲۴ مطبوعہ دار العرفان لاہور) تفصیل مطلع القمرین ص ۱۰۸-۱۰۹ طبع لاہور۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ القوی متوفی ۱۳۶۷ھ فرماتے

ہیں!

ان کی خلافت برترتیب فضیلت ہے یعنی جو عند اللہ افضل واعلی واکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا نہ کہ افضلیت برترتیب خلافت یعنی افضل یہ کہ ملک داری و ملک گیری میں زیادہ سلیقہ جیسا آج سنی بننے والے تفضیلی کہتے ہیں۔

(بہار شریعت، ج۱، ص ۲۴۷۔ ۲۴۸ مکتبۃ المدینہ کراچی) رضوی عفی عنہ ۱۲

خلافت افضلیت کی ترتیب پر ہے:

(۲۴): سابقہ حاشیہ میں یہ بات صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ القوی کے حوالہ سے گزر چکی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ان کی خلافت برترتیب فضیلت ہے یعنی جو عند اللہ افضل واعلیٰ واکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا نہ کہ افضلیت برترتیب خلافت۔۔۔الخ (بہار شریعت، ج۱، ص ۲۴۷ طبع کراچی)

عارف باللہ امام عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القوی متوفی نے بھی یہی مسئلہ بیان فرمایا ہے۔ وافضلهم ابو بكر الصديق رضی اللہ عنہ ثم عمر الفاروق،ثم عثمان ذو النورين،ثم على المرتضیٰ و خلافتهم،اى هولاء الاربعة عن رسول الله ﷺ كانت على هذا الترتيب ايضاً اى كما هى فضيلتهم كذلك (ثم) بعدهم فى الفضيلة(سائر)اى بقية(الصحابة رضى الله عنهم اجمعين)

(الطریقۃ المحمدیہ مع شرح الحدیقۃ الندیہ، ج۱، ص ۲۹۳)

ملا عصام الدین شارح شرح عقائد نے بھی یہی بات لکھی ہے کہ!

خلفاء راشدین کے درمیان خلافت وہی ترتیب ہے جو افضلیت کی تھی۔ قولہ (علی هذا

الترتیب ایضاً) یشعر ان مبنی ترتیب الخلافة علی ترتیب الافضلیة التی حکم بہا السلف۔ (مجموعہ الحواشی البھیۃ حاشیہ عصام علی شرح العقائد، ج ۲، ص ۲۳۶)

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو مسئلہ بیان کیا حضرات خلفاء راشدین میں جو ترتیب عند اللہ افضلیت کی تھی وہی خلافت کی بھی ترتیب رہی۔ اجلہ علماء کرام نے بھی اسی مسئلہ کو بیان فرمایا جو عین صداقت وحقانیت پر دال ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تھا نہ کہ خلافت پر:

(۲۵): امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان اہل سنت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں! جنگ جمل وصفین میں حق بدست حق پرست امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ تھا مگر حضرات صحابہ کرام مخالفین کی خطا خطائے اجتہادی تھی جس کی وجہ سے ان پر طعن سخت حرام ان کی نسبت کوئی کلمہ اس سے زائد گستاخی کا نکالنا بے شک رفض ہے اور خروج از دائرہ اہل سنت۔ جو کسی صحابی کی شان میں کلمہ طعن وتوہین کہے انہیں برا جانے فاسق مانے ان میں سے کسی سے بغض رکھے مطلقاً رافضی ہے۔

(الفتاوی الرضویہ، ج ۲۹، ص ۶۱۵ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

بہر حال حق حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور اس چیز کا اقرار جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی تھا جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا! واللہ انی لاعلم ان علیا افضل منی واحق بالامر۔ قسم بخدا! میں خوب جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ

سے افضل ہیں اور خلافت کے مجھ سے زیادہ حقدار ہیں

(البدائیہ والنھائیہ تحت ترجمہ معاویہ رضی اللہ عنہ، ج ۸، ص ۱۶۱ دار الغد الجدید قاھرہ)

لیکن اس کے ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرمادیا! ولکن الستم تعلمون ان عثمان قتل مظلوماً وانا ابن عمه وانا اطلب بدمه وامره الی انتھی۔

لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوماً شہید کردیے گئے اور میں ان کے چچا کا بیٹا ہوں اور اُن کے قصاص کا مطالبہ کرنا اور اُن (کے قصاص کا معاملہ) میرے سپرد ہے۔ انتھی۔ (البدائیہ والنھائیہ، ج ۸، ص ۱۶۱ طبع قاھرہ)

آپ رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے آپ کی حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ طلب اقتدار اور حصول خلافت کی خاطر نہیں تھی بلکہ قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مسئلہ تھا۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا!

ما قاتلت علیا الا فی امر عثمان۔

میرا حضرت علی سے قتال صرف (قصاص) حضرت عثمان کے معاملہ میں ہوا۔

(المصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۱، ص ۹۲، کتاب الامراء طبع بیروت)

اسی بات کو ائمہ محدثین نے شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ النورانی متوفی ۵۰۵ھ ارشاد فرماتے ہیں!

وما جری بین معاویة و علی رضی اللہ عنہم کان مبنیاً علی الاجتهاد لا منازعة من معاویة فی الامامة۔ انتھی۔

حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہم کے مابین جو نزاع ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا حضرت امیر معاویہ کی طرف سے خلافت میں نزاع نہیں تھا۔

(احیاء علوم الدین، الرکن الرابع فی السمعیات، ج ۱، ص ۱۵۴ دار الحدیث قاھرہ)

شارح ہدایہ علامہ کمال الدین المعروف بہ ابن الہمام حنفی قدس سرہ القوی نے بعینہ یہ عبارت نقل کی ہے۔ (المسامرہ، ص ۳۱۴ طبع لاہور)

امام شعرانی، حضرت مجدد الف ثانی نے اسی طرح ارشاد فرمایا ہے۔

(الیواقیت والجواھر المبحث الرابع والاربعون، ج ۲، ص ۷۷، مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۲۰۱، نسیم الریاض، ج ۳، ص ۴۲۱ طبع ملتان)

اس گفتگو کا ماحصل یہ ہوا حضرت علی کے ساتھ حضرت امیر معاویہ کا قتال قصاص حضرت عثمان کی وجہ سے تھا جو کہ آپ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطا ہوئی۔ اسی بنا پر بھی آپ ماجور و مثاب ٹھہرے۔ اس سے بڑھ کر کوئی کلمہ گستاخی آپ رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں بولنا رفض ہے۔ جس طرح کہ آج کل بعض جہلا پیشہ ور واعظین آپ کا ذکر توہین آمیز کلمات کے ساتھ کرتے ہیں جو کہ تقیۃً سنی بنے ہوئے ہیں جن کا سنیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں محض دنیا کے حصول میں وارفتہ پھرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے شریروں کے شر سے اہل سنت کو محفوظ رکھے آمین۔ رضوی عفی عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا اجتہادی تھی:

(۲۶): حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا محض اجتہادی تھی لہٰذا اسے خطا منکر و عنادی نہیں قرار دیا جا سکتا جو کہ فسق و فجور اور خروج عن الطاعۃ تک پہنچا دے کما قال المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ جب سب اکابرین اُمت نے آپ رضی اللہ عنہ کی خطا کو اجتہادی قرار دیا تو مجتہد جب درست بات تک پہنچ جائے تو دگنا اجر اور اگر درستگی تک نہ پہنچے تو پھر بھی ایک اجر ملتا ہے اور وہ ماجور و مثاب ٹھہرتا ہے اور اس پر کسی قسم کی کوئی طعن و تشنیع

جائز نہیں ہوتی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے اور آپ سے اجتہادی خطا ہوئی، پھر اس پر فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مولی علی کی ڈگری (تائید و سند حق) اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مغفرت۔

(بہار شریعت، ج ۱، ص ۲۵٦، مطبوعہ کراچی)

عمر ثانی مجدد قرن اولیٰ حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا!

رایت رسول الله ﷺ فی المنام ابو بکر و عمر وجالسان عنده فسلمت علیه وجلست فیهما انا جالس اذا اتی بعلی و معاویة فادخلا بیتاً واجیف الباب وانا انظر فما کان باسرع من ان خرج علی وهو یقول:قضی لی ورب الکعبة ثم کان باسرع من ان خرج معاویة وهو یقول غفرلی ورب الکعبة۔

میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کے پاس حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا تو ناگہاں سیدنا علی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کو لایا گیا تو انہیں ایک مکان میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ جلدی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کہہ رہے تھے رب کعبہ کی قسم فیصلہ میرے حق میں کر دیا گیا۔ پھر جلد ہی سے حضرت امیر معاویہ باہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ فرمار ہے تھے رب کعبہ کی قسم مجھے معاف کر دیا گیا ہے۔

(البدائیہ والنھائیہ، ترجمہ حضرت امیر معاویہ، ج ۸، ص ۱٦۱، دار الفد ا الجدید قاھرہ، کتاب الروح، ص ۳۲ طبع بیروت، کیمیائے سعادت، ص ۴۸۴، احیاء العلوم، الباب الثامن، ج ۵،

ص ۱۸۲ دارالحدیث قاھرہ، تاریخ دمشق، ج ۶۲، ص ۹۸ داراحیاء التراث العربی بیروت)

مذکورہ واقعہ سے یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب خطا اجتہادی میں معافی کا مژدہ جانفزاء سنا دیا گیا تو پھر آپ کی شان اقدس میں کلمہ سب بکنا رفض نہیں تو اور کیا ہے؟

(۲۷): ہم اجمالاً خال المومنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چند فضائل ذکر کرتے ہیں احقاق حق و ابطال باطل کی خاطر (صحابی کی تعریف) وھو من لقی النبی ﷺ مومنا بہ ومات علی الاسلام۔ (صحابی وہ شخص) کہ جس نے بحالت ایمان نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل کیا ہو اور اسلام پر اس کی موت ہوئی ہو۔ (نخبۃ الفکر، ص ۱۳۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فتح مکہ سے پہلے اور فتح مکہ کے بعد راہ خدا میں خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق ارشاد فرمایا!

وکلاً وعد اللہ الحسنیٰ۔

مفسر قرآن حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں! وکلا وعد اللہ الحسنی قال الجنۃ اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں! قال الجنۃ کہ ان سب سے اللہ تعالیٰ حسنی یعنی جنت کا وعدہ فرما چکا ہے۔

(جامع البیان المعروف بہ تفسیر طبری، ج ۱۳، ص ۲۸۸، طبع بیروت، تفسیر ابی سعود، ج ۶، ص ۲۱۲، طبع دار المصطفیٰ قاھرہ)

امام قرطبی فرماتے ہیں! وکلا وعد اللہ الحسنی ای المتقدمون السابقون والمتاخرون الاحقون وعدھم اللہ جمیعا ن الجنۃ۔ تفاوۃ الدرجات۔

اللہ تعالیٰ نے سب (صحابہ) سے جنت کا وعدہ فرمایا۔ سب سے پہلے آنے والے اور بعد میں ان سے ملنے والے اللہ تعالیٰ نے سب سے جنت کا وعدہ فرمایا باوجود ان کے درجات کے تفاوت کے۔

(تفسیر قرطبی، ج ۱۷، ص ۱۵۷، دار الکتب العلمیہ بیروت، تفسیر سمرقندی، ج ۳، ص ۳۲۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

لاتمس النار مسلما رانی او رای من رانی۔ جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اسے (جہنم) کی آگ نہیں چھوئے گی (ھذا حدیث حسن غریب)

(جامع ترمذی، ابواب المناقب، ص ۷۰۴ ۲، رقم الحدیث ۳۸۵۸ مطبوعہ ریاض، مشکوٰۃ المصابیح شرح الطیبی، کتاب المناقب، ج ۱۱، ص ۲۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

آیت قرآنی وحدیث نبوی سے واضح ہو گیا کہ تمام صحابہ کرام جنتی ہیں اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ حبر الامہ سید المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ کے بارے میں فرماتے ہیں! دعه فانه قد صحب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت امیر معاویہ کو کچھ نہ کہو (کیونکہ) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

(الجامع الصحیح للبخاری کتاب المناقب، باب ذکر معاویہ، ص ۶۰۳، رقم الحدیث ۳۷۶۴، السنن الکبری، باب الوتر برکعۃ واحد، ج ۳، ص ۴۰، رقم ۴۷۹۷، دار الکتب العلمیہ بیروت، النبراس، ص ۵۵۱ موسسۃ الشرف لاہور، البدائیہ والنھائیہ، ج ۸، ص ۱۵۵ دار الفد الجدید قاھرہ)

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں (صغری دلیل گزر چکی) اور ہر صحابی جنتی ہے۔(کبری پر بھی آیت کریمہ سے دلیل گزر چکی) (تو نتیجہ یہ نکلا) تو نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔

مقام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ احادیث نبویہ کی روشنی میں:

(۱) صحابی رسول حضرت عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں!

عن النبی ﷺ قال لمعاویہ اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا! اے اللہ تو معاویہ کو ہادی ومھدی بنا اور اس کے سبب سے لوگوں کو ہدایت دے۔(علماء نے لکھا کہ نبی کریم ﷺ کی یہ دعا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یقیناً قبول ہو چکی ہے۔

(شرح الطیبی، ج ۱۲، ص ۳۹۴۸ بیروت، مرقاۃ، ج۹، ص ۴۰۲۲ بیروت، جامع ترمذی، باب المناقب معاویہ، ص ۲۰۴۶ رقم الحدیث ۳۸۴۲ مطبوعہ دار العلوم ریاض، قال الترمذی حسن غریب، مسند احمد، ج۲۹، ۴۲۶، رقم الحدیث ۱۷۸۹ موسسۃ الرسالہ بیروت، البدائیہ والنھائیہ، ج۸، ص ۱۵۴ مطبوعہ قاھرہ، السنۃ لابن خلال، ج ۲، ص ۴۵۰، رقم الحدیث ۶۹۷ دار الرایۃ ریاض)

(۲) حضرت سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب۔

اے اللہ معاویہ کو قرآن اور حساب کرنا سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔

(کنز العمال، ج ۱۳، ص ۲۵۲ بیروت، مجمع الزوائد، ۹، ص ۴۴۰، رقم الحدیث ۱۵۹۱۷ دار الکتب العلمیہ بیروت، تطہیر الجنان، الفصل الاول، ص ۳۹۵ مطبوعہ لاہور، مسند احمد، ج ۲۸، ص ۳۸۳،

رقم الحدیث ۱۵۲۱۷ طبع بیروت، السنۃ البن خلال، ج ۲، ص ۴۵۰، رقم ۶۹۶ طبع ریاض)

(۳) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

معاویة احلم امتی واجودها۔ معاویہ میری اُمت میں سب سے زیادہ حلیم و بردبار اور سخی ہے۔

(السنۃ لابن خلال، ج ۲، ص ۴۵۳، رقم الحدیث ۷۰۱ طبع ریاض، تطہیر الجنان، الفصل الثانی، ص ۳۹۰ النوریہ الرضویہ لاہور)

(۴) حضرت سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جو جنگ ہوئی اجتہاد پر مبنی تھی۔ حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطا ہوئی (کما سبق) اسی وجہ سے حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ نے اپنے اور اُن کے مقتولوں کو جنتی قرار دیا۔

قال علی رضی اللہ عنہ قتلای و قتلی معاویة فی الجنة۔

ہمارے اور ان کے مقتول دونوں جنتی ہیں۔

(معجم الکبیر للطبرانی، ج ۱۹، ص ۳۰۷ طبع بیروت، مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۴۴۱، رقم الحدیث ۱۵۹۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے۔ تطہیر الجنان، ص ۴۰۰ طبع لاہور۔

اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقتولین کی نماز جنازہ بھی پڑھائی و صلی علی ابن ابی طالب علی قتل معاویة ۔

(شرح اصول اعتقاد اصول السنۃ، ج ۲، ص ۱۱۸، دار الحدیث قاھرہ)

اسی وجہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمان نبوی کے

مطابق صلح کر لی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا! ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ فئتین عظمتین من المسلمین۔

میرا یہ بیٹا سردار ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرادے گا۔ (الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الصلح، ج ۱، ص ۳۷۲ طبع کراچی)

جب سیدوں کے سردار حضرت امام حسن نے حضرت امیر معاویہ سے صلح کر لی تو اب کسی کی کیا مجال کہ وہ حضرت امیر معاویہ پر طعن کرتا ہے کیا وہ امام حسن سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ رضوی عفی عنہ

حضرت امیر معاویہ خال المومنین ہیں:

(۲۸): حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے کی وجہ سے آپ کو خال المومنین کہا جاتا ہے۔ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امیر معاویہ و حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم کے متعلق پوچھا گیا کیا یہ دونوں خال المومنین ہیں تو آپ نے فرمایا!

معاویۃ خال المومنین وابن عمر خال المومنین۔ اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ حضرت امیر معاویہ کی بہن حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہم حضرت ابن عمر کی بہن حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ تھیں اس وجہ سے آپ کو خال المومنین کہا جاتا ہے۔ (سندہ صحیح) (السنۃ لابن خلال، ج ۲، ص ۴۳۳، رقم ۶۵۷ دار الرایۃ ریاض) تفصیل فقیر کے رسالہ افکار مہریہ میں دیکھیں۔

فقیر محمد داؤد رضوی غفرلہ ربہ القوی الولی

جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۰۱۵-۴-۱